حال احوال

تاریخ وار ملکی اور غیر ملکی زرعی خبریں، مئی تا اگست 2014

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی

روٹس فار ایکوٹی

2014

حال احوال

تاریخ وار ملکی اور غیر ملکی زرعی خبریں، مئی تا اگست 2014

تحریر و ترتیب
صبیحہ حسن

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی

2014

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر
مخففات	vii
ابتدائیہ	x
الف۔ ملکی زرعی خبریں	1-96
I۔ زرعی مواد	1-24
زمین	1
پانی	7
بیج	20
II۔ زرعی مداخل	24-29
قدرتی اور صنعتی زراعت	24
کھاد	25
زرعی مشینری	26
زرعی ترقی	26
زرعی تحقیق	27
III۔ غربت اور غذائی تحفظ	29-39
غربت	29
غذائی تحفظ	36
IV۔ غذائی اور نقد آور فصلیں	39-52
غذائی فصلیں	40
نقد آور فصلیں	50

V۔ تجارت	52-66
برآمدات	52
درآمدات	61
ایگری بزنس	65
VI۔ کارپوریٹ شعبہ	66-70
کھاد کی کمپنیاں	66
بیج کی کمپنیاں	68
زرعی مشینری	68
غذائی کمپنیاں	69
مشروبات کی کمپنیاں	70
VII۔ مال مویشی، ماہی گیری اور مرغبانی	70-76
مال مویشی	70
ماہی گیری	74
مرغبانی	75
VIII۔ ماحول	76-85
زمین	76
پانی	80
فضاء	85
IX۔ موسمی تبدیلی	85-88
سبز معیشت	85
X۔ قدرتی بحران	88-91
خشک سالی	88
طوفان	90

سیلاب	90
زلزلہ	91
XI۔ مزاحمت	91-96
زمین	91
پانی	93
ماہی گیری	94
ماحول	95
زرتلافی	95
ب۔ عالمی زرعی خبریں	97-122
I۔ زرعی مواد	97-99
زمین	97
پانی	97
بیج	98
II۔ زرعی مداخل	100-101
قدرتی اور صنعتی طریقہ زراعت	100
III۔ غربت اور غذائی تحفظ	101-106
غربت	101
غذائی تحفظ	103
IV۔ غذائی اور نقدآور فصلیں	104-106
غذائی فصلیں	104
نقدآور فصلیں	105
V۔ تجارت	106-108
برآمدت	106

درآمدات	107
ایگری بزنس	107
VI۔ کارپوریٹ شعبہ	108-111
کھاد کی کمپنیاں	108
غذائی کمپنیاں	108
ریٹیل کمپنیاں	111
مشروبات کی کمپنیاں	111
VII۔ مال مویشی، ماہی گیری اور مرغبانی	111-112
ماہی گیری	111
VIII۔ ماحول	112-116
زمین	112
پانی	114
فضاء	115
IX۔ موسمی تبدیلی	117-120
عالمی حدت	117
سبز معیشت	118
X۔ قدرتی بحران	120-121
زلزلہ	120
سیلاب	120
خشک سالی	121
XI۔ مزاحمت	121
کارپوریٹ	121
ماحول	121

AARI	Ayub Agricultural Research Institute
ACAC	Agricultural Credit Advisory Committee
AIP	Agricultural Innovation Program
APTMA	All Pakistan Textile Mills Association
ASF	Agribusiness Support Fund
BBA	Benchmarking the Business of Agriculture
BCI	Better Cotton Initiative (BCI)
BEPA	Balochistan Environmental Protection Agency
BISP	Benazir Income Support Program
CAADP	Comprehensive Africa Agriculture Development Program
CAC	China Agro Chemical
CAP	Conservation of Agriculture Planters
CBD	Commission on Biodiversity
CCI	Council of Common Interests
CCP	Competition Commission of Pakistan
CDA	Capital Development Authority
CIDA	Canadian International Development Agency
DAMN	Development and Management Advocacy Network
DAP	Diammonium Phosphate
DBDC	Diamer-Bhasha Dam Company
DEFRA	Department for Environment, Food and Rural Affairs
DPP	Department of Plant Protection
EPA	Environmental Protection Agency
FAP	Farmers Associates Pakistan
FBR	Federal Board of Revenue
FIA	Federal Investigation Agency
FIEDMC	Faisalabad Industrial Estate Development and Management Company
GATT	General Agreement on Tariff and Trade
GDP	Gross Domestic Product
GIDC	Gas Infrastructure Development Cess
GST	General Sales Tax
HBFCL	House Building Finance Company Limited
HWT	Hot Water Treatment
ICAC	International Cotton Advisory Committee
ICIMOD	International Centre for Integrated Mountain Development
ICJ	International Court of Justice
ICT	Islamabad Capital Territory
IDA	International Development Association
IFAD	International Fund for Agricultural Development
IFC	International Financial Corporation
IHSPL	Ideal Hydrotech Systems Pakistan Ltd
IRC	Indus River Commission

IRSA	Indus River System Authority
IUCN	International Union for Conservation of Nature
KPK	Khyber Pakhtun Khwa
KPT	Karachi Port Trust
KSDP	Karachi Strategic Development Plan
LARMIS	Land Administration and Revenue Management Information System
LBOD	Left Bank Outfall Drain
LCCI	Lahore Chamber of Commerce and Industry
LCPCC	Lahore Cabinet Price Control Commission
LDA	Lahore Development Authority
MAF	Million Acre Feet
MDA	Malir Development Authority
MDGs	Millennium Development Goals
MMBTU	1million British Thermal Unit
NARC	National Agricultural Research Centre
NCMPR	National Centre for Maritime Policy Research
NESPAK	National Engineering Services Pakistan
NFIS	National Financial Inclusion Strategy
NRSP	National Rural Support Programme
OECD	The Organization for Economic Co-operation and Development
PAAPAM	Pakistan Association of Automotive Parts & Accessories Manufacturers
PARC	Pakistan Agricultural Research Council
PASSCO	Pakistan Agricultural Storage and Services Corporation
PCGA	Pakistan Cotton Ginners' Association
PCJCCI	Pakistan China Joint Chamber of Commerce & Industry
PCSIR	Pakistan Council of Scientific and Industrial Research
PCST	Pakistan Council for Science and Technology
PEG	Princeton Environment Group
PFF	Pakistan Fisherfolk Forum
PFVA	All Pakistan Fruit and Vegetable Exporters Importers and Merchant Association
PHDB	Pakistan Horticulture Development Board
PODB	Pakistan Oilseed Development Board
PPA	Pakistan Poultry Association
PSDP	Public Sector Development Program
PSMA	Pakistan Sugar Mills Association
PTA	Pakistan Tanners Association
REAP	Rice Exporters Association of Pakistan
RO	Reverse Osmosis
RRUDP	Ravi River Front Urban Development Project
SAARC	South Asian Association for Regional Cooperation
SAGP	Sindh Agricultural Growth Project
SAPs	Structural Adjustment Programs

SBP	State Bank of Pakistan
SCA	Sindh Chamber of Agriculture
SDPI	Sustainable Development Policy Institute
SEPA	Sindh Environmental Protection Agency
SESSI	Sindh Employees Social Security Institution
SSC	Sindh Seed Corporation
SUPARCO	Space and Upper Atmosphere Research Commission
SWM	Solid Waste Management
TCP	Trading Corporation of Pakistan
TDAP	Trade Development Authority of Pakistan
TED	Turtle Excluder Device
TNCs	Transnational Corporations
UAF	University of Agriculture Faisalabad
UNCTC	The United Nations Commission on Transnational Corporations
UNEP	The United Nations Environmental Program
UNESCO	The United Nations Educational, Scientific and Cultural Organization
UNFCCC	The United Nations Framework Convention on Climate Change
USAID	United States Aid for International Development
USC	Utility Stores Corporation
VHT	Vapor Heat Treatment
WAHO	World Animal Health Organization
WAPDA	Water and Power Development Authority
WASA	Water and Sanitation Agency
WEF	World Economic Forum
WELD	Women Empowerment through Livestock
WFP	World Food Program
WHO	World Health Organization
WMO	World Meteorological Organization
WTO	World Trade Organization
WWF	World Wide Fund

ابتدائیہ

حال احوال کے مختلف شماروں میں قدرتی ر روایتی اور صنعتی زراعت پر ہونے والی بحث کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ سال 2015 میں ملینیم ڈیولپمنٹ اہداف (MDGs) کے خاتمے کے بعد عالمی سطح پر پائیدار ترقی کے اہداف اگلے 15 سالوں کے لیے مقرر کیے جارہے ہیں۔ شعبہ زراعت میں اب ''پائیدار زراعت'' کی منزلیں طے ہوں گی یعنی صنعتی زراعت کا اس سفر میں کوئی کردار نہیں لیکن اس سے پہلے کہ اس دور کا آغاز ہو خود پائیدار ترقی کو ہی متنازعہ بنا دیا گیا ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے ہمیں پائیدار ترقی کے فلسفے کے تاریخی سفر کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔

''ایسی ترقی جو موجودہ ضروریات پوری کرتے ہوئے آنے والی نسلوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی صلاحیت کو متاثر نہ کرے پائیدار ترقی کہلاتی ہے۔ پائیدار ترقی کی یہ تشریح 1980 میں ناروے کے وزیراعظم جی ایچ برانڈ لینڈ (G. H. Brundtland) کی سربراہی میں بنائی گئی رپورٹ ''ہمارا مشترکہ مستقبل'' (Our Common Future) میں کی گئی۔ دراصل صنعتی انقلاب کے بعد قدرتی وسائل اتنی تیزی سے ضائع کیے گئے اور قدرتی ماحول میں اتنا بگاڑ پیدا کیا گیا کہ اب ہمیں زمین پر اپنی نسلوں کا مستقبل خطرے میں نظر آرہا ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر ترقی اور ماحول کی دو مختلف بحثوں کو یکجا کرنے کا کام 70 کی دہائی میں ہو چکا تھا۔ 1972 میں پہلی مرتبہ ترقی اور ماحول کے درمیان تعلق کو قائم کیا گیا جب سوئیڈن کے شہر اسٹاک ہوم میں اقوام متحدہ کے انوائرمنٹ پروگرام (UNEP) کا آغاز اور ترقی پزیر ممالک میں ماحولیاتی قوانین کی بنیاد ڈالی گئی پھر 1975 میں غیر سرکاری ڈیگ ہمرشولٹ (Dag Hammarskjold) منصوبے کی رپورٹ میں کہا گیا کہ ترقی یافتہ ممالک کی بے تحاشہ ترقی اور تیسری دنیا کے ممالک کی کم ترقی دونوں مسائل لیے ہوئے ہیں اس لیے ماحول سے مطابقت رکھنے والے نئے متبادل ماڈل کی ضرورت ہے''۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ وہ زمانہ تھا جب عرب ممالک کی طرف سے تیل بطور ہتھیار استعمال کیے جانے کے بعد نئے عالمی معاشی نظام کا نعرہ بلند ہوا اور جنوب کے ترقی پزیر ممالک کی ترقی کے حق میں ترقی یافتہ اور ترقی پزیر ممالک کے درمیان بات چیت آگے بڑھنے کے امکانات پیدا ہوئے۔ 1980 کی دہائی کے عالمی سیاسی حالات اور اس نیو لبرل سوچ کے فروغ نے نہ صرف ترقی کی بحث کو بالکل کچل دیا بلکہ پائیدار ترقی میں ماحول اور ترقی کے ملاپ کو بھی اپنے منطقی انجام تک نہ پہنچنے دیا۔ ایسے سیاسی ماحول میں 1992 میں پہلی ارتھ سمٹ (سربراہی کانفرنس) برازیل کے شہر ریوڈی جینرو میں ہوئی۔ اس کانفرنس میں دو دستاویز اور دو کنونشنز پر دستخط ہوئے۔ ان میں پہلی دستاویز ریو اعلامیہ برائے ماحول اور ترقی ہے۔ اس دستاویز کے 27 اصول ملکوں کے مابین حقوق و فرائض کا تعین کرتے ہیں۔ دوسری دستاویز ایجنڈا 21 ہے جو پائیدار ترقی کے لیے عملی پروگرام فراہم کرتی ہے۔ یونائیٹڈ نیشن فریم ورک کنونشن برائے کلائمٹ چینج (UNFCCC) ہے، کنونشن برائے حیاتیاتی تنوع (CBD) اور جنگلات کے حوالے سے ایک بیان پر بھی اس موقع پر دستخط ہوئے۔ امریکہ نے ریو اعلامیہ میں "ترقی کے حق" اور "مشترکہ مگر مختلف ذمہ داریوں کے اصول" پر تحفظات کا اظہار کیا لیکن اعلامیہ کو بلاک کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ایجنڈا 21 میں پائیدار ترقی کا لفظ آزادانہ استعمال ہوا ہے۔ اس کا مطلب ترقی یافتہ ممالک کے نزدیک یہ تھا کہ ان کی ترقی ایسی ہی چلتی رہے لیکن ترقی پزیر ممالک میں ترقی کو پائیدار بنانے پر زور دیا جائے۔ دوسری طرف خود ترقی پزیر ممالک یعنی ٹیکنالوجی کے فروغ کے حق میں تھے، وہ اپنے لیے ایسی تیز رفتار ترقی چاہتے تھے جو ماحول پر توجہ کو اپنے اندر سموتے ہوئے آئندہ بھی چلتی رہے۔ یہ ممالک اپنے لیے ٹیکنالوجی کی منتقلی اور مغربی امداد بھی چاہتے تھے۔ مسودے کی کئی خامیوں کے باوجود اعلامیے اور دیگر دستاویز پر اتفاق نے پائیدار ترقی کی بحث میں ارتھ سمٹ کو کلیدی حیثیت دے دی۔

دراصل 90 کی دہائی میں عالم گیریت کے دھوکے میں ترقی پزیر ممالک انصاف پر مبنی نئے معاشی نظام کی بات کرتے ہوئے بھی شرماتے تھے۔ ترقی پزیر اور ترقی یافتہ حکومتوں کے نقطہ نظر کے برخلاف عوام دوست غیر سرکاری تنظیمیں خاص طور سے جو ترقی پزیر ممالک سے تھیں ان کا نقطہ نظر کچھ اور

تھا۔ ان کے نزدیک

- ترقی کے لیے ایک جامع طریقہ کار کی ضرورت ہے جو تمام چیزوں کا پوری طرح (holistically) احاطہ کرے۔
- غریبوں اور پسے ہوئے طبقوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ملکوں کے اندر، ان کے مابین اور عالمی سطح پر معاشی انصاف پر مبنی معاشرے کی تشکیل کی ضرورت ہے۔
- عالمی سطح پر بہتر معاشی نظام اور بین الاقوامی اداروں میں بنیادی تبدیلی کی ضرورت ہے۔
- وہ انداز زندگی جو وسائل کو ضائع اور غیر ضروری اخراجات کو فروغ دیتا ہے اس کی مذمت کی جائے۔
- مناسب ٹیکنالوجی کو فروغ دیتے ہوئے کہا گیا کہ اس میں ترقی پزیر ممالک کے تاریخی ورثے کو بھی شامل کیا جائے۔
- بین الاقوامی کمپنیوں کی آزادی اور منڈی میں ان کی مونو پلی (monopoly) پر بھی ضرب لگانے کی ضرورت ہے۔[1]

کہا جاتا ہے کہ اقوام متحدہ کے کمیشن برائے ماحول و پائیدار ترقی جس نے پہلی ارتھ سمٹ کا اہتمام کیا تھا کی سب سے بڑی ناکامی یہ رہی کہ اس نے ٹرانس نیشنل کمپنیوں (TNCs) کی طاقت اور کارگزاریوں کو محدود کرنے کے لیے کوئی عالمی معیار تیار نہیں کیا۔ 1991 کے اعداد وشمار کے مطابق دنیا کی 500 بڑی کمپنیاں 70 فیصد تجارت، 80 فیصد بیرونی سرمایہ کاری اور 30 فیصد گروس ڈومیسٹک پروڈکٹ (GDP) (جو سالانہ 300 بلین ڈالرز بنتا ہے) کو کنٹرول کرتی ہیں۔ یہی 500 کمپنیاں دنیا میں آدھے سے زیادہ گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج کی ذمہ دار ہیں۔ یہی قدرتی وسائل کو بے دریغ استعمال کر کے تباہ کر رہی ہیں۔ 1980 کی دہائی میں اسٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ پروگراموں (SAPs) نے کئی ممالک کے قوانین کمزور کر کے ان کمپنیوں کے لیے راستے بنائے اور 1992 کی ارتھ سمٹ کے فوراً بعد 1995 میں ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن (WTO) قائم کیا گیا۔ یہ آزاد تجارت کے نام پر دراصل ''کارپوریٹ بل آف رائٹس''

یعنی کارپوریشنوں کے حقوق کا بل تھا۔ یہاں یہ بتاتے چلیں کہ اقوام متحدہ کے واحد ادارے کمیشن آن ٹرانس نیشنل کارپوریشنز (UNCTC) جس نے اپنی 15 سالہ زندگی میں پائیدار ترقی کے لیے TNCs (ٹی این سیز) یعنی بین الاقوامی کمپنیوں کی نگرانی کے کچھ طریقہ کار واضع کیے تھے اسے امریکہ، جاپان اور دیگر شمالی ممالک کے دباؤ پر عین اس وقت جب جنرل ایگریمنٹ آن ٹیریف آن ٹریڈ (GATT) کے یورو گوئے (Uruguay) راؤنڈ میں ٹی این سیز اپنے لیے ریاستوں جیسے حقوق مانگ رہی تھیں (جس میں آئی پی آر کے حقوق کے ساتھ وہ ہر ملک کے ہر گوشے میں اپنے پھیلاؤ کے امکانات دیکھ رہی تھیں) بند کردیا گیا حالانکہ UNCTC (یو این سی ٹی سی) نے ہی ٹی این سیز کو پائیدار ترقی میں پارٹنر یعنی ایک اہم جز کے طور پر پیش کیا تھا۔

1992 سے 2014 تک عالمی کمپنیوں نے پائیدار ترقی کی بحث کو منڈی سے جوڑ کر نہ صرف اپنے مفادات کا تحفظ کیا بلکہ موسمی تبدیلی کا تکنیکی حل پیش کرکے سرمایہ دارانہ معیشت کو اقتصادی بحران سے نکالنے کی تدبیر کی۔ 2015 کے پائیدار ترقی کے اہداف کا تعین اسی منظرنامے کا تسلسل ہے۔ ورلڈ ایکنامک فورم (WEF) جیسے ادارے جس کی ایک ہزار امیر کمپنیاں ممبر ہیں پائیدار ترقی کے اہداف کے تعین میں کلیدی کردار ادا کررہے ہیں۔ مثلاً WEF (ڈبلیو ای ایف) کے سینٹر فار پبلک پرائیوٹ پارٹنر شپ میں کاروباری شعبہ، سول سوسائٹی اور سرکاری ادارے ساتھ مل کر ایسے منصوبے تشکیل دے رہے ہیں جو معاشرتی اور معاشی مسائل کا جواب ہوں۔[2] یعنی وہ ترقی پزیر ممالک کے ہر گوشے میں گھس کر کارپوریٹ مفادات کو فروغ دینے کی راہیں تلاش کرکے سرکاری اختیار کو محدود کررہے ہیں۔ ہماری بدحال معیشتیں ان کے لیے یہ کام نہایت آسان بنارہی ہیں۔

مندرجہ بالا تجزیے کے بعد جب ہم اپنے ملک میں شعبہ زراعت کو دیکھتے ہیں تو یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ کیوں ہماری وفاقی اور صوبائی حکومتوں میں صنعتی زراعت کے فروغ پر اتفاق ایمان کا درجہ حاصل کرچکا ہے، چاہے اس میں بے دریغ وسائل ہی کیوں نہ استعمال ہوں، چاہے اس سے قدرتی ماحول اور انسانی صحت کتنی ہی خراب کیوں نہ ہو، کسان زرتلافی کے خاتمے اور بلواسطہ محصولات میں اضافے سے

مزید غربت اور بدحالی کا شکار ہی کیوں نہ ہوں اور پھر غربت کے خاتمے کے لیے بے دریغ پیسہ ہی کیوں نہ پھینکنا پڑے، کارپوریٹ مفادات کا تحفظ ہر چیز پر مقدم ہے۔

حال احوال کا یہ شمارا جون سے لے کر اگست 2014 کے حالات کا احاطہ کرتا ہے۔ جون میں وزیرخزانہ اسحاق ڈار کی بجٹ تقریر میں پلانٹ بریڈرز رائٹس کا قانون لاگو کرنے کے فیصلے کا اعلان اور اگست میں بیج کا ترمیمی بل (Seed Amendment Bill 2014) کا قومی اسمبلی میں پیش کیا جانا اوپر بیان کی گئی باتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد زراعت سے متعلق معاملات صوبوں کو منتقل ہوگئے ہیں لیکن صوبائی اسمبلیوں نے خصوصی قراردادوں کے ذریعے وفاقی حکومت کو سیڈ ایکٹ میں ترمیم کا اختیار دے دیا ہے۔ وزیراعظم کو ایک خط میں سندھ کی ایک کسان نمائندہ تنظیم نے پلانٹ بریڈرز رائٹس بل پیش کرنے کی مخالفت میں بجا طور پر کہا ہے کہ بل کے پاس ہونے سے غیر ملکی کمپنیوں کی زراعت میں اجارہ داری قائم ہوجائے گی۔ انہوں نے یاد دلایا کہ 11 سال پہلے بھی حکومت نے ایسا کرنے کی کوشش کی تھی جو ناکام ہوئی۔ کسانوں کی طرف سے بھرپور مزاحمت ہی ایسی منصوبہ سازی کو روک سکتی ہے لیکن ایسی مزاحمت اس وقت ممکن ہے جب کسان سمجھ لیں کہ حقیقی پائیدار ترقی میں ان کا کتنا کلیدی کردار ہے، اس کردار کی ادائیگی سے انہیں وہ حقوق میسر ہوں گے جو کسان کو بااختیار اور زراعت کو خودمختار بناسکیں گے۔ انہیں یہ بھی سمجھنا ہوگا کہ کون کون سی طاقتیں چاہے وہ جاگیرداری کی شکل میں ہوں یا سرمایہ داری کی شکل میں، انہیں ان حقوق سے محروم کررہی ہیں۔

حوالہ جات

1. Chee Yoke Ling. "The Rio Declaration on Environment and Development: An Assessment". Penang, Third World Network, 2012, pp. 21-22

2۔ غذرا طلعت سعید، پائیدار ترقی تجکاری کے شکنجے میں، چیلنج، جلد7، شمارہ10، 2014، صفحہ17-9)۔

الف۔ ملکی زرعی خبریں

ا۔ زرعی مواد

زمین

- زمینی قبضہ

اسلام آباد:

28 جولائی: اسلام آباد میں کیپٹل ڈیولپمنٹ اتھارٹی (CDA) نے مرگلہ کی پہاڑیوں پر غیرقانونی تعمیرات کے خلاف کارروائی شروع کردی ہے۔ مرگلہ ہل کے تحفظ اور بچاؤ کے لیے مرگلہ ہل نیشنل پارک زون III میں تفصیلی سروے کیا گیا تھا جس میں پایا گیا کہ لوگوں نے CDA (سی ڈی اے) کی زمینوں پر قبضہ کرکے غیر قانونی تعمیرات کی ہوئی ہیں اور کچھ غیر قانونی سڑکیں بھی بنائی ہوئی ہیں جو مارگلہ ہل نیشنل پارک ایکٹ 1979 کے خلاف ہے۔ (دی نیوز، 29 جولائی، صفحہ 9)

کراچی:

24 جون: سپریم کورٹ نے محکمہ ریونیو سندھ کو ہدایت کی ہے کہ کراچی میں 56,936 ایکڑ قبضہ کی گئی زمین چھ ماہ کے اندر خالی کرائے۔ سپریم کورٹ نے ڈی سی او حیدرآباد کو بھی ہدایت کی ہے کہ قاسم آباد میں محکمہ جنگلات کی زمین پر قبضے کی روک تھام کے لیے چوکی بنائی جائے۔ (دی نیوز، 25 جون، صفحہ 1)

2 جولائی: سندھ بورڈ آف ریونیو نے اپنی 24 جون کی رپورٹ میں سپریم کورٹ کو بتایا تھا کہ سندھ میں 59,800 ایکڑ زمین پر ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی، ملیر ڈیولپمنٹ اتھارٹی اور سپارکو (SUPARCO) نے قبضہ کیا ہوا ہے جس میں سے صرف 2,864 ایکڑ زمین پر سے قبضہ ختم کروایا جاسکا ہے۔ سپریم کورٹ نے سندھ حکومت سے کہا تھا کہ وہ اپنی زمین چھ مہینوں میں خالی کروالے۔ اس کام کے لیے اب حکومت

سندھ رینجرز کی مدد لینے کا فیصلہ کرچکی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 3 جولائی، صفحہ 15)

ذوالفقار آباد:

14 جولائی: ضلع ٹھٹہ میں ذوالفقار آباد منصوبے کے لیے تجویز کردہ 1.3 ملین ایکڑ زمین میں سے 55,000 ایکڑ زمین منصوبے کے ابتدائی کاموں کے لیے شاہ بندر میں متعین کردی گئی ہے۔ منصوبے کے حوالے سے ہونے والے اجلاس میں وزیر اعلیٰ سندھ نے ریونیو حکام کو ہدایت کی ہے کہ محکمہ تجویز کردہ سرکاری زمین کے تعین کا کام مکمل کرے اور منصوبے کے لیے تجویز کردہ زمین میں حائل نجی زمین خریدے۔ (دی نیوز، 15 جولائی، صفحہ 20)

26 جولائی: انٹرنیشنل یونین فار کنزرویشن آف نیچر (IUCN) پاکستان کے ماہرین نے حال ہی میں اسلام آباد میں ہوئے قومی کمیٹی کے اراکین کے اجلاس میں کہا ہے کہ ٹھٹھہ کے ساحلی علاقوں میں پاکستان کے سب سے بڑے تیمر کے جنگلات کو ذوالفقار آباد منصوبے سے خطرہ ہے۔ حکومت منصوبے سے ماحول پر مرتب ہونے والے اثرات کا آزاد ذرائع سے تجزیہ کرائے۔ (ڈان، 27 جولائی، صفحہ 17)

بدین:

14 جولائی: جسٹس منیب اختر کی سربراہی میں سندھ ہائی کورٹ کے دو رکنی بینچ نے ممبر قومی اسمبلی سید ایاز علی شاہ شیرازی کی درخواست پر بدین اور سجاول میں 6,300 ایکڑ جنگلات کی زمین نجی کمپنی کو تجارتی فارمنگ کے لیے دینے کے صوبائی حکومت کے تحریری احکام پر عمل درآمد روک دیا۔ (ڈان، 15 جولائی، صفحہ 19)

گوادر:

4 جون: وفاقی حکومت نے اوماڑہ، گوادر میں کنٹونمنٹ کے قیام کے لیے 12 سال پرانے منصوبے پر عمل درآمد کا فیصلہ کیا ہے۔ ذرائع کے مطابق کنٹونمنٹ حفاظتی وجوہات کی بنا پر قائم کیا جارہا ہے جس کے لیے

صوبائی حکومت نے 1,407 ایکڑ زمین فراہم کرنے پر رضا مندی ظاہر کی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 5 جون، صفحہ 3)

12 جون: حکومت نے انکشاف کیا ہے کہ گوادر انٹرنیشنل ایئرپورٹ کا مالیاتی اور ترقیاتی انتظام چین کے حوالے کردیا گیا ہے اور سول ایوی ایشن اتھارٹی اب اس سارے عمل میں شامل نہیں ہوگی۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے سینٹر فتح محمد حسنی نے الزام لگایا ہے کہ ایئرپورٹ کے لیے 100 ملین روپے کی زمین 1.5 بلین روپے میں خریدی گئی ہے۔ (ڈان، 13 جون، صفحہ 16)

17 جولائی: گوادر پورٹ اتھارٹی کے اعلامیہ کے مطابق چین کے 15 رکنی سرمایہ کار گروپ نے گوادر، بلوچستان اور ملک کے دیگر حصوں میں انڈسٹریل پارک، پھلوں کے پراسیسنگ یونٹ، اسمبلی پلانٹ، ماربل پروسیسنگ، سیمنٹ اور لوہے کی صنعتوں کے علاوہ گوادر بندرگاہ، گوادر انڈسٹریل زون اور گوادر شہر کے لیے کوئلے، ہوائی توانائی اور شمسی توانائی سے چلنے والے بجلی گھر لگانے میں اپنی دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ (دی نیوز، 18 جولائی، صفحہ 2)

20 اگست: چینی کونسل جنرل مایاؤ(Ma Yao) نے گوادر میں چائنا اوور سیز پورٹ ہولڈنگ کمپنی کی طرف سے مقامی اسکولوں کے لیے تین بسوں کا عطیہ دینے کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ چین گوادر کو علاقے کی بہترین بندرگاہ بنانے کے لیے تمام وسائل بروئے کار لائے گا۔ (ڈان، 21 اگست، صفحہ 5)

فیصل آباد:

15 جون: چیف آپریٹنگ آفیسر فیصل آباد انڈسٹریل اسٹیٹ ڈیولپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمیٹی (FIEDMC) کے مطابق چین کی پانچویں بڑی ٹیکسٹائل کمپنی نے 4,500 ایکڑ میں سے 1,036 ایکڑ زمین شنڈونگ روئی ٹیکسٹائل پارک (Shandong Ruyi Textile Park) کے قیام کے لیے خریدی ہے۔ توقع ہے کہ

کمپنی 2 بلین ڈالرز کے سرمائے سے اسپنگ مل لگائے گی جو پاکستان کا سب سے بڑا اسپنگ یونٹ ہوگا۔ کمپنی کے آسٹریلیا اور ویتنام میں اپنے کپاس کے کھیت ہیں جہاں سے کپاس درآمد کی جائے گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 16 جون، صفحہ 11)

لاہور:

27 جولائی: کمشنر لاہور راشد محمود لنگریال کی سربراہی میں لاہور ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے ڈائریکٹر جنرل احد چیمہ، ایل ڈی اے اسٹریٹجک پالیسی یونٹ پروجیکٹ منیجر معظم سپرا اور شہری ترقی کے ماہر مصطفیٰ کمال چوہدری نے حال ہی میں وزیراعظم کی ہدایت پر بھارت میں سبرمتی ریورفرنٹ ڈیولپمنٹ پروجیکٹ کا دورہ کیا ہے۔ حکام کے مطابق دورہ فائدہ مند رہا۔ دورے کے بعد ماہرین کا اندازہ ہے کہ کنسلٹنٹ کی طرف سے راوی ریور فرنٹ اربن ڈیولپمنٹ پروجیکٹ (RRUDP) کا تخمینہ سبرمتی ریور فرنٹ ڈیولپمنٹ پروجیکٹ سے بہت زیادہ ہے۔ (ڈان، 28 جولائی، صفحہ 2)

پشاور:

4 جولائی: ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی نے پشاور میں دو بڑے رہائشی منصوبوں کا پلان بنایا ہے جس سے زراعت سے تعلق رکھنے والے مقامی افراد خوفزدہ ہیں کیونکہ ان منصوبوں سے ان کی زرخیز زمین چھن جائے گی جو ان کے لیے روزگار کا مسئلہ پیدا کردے گی۔ حکومت نے پلان میں منصوبوں کے لیے تجویز کی گئی جگہ پر زمین کی الاٹمنٹ اور خرید وفروخت پر پہلے ہی پابندی عائد کی ہوئی ہے۔ وزیراعلیٰ خیبر پختون خواہ (KPK) پرویز خٹک نے منصوبے کی سمری (summary) منظور کرتے ہوئے ڈی ایچ اے کو اختیار دیا ہے کہ وہ پشاور کے دو مقامات پر رہائشی منصوبہ بنائے۔ KPK (کے پی کے) اسمبلی بھی جنوری 2009 میں ڈی ایچ اے پشاور بنانے کے لیے ایک بل پاس کرچکی ہے۔ (ڈان، 5 جولائی، صفحہ 7)

- زمینی معاوضہ

24 جون: گلگت بلتستان میں شاہراہ قراقرم توسیعی منصوبے سے متاثرہ افراد نے خبردار کیا ہے کہ اگر حکومت نے منڈی کے موجودہ نرخوں کے مطابق انہیں معاوضہ نہیں دیا تو وہ احتجاجاً شاہراہ قراقرم بند کر دیں گے۔ قراقرم ہائی وے کمپنسیشن کمیٹی کے مطابق ہزاروں غریب خاندان معاوضے کی رقم نہ ملنے کی وجہ سے مشکلات کا شکار ہیں۔ 2008 میں حکام نے یقین دلایا تھا کہ منڈی کے نرخوں کے مطابق معاوضہ ادا کیا جائے گا لیکن حکومتی وعدہ پورا نہیں کیا گیا۔ (ڈان،25 جون،صفحہ 7)

26 جون: دیامر بھاشا ڈیم کو زمینی تنازعات کا سامنا ہے۔ حکومت کو زمین مالکان سے معاملات طے کرنے میں مشکلات درپیش ہیں جو اپنی مرضی کے مطابق قیمت طلب کر رہے ہیں اور ان سے مقررہ معیاد تک جو دسمبر 2013 میں ختم ہوچکی ہے، زمین نہ خریدنے پر ہرجانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ واٹر اینڈ پاور ڈیولپمنٹ اتھارٹی (WAPDA) حکام کے مطابق ''ہم زمینوں کے نجی مالکان کو منانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ ہرجانے سے دستبردار ہوجائیں لیکن وہ اب تک اپنے موقف پر قائم ہیں''۔ (ڈان،27 جون،صفحہ 16)

- جبری مشقت

19 مئی: بدین کی ایک عدالت نے گاؤں ٹنڈو غلام علی سے مقامی زمیندار چوہدری ارشد جٹ کی قید سے ایک ہی خاندان کے 12 افراد کو رہا کرنے کا حکم دیا ہے۔ (ڈان،20 مئی،صفحہ 11)

17 جون: ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج میرپورخاص کے حکم پر پولیس نے انور مری اور جھنڈو مری کے فارم پر چھاپہ مار کر جبری مشقت کے شکار 28 کسانوں کو بازیاب کرالیا جن میں بچے اور عورتیں بھی شامل ہیں۔ (ڈان،18 جون،صفحہ 19)

- لینڈ کمپیوٹرائزیشن

31 مئی: ترجمان بورڈ آف ریونیو کے مطابق 114 تحصیلوں میں اراضی ریکارڈ سینٹر کے ذریعے کمپیوٹرائزڈ زمینی رکارڈ دستیاب ہیں۔ حکومت جلد زمینوں کے ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لیے پرعزم ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 1 جون، صفحہ 5)

8 جولائی: سابق صدر زرداری کی ہدایات پر سندھ میں لینڈ ایڈمنسٹریشن اینڈ ریونیو منیجمنٹ انفارمیشن سسٹم (LARMIS) کا 2009 میں افتتاح کیا گیا تھا جس کے تحت بیورو آف ریونیو کے ریکارڈز کی حفاظت اور اسے محفوظ کرنے کے لیے انہیں کمپیوٹرائز کیا جانا تھا۔ اس منصوبے کے لیے 4,305.76 ملین روپے منظور کیے گئے تھے لیکن سندھ حکومت ابھی تک صوبے بھر کا زمینی ریکارڈ کمپیوٹرائز نہیں کرپائی ہے کیونکہ نہ صرف دستاویزات کی تعداد بہت زیادہ ہے بلکہ وہ کافی خستہ حال بھی ہیں لیکن ریونیو ریکارڈز کو جغرافیائی حدود کے اندر لانے کا کام اب تقریباً مکمل ہوگیا ہے۔ (ڈان، 9 جولائی، صفحہ 18)

19 جولائی: اسلام آباد کیپٹل ٹیرٹری (ICT) انتظامیہ نے دارلحکومت کے دیہی علاقوں کے زمینی ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا عمل تیز کردیا ہے اور اسے دسمبر 2015 تک مکمل کرنے کی منصوبہ بندی کی ہے۔ حکام کے مطابق کمپیوٹرائزیشن کے عمل کا اسٹیئرنگ کمیٹی کے اجلاس میں ازسرنو جائزہ لیا گیا۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 20 جولائی، صفحہ 4)

- زرعی ٹیکس

9 مئی: سندھ حکومت نے صوبے میں زرعی زمین پر ٹیکس نافذ کرنے کے لیے ایگریکلچر انکم ٹیکس 2014 کا مسودہ تیار کرلیا ہے جس کے مطابق وہ تمام افراد جن کے پاس 50 ایکڑ زرعی زمین یا 100 ایکڑ بارانی زمین ہو، سالانہ ٹیکس ادا کریں گے۔ کیلے اور آم کے باغات سے 700 روپے فی ایکڑ کے حساب سے زرعی ٹیکس وصول کیا جائے گا۔ (ڈان، 10 مئی، صفحہ 10)

26 مئی: وزیر اعلیٰ سندھ قائم علی شاہ نے کراچی میں ایک اجلاس میں شعبہ زراعت کو انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دینے کے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کے لیے کمیٹی تشکیل دینے کی ہدایت کی ہے۔ وزیر پارلیمانی امور ڈاکٹر سکندر نے کہا کہ پنجاب میں قابل ٹیکس زرعی آمدنی 80,000 روپے سے بڑھا کر 4 لاکھ روپے کر دی گئی ہے جبکہ سندھ میں ابھی تک یہ حد 80,000 روپے ہے۔ (ڈان، 27 مئی، صفحہ 19)

10 جون: ایک مضمون کے مطابق ملکی سطح پر رواں سال صرف ایک بلین روپے کا زرعی ٹیکس وصول کیا گیا۔ حجم کے مطابق زرعی شعبہ ملکی پیداوار کا 1/5 ہے جو صوبائی ٹیکس آمدنی میں اربوں روپے فراہم کرسکتا ہے۔ (ڈان، 11 جون، صفحہ 8)

13 جون: سندھ کے سابق نگراں وزیر خزانہ سید شبیر زیدی کے مطابق زرعی آمدنی پر 2002 میں ٹیکس عائد کیا گیا جو حیران کن حد تک کم ہے۔ حکومت نے 2013-14 کے لیے زرعی آمدنی پر ٹیکس وصولی کا ابتدائی تخمینہ 468.6 ملین روپے لگایا جسے کچھ ہی عرصے میں نظر ثانی کے بعد نو فیصد کم کرکے 426.5 ملین کردیا گیا جبکہ مالی سال 2014-15 کے لیے زرعی آمدنی پر ٹیکس وصولی کا تخمینہ 512.1 ملین لگایا گیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 14 جون، صفحہ 11)

23 جون: سندھ اسمبلی میں بجٹ 2014-15 پر بحث کے دوران وزیر اطلاعات شرجیل انعام میمن نے بتایا کہ 80 ہزار یا اس سے زائد زرعی آمدنی پر ٹیکس کی شرح 15 فیصد سے کم ہوگی تاکہ زرعی شعبے سے وابستہ افراد کو زیادہ سے زیادہ ٹیکس کے دائرہ کار میں لایا جاسکے۔ (ڈان، 24 جون، صفحہ 18)

پانی

12 مئی: ایک خبر کے مطابق حالیہ بارشوں نے صوبہ سندھ میں پانی کے ذخائر میں اضافہ کردیا ہے۔ اس سال سندھ کے بیراجوں میں پانی کی کمی واقع نہیں ہوگی اور توقع ہے کہ رواں برس چاول، گندم، کپاس

اور گنے کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 13 مئی، صفحہ 13)

- پانی کی قلت:

4 جون: IUCN (آئی یو سی این) پاکستان کی طرف سے منعقد کیے گئے ورکشاپ میں ماہرین نے کہا ہے کہ مستقبل قریب میں پانی کی قلت سے بچنے کے لیے فوری طور پر فیصلہ کرنے اور اس پر عملدرآمد کی ضرورت ہے۔ فوری اقدامات نہ کیے گئے تو پانی کا مسئلہ بھی توانائی کے بحران جیسی شکل اختیار کر لے گا جس کا اس وقت ملک کو سامنا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 5 جون، صفحہ 15)

6 جون: ضلع بدین میں محکمہ آبپاشی وعدے کے مطابق مئی کے آخر تک نہروں میں پانی جاری کرنے میں ناکام رہا ہے جس نے چاول کی کاشت کو خطرات سے دوچار کر دیا ہے جبکہ کپاس اور مرچ کی فصلیں بری طرح متاثر ہوئی ہیں۔ (ڈان، 7 جون، صفحہ 19)

7 جون: زرعی یونیورسٹی ٹنڈوجام کے تحت حیدرآباد میں منعقد ''ہاری میلو'' (کسانوں کے میلے) میں زرعی ماہرین نے خبردار کیا ہے کہ آبادی میں بڑھتا ہوا اضافہ، غذا اور پانی کے ذرائع میں کمی، مستقبل میں غذا اور پانی کے بحران کی وجہ بن سکتے ہیں۔ صوبہ سندھ دوہرے خطرے سے دوچار ہے ایک بڑھتی آبادی دوسرا مہاجرین کی آمد۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 8 جون، صفحہ 14)

23 جون: سندھ آبادگار بورڈ کے اراکین نے حیدرآباد میں پریس کانفرنس کے دوران کہا کہ کوٹری بیراج میں پانی کی قلت سے متاثرہ علاقوں میں فصلوں کی کاشت متاثر ہونے کا امکان ہے۔ اراکین نے مطالبہ کیا ہے کہ ٹھٹھہ، سجاول، ماتلی، بدین اور ٹنڈو محمد خان کو آفت زدہ قرار دے کر تمام ٹیکس اور قرضے معاف کیے جائیں۔ بورڈ کے صدر عبدالمجید نظامانی کے مطابق کوٹری بیراج پر پچھلے دس دنوں سے پانی کا اخراج مختص کیے گئے کوٹے 33,800 کیوسک کے مقابلے میں صرف 14,015 کیوسک ہے۔ (دی ایکسپریس

ٹریبیون، 24 جون، صفحہ 15)

26 جون: WAPDA (واپڈا) حکام کے مطابق اداروں کے درمیان اعتماد اور باہمی رابطوں کے فقدان سے بحرانی کیفیت پیدا ہو رہی ہے جس کے نتیجے میں سندھ اور بلوچستان کو ان کے مطالبے کے مطابق آبی ذخائر سے پانی کے اخراج کے باوجود پچاس فیصد پانی کی کمی ہے۔ پچھلے ایک ماہ میں محکمہ آبپاشی سندھ کے حکام نے تین بار تونسہ بیراج کا دورہ کرکے پانی کا بہاؤ معلوم کیا جو درست تھا۔ حکام حیران تھے کہ پانی نیچے کی طرف کیوں نہیں پہنچ رہا، چشمہ اور گدو بیراج کے درمیان اس کا پتہ لگانا ممکن نہیں تھا۔ (ڈان، 27 جون، صفحہ 5)

3 جولائی: صدر سندھ چیمبر آف ایگریکلچر (SCA) سراج راشدی کے مطابق لاڑکانہ میں چاول کی پیداوار کرنے والی 400,000 ایکڑ زمین جسے رائس کنال، واہ کنال اور کچھ زمین کو دادو کنال سیراب کرتی ہیں، کو شدید پانی کی کمی کا سامنا ہے جس سے آخری سرے کے کاشتکار سب سے زیادہ متاثر ہیں۔ اری-6، اریا-8، اور ڈی آر-92 کی بوائی کا وقت نکل چکا ہے، اب کاشتکار منڈی میں دستیاب دیگر ہائبرڈ بیجوں کی طرف دیکھ رہے ہیں جس سے پیداوار متاثر ہونے کا خطرہ ہے۔ (ڈان، 4 جولائی، صفحہ 19)

9 جولائی: ایک خبر کے مطابق کونسل آف کامن انٹرسٹس (CCI) کے 29 مئی، 2014 کو اسلام آباد میں ہونے والے 26 ویں اجلاس میں پنڈی اور اسلام آباد کو پینے کے پانی کی ترسیل کا مسئلہ اٹھایا گیا تھا۔ اس مسئلے پر CCI (سی سی آئی) کے 25 ویں اجلاس میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ وزیر خزانہ، تمام وزرائے اعلیٰ سے 30 دن کے اندر ملاقات کے بعد اس مسئلے کو حل کریں گے۔ وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ سوائے سندھ کے تمام صوبے اسلام آباد کی ضروریات کے لیے واٹر ایکارڈ فارمولے کے تحت پانی دینے کو تیار ہیں۔ سندھ حکومت کا کہنا ہے کہ صوبہ ''پہلے ہی پانی کی شدید قلت کا شکار ہے'' اور کراچی میگا سٹی کو بھی سندھ کے حصے سے پانی فراہم کیا جاتا ہے اور سندھ کی زرخیز زمین پر سمندر کی پیش قدمی کو روکنے کے لیے بھی

اسے خود اضافی پانی درکار ہے۔ (ڈان، 10 جولائی، صفحہ 19)

9 جولائی: روزنامہ ڈان کے سروے کے مطابق جنوبی سندھ میں تعلقہ جاتی سے 200 ماہی گیر گھرانے پانی کی شدید قلت کے سبب شہری آبادیوں کی طرف نقل مکانی کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ساحلی پٹی پر 180,000 ایکڑ زمین پر پانی کی کمی کی وجہ سے چاول کی کاشت نہیں ہوسکی ہے۔ محکمہ آبپاشی نے کئی مہینوں سے علاقے میں پانی نہیں چھوڑا ہے۔ (ڈان، 10 جولائی، صفحہ 19)

10 جولائی: ایک اخباری رپورٹ کے مطابق چھوٹے کاشتکار اور مال مویشی رکھنے والے انڈس ڈیلٹا کے اردگرد کے علاقوں کے 450 گاؤں، پانی کی بدترین قلت کا شکار ہیں۔ (جان خاصخیلی، دی نیوز، 10 جولائی، صفحہ 15)

11 جولائی: پانی اور بجلی کی وزارت کے مطابق تربیلا ڈیم سے اوپر بشام اور تربیلا کے درمیان کے علاقے سے دریائے سندھ کے پانی کے غائب ہونے سے نقصان اور چشمہ بیراج پر واپڈا کی جانب سے پانی کے بہاؤ کا غلط حساب کتاب اتنا اہم مسئلہ ہوگیا ہے کہ سندھ، بلوچستان اور پنجاب نے اس پر سخت احتجاج کیا ہے۔ اس مسئلے پر انڈس ریور سسٹم اتھارٹی (IRSA) نے ایک خصوصی اجلاس اگلے چند دنوں میں طلب کیا ہے۔ (ڈان، 12 جولائی، صفحہ 3)

12 جولائی: سینٹر فار انوائرمنٹ اینڈ ڈیولپمنٹ کے ایگزیکٹیو ڈائریکٹر ناصر علی پنہور نے کیٹی بندر میں ماہی گیر اور سول سوسائٹی کے نمائندوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دریائے سندھ میں حالیہ چھوڑا گیا پانی اگرچہ سمندر کی پیش قدمی کو نہیں روک سکتا لیکن مقامی لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے اور مچھلی کی افزائش کے لیے کافی ہے۔ ایک سال بعد سمندر تک جانے کے لیے صرف 30,942 کیوسک پانی چھوڑا گیا ہے جبکہ 1991 واٹر ایکارڈ کے تحت مستقل بنیاد پر 10 ملین ایکڑ فٹ (MAF) پانی کوٹری بیراج سے چھوڑا جانا

چاہیے تھا جو انڈس ڈیلٹا اور اس سے وابستہ افراد کی زندگی کے لیے ضروری ہے۔ (ڈان، 13 جولائی، صفحہ 19)

20 اگست: چیئرمین پاکستان فشر فورک فورم (PFF) محمد علی شاہ، مقامی کاشتکاروں کے نمائندے یعقوب اوتھو اور گلہ بانوں کی طرف سے الیاس پیر وزانی نے پانی کی مساوی تقسیم کا مطالبہ کرتے ہوئے پانی کی تقسیم میں حق تلفی کے خلاف سندھ ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 21 اگست، صفحہ 15)

- آبپاشی

6 مئی: وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے اعلان کیا ہے کہ چولستان کو 250 کیوسک پینے کا صاف پانی بذریعہ ڈزرٹ برانچ جون کے وسط سے اگست کے وسط تک سیلاب کے موسم میں فراہم کیا جائے گا۔ اس سے قبل سابق صدر پرویز مشرف نے بھی چولستان میں پانی کی فراہمی کا اعلان کیا تھا جس کے خلاف چند کاشتکاروں نے عدالت میں درخواست دائر کی تھی کہ اس سے ان کی فصلیں خراب ہونگی۔ عدالت نے حکم جاری کیا تھا کہ سیلابی نالے (فلڈ چینل) کے ذریعے 250 کیوسک پانی علاقے کو فراہم کیا جائے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 7 مئی، صفحہ 10)

11 مئی: ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کبیر والا شورکوٹ اور پیرمحل کے 200 دیہات سے آنے والے کاشتکاروں کے نمائندوں نے اضافی پانی کی وجہ سے فصل کو ہونے والے نقصانات کا حکومت سے معاوضہ دینے کا مطالبہ کیا ہے۔ کاشتکاروں کا کہنا ہے کہ نہر میں گنجائش سے زیادہ 1,300 کیوسک پانی دینے کی وجہ سے زمین زیر آب آ گئی جس کی وجہ سے کاشتکاروں کو لاکھوں کا نقصان ہوا ہے۔ (ڈان، 12 مئی، صفحہ 5)

4 جون: وزیر اعلیٰ سندھ قائم علی شاہ نے محکمہ آبپاشی کو ہدایت کی ہے کہ وہ مون سون بارشوں میں ہنگامی حالت کے لیے جامع منصوبہ بندی کرے۔ سیکرٹری آبپاشی نے بتایا کہ انہوں نے سیلاب سے بچاؤ کے 16 منصوبے فلڈ پروٹیکشن کمیشن (Flood Protection Commision) کو بھیجے تھے لیکن اب تک اس

میں سے صرف تین منصوبے منظور ہوئے ہیں جبکہ سکھر بیراج کی استعداد بڑھانے کے لیے تحقیق کا کام جلد مکمل ہونے والا ہے۔ (ڈان، 5 جون، صفحہ 18)

13 جون: وزیر اعلیٰ سندھ قائم علی شاہ نے کہا ہے کہ زرعی شعبے کی ترقی کے لیے صوبائی بجٹ میں 4.4 بلین روپے مختص کیے گئے ہیں جس سے زراعت کے استحکام اور ترقی کے لیے بنیادی منصوبے شروع کیے جائیں گے اور 800 واٹر کورسز کو محفوظ بنایا جائے گا۔ (دی نیوز، 14 جون، صفحہ 15)

23 جون: ورلڈ بینک کے مالی تعاون سے شعبہ آبپاشی کی استعدادی قوت میں اضافے کے پروگرام کے تحت حکومت نے نیشنل انجینئرنگ سروس پاکستان (NESPAK) کی خدمات حاصل کی ہیں۔ جانچ پڑتال کے بعد پانی کی پیمائش کے پانچ میں سے چار مراکز خراب پائے گئے، پانچویں مرکز کی جانچ اگلے ماہ کی جائے گی۔ (ڈان، 24 جون، صفحہ 3)

30 جون: پنجاب ڈائریکٹریٹ آف ایگریکلچر کے مطابق حکومت پنجاب نے اپنے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں آبپاشی کے لیے 50.8 بلین روپے مختص کیے ہیں۔ پچھلے سال اس مقصد کے لیے 23 بلین روپے مختص کیے گئے تھے۔ (دی نیوز، 1 جولائی، صفحہ 4)

1 جولائی: ایک خبر کے مطابق وزیر اعلیٰ سندھ نے محکمہ آبپاشی سندھ کو ایک ہفتے کے اندر سندھ بھر میں خصوصاً جنوبی سندھ کے علاقوں میں پانی کی مناسب دستیابی کو یقینی بنانے اور پانی چوری کرنے والوں کے خلاف سخت اقدامات کرنے کے لیے رینجرز کو خصوصی طور سے کنری اور نصیر سب ڈویژن میں تعینات کرنے کی ہدایات دی ہیں۔ (دی نیوز، 2 جولائی، صفحہ 14)

14 جولائی: IRSA (ارسا) نے اسلام آباد میں ایک اجلاس میں فیصلہ کیا ہے کہ ادارہ وفاقی حکومت کو

تحریری طور پر یہ باور کروائے گا کہ ارسا ہی صوبوں کے درمیان پانی کی تقسیم کا ذمہ دار ادارہ ہے۔ واپڈا نے 10 جولائی کو اعلان کیا تھا کہ وفاقی حکومت نے اس سے صوبوں کے مابین آبی تنازعے کو حل کرنے میں مرکزی کردار ادا کرنے کو کہا ہے۔ (ڈان، 15 جولائی، صفحہ 3)

• پن بجلی/ڈیم

2 مئی: سکریٹری آبپاشی سندھ بابر حسین آفندی نے کہا ہے کہ تھر میں 30 چھوٹے ڈیم تعمیر کیے جائینگے جن کی فیزیبلٹی رپورٹ کے لیے 50 ملین روپے مختص کیے جاچکے ہیں۔ (ڈان، 3 مئی، صفحہ 19)

15 مئی: حکومت نے قومی اسمبلی کو مطلع کیا ہے کہ کالا باغ ڈیم متنازعہ ہے، صوبوں کے درمیان اتفاق رائے کے بغیر کوئی ڈیم تعمیر نہیں کیا جائے گا۔ حکومت نے دیا مر بھاشا ڈیم کی تعمیر کے لیے 25 بلین روپے جاری کر دیے ہیں اور اس سال نومبر میں داسو ڈیم اور دیامر بھاشا ڈیم کی تعمیر کا کام شروع کر دیا جائیگا۔ نیلم جہلم بجلی گھر 253 میگاواٹ بجلی پیدا کریگا۔ حکومت نے منڈا ڈیم کے منصوبے کے لیے 600 ملین روپے مختص کر دیے ہیں جو 800 میگاواٹ بجلی پیدا کریگا۔ (دی نیوز، 16 مئی، صفحہ 10)

16 جون: پارا چنار کرم ایجنسی میں پولیٹکل ایجنٹ نے اپنی نوعیت کے پہلے پن بجلی یونٹ کا افتتاح کر دیا۔ 30 کلو واٹ کا پاور پروجیکٹ 6.6 ملین روپے سے مکمل کیا گیا جس سے 230 گھروں کو بجلی فراہم کی جائے گی۔ منصوبہ فاٹا لوکل ایریا ڈیولپمنٹ پروگرام کے تحت مکمل کیا گیا جس کے لیے کینیڈین انٹرنیشنل ڈیولپمنٹ ایجنسی (CIDA) نے سرمایہ فراہم کیا۔ (دی نیوز، 17 جون، صفحہ 17)

30 جون: سابق چیئرمین اسٹیٹ انجینئرنگ کارپوریشن حسین احمد صدیقی کے ایک مضمون کے مطابق آزاد جموں و کشمیر میں 45 میگاواٹ کے 12 چھوٹے پن بجلی گھر چل رہے ہیں۔ حکومت پن بجلی کی ترقی کی رفتار تیز کرنے کے لیے جامع منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ 268 میگاواٹ کے 22 پن بجلی منصوبے تعمیر کے

مختلف مراحل میں ہیں۔ آزاد جموں وکشمیر کے پاس پن بجلی کی زبردست پیداواری قوت موجود ہے جس کا اندازہ 18,000 میگاواٹ لگایا گیا ہے۔ (ڈان، 30 جون، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

6 اگست: ایک خبر کے مطابق کے پی کے کی حکومت 5.36 ملین روپے سے 356 چھوٹے پن بجلی منصوبے شروع کررہی ہے۔ ان منصوبوں سے 12 اضلاع میں مقامی لوگوں کو 34,000 کلو واٹ بجلی مل سکے گی۔ سیکریٹری بجلی وتوانائی صاحبزادہ سعید احمد نے کہا ہے کہ ان چھوٹے منصوبوں سے سستی بجلی ان علاقوں تک پہنچ جائے گی جو قومی گرڈ سے نہیں جڑے ہیں۔ (دی نیوز، 7 اگست، صفحہ 2)

تربیلا ڈیم:

15 مئی: آسٹریلیا کے سفیر ایکسل وچ (Axel Wech) نے پاکستانی وزیرخزانہ اسحاق ڈار سے ملاقات میں تربیلا ڈیم کے توسیعی منصوبے ''تربیلا 5'' کی تعمیر میں سرمایہ لگانے میں دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ یہ منصوبہ مزید 1,300 میگاواٹ بجلی پیدا کریگا جس پر 400 ملین ڈالرز لاگت آئے گی۔ سفیر نے مزید کہا کہ منصوبہ 2017 تک مکمل ہوسکتا ہے۔ (دی نیوز، 16 مئی، صفحہ 17)

8 جون: واپڈا حکام کے مطابق تربیلا ڈیم میں مٹی بھر جانے سے پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش مزید دو فٹ کم ہوگئی ہے۔ تفصیلات کے مطابق ذخیرہ کردہ پانی کی انتہائی سطح 1,378 فٹ سے بڑھ کر 1,380 فٹ ہوگئی ہے۔ (ڈان، 9 جون، صفحہ 14)

بھاشا ڈیم:

23 مئی: واپڈا کے ترجمان نے کہا ہے کہ وزیراعظم نے دیامر بھاشا ڈیم کے لیے زمین کے حصول کا کام اگست تک مکمل کرنے کی ہدایت کی ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ وفاقی بجٹ 15-2014 میں 525 بلین روپے اس مقصد کے لیے مختص کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ (دی نیوز، 24 مئی، صفحہ 15)

23 مئی: وزیر اعظم نواز شریف نے پبلک سیکٹر ڈیولپمنٹ پروگرام (PSDP) کے حوالے سے اجلاس میں بھاشا ڈیم اور داسو ڈیم پر کام شروع کرنے کی ہدایت کی ہے۔ اسحاق ڈار نے منصوبوں پر بات کرتے ہوئے کہا کہ اگلے بارہ سالوں میں دیامر بھاشا ڈیم اور 2019 تک داسو ڈیم کا کام مکمل ہوجائے گا جس سے ملک کو درپیش بجلی کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 24 مئی، صفحہ 12)

8 جولائی: دی نیوز کی رپورٹ کے مطابق دریائے سندھ پر بھاشا ڈیم کی تعمیر 17 سال کے لیے ملتوی ہوگئی ہے۔ اب یہ منصوبہ 2020 کے بجائے 2037 میں مکمل ہو پائے گا۔ دیامر بھاشا ڈیم کے لیے درکار سرمائے کے حصول میں درپیش مشکلات کے پیش نظر اب داسو ڈیم منصوبے کو فوقیت دی جارہی ہے۔ (منور حسن، دی نیوز، 8 جولائی، صفحہ 1)

9 جولائی: حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ بھاشا ڈیم منصوبے کے لیے رقم اکٹھا کرنے کے لیے اس سال اکتوبر میں واشنگٹن میں سرمایہ کاری کانفرنس منعقد کرے گی۔ پاکستان میں امریکی سفیر ریچرڈ آلسن نے بھی وزیر خزانہ اسحاق ڈار سے ملاقات کے دوران کہا ہے کو واشنگٹن میں یونائیٹڈ اسٹیٹ ایجنسی فار انٹرنیشنل ڈیولپمنٹ (USAID) پاکستان کے ساتھ مل کر بین الاقوامی سرمایہ کاری کانفرنس منعقد کرے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 10 جولائی، صفحہ 11)

11 جولائی: اسلام آباد میں وزیر خزانہ اسحاق ڈار سے ملاقات کے دوران نئے امریکی نمائندہ خصوصی برائے پاکستان و افغانستان ایلزبتھ جونز نے کہا ہے کہ امریکہ بھاشا ڈیم کے لیے سرمایہ کاری کانفرنس منعقد کرنے میں پاکستان کی مدد کرے گا۔ (ڈان، 12 جولائی، صفحہ 3)

24 اگست: ایک خبر کے مطابق حکومت اکتوبر میں 13 بلین ڈالرز کے بھاشا ڈیم منصوبے کے لیے کمرشل فنانسنگ حاصل کرنے کی خاطر بین الاقوامی منڈی میں، مارکیٹنگ انیشی ایٹو کا منصوبہ بنارہی ہے۔ اس

مقصد کے لیے دیامیر بھاشا ڈیم کمپنی (DBDC) بنا کر اسکے نام سے کیپٹل مارکیٹ میں بانڈ جاری کیے جائیں گے۔ (ڈان،25 اگست،صفحہ3)

کالاباغ ڈیم:

12 جولائی: لاہور چیمبر آف کامرس کے نائب صدر نے کہا ہے کہ ملک میں ڈیم تعمیر نہیں کیے گئے تو بھوک، غربت اور اندھیرا ہمارا مقدر بن جائے گا۔ چیمبر آف کامرس ایک مہم چلارہی ہے جو کالاباغ ڈیم بنانے کے لیے راہ ہموار کرے گی۔ اس حوالے سے سیمینار اور مباحثوں کا اہتمام کیا جارہا ہے تا کہ غلط فہمیوں کو دور کیا جاسکے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون،13 جولائی،صفحہ11)

داسو ڈیم:

31 مئی: اسلام آباد میں ورلڈ بینک کے اعلیٰ حکام نے کہا ہے کہ داسو پن بجلی منصوبہ کے لیے 577 ملین ڈالرز کی منظوری کے لیے ایگزیکٹو بورڈ کا اجلاس 10 جون کو واشنگٹن میں ہوگا۔ حکام کے مطابق 4,320 میگاواٹ کا منصوبہ مالی رکاوٹوں کی وجہ سے دو مرحلوں میں مکمل ہوگا۔ ایک مرحلے کو 1,080 میگاواٹ کے مزید دو فیز میں تقسیم کیا گیا ہے۔ منصوبے پر لاگت کا تخمینہ 4.25 بلین ڈالرز ہے۔ (ڈان، 1 جون،صفحہ10)

10 جون: واشنگٹن میں ورلڈ بینک ایگزیکٹو بورڈ نے متفقہ طور پر داسو پن بجلی منصوبہ منظور کرلیا ہے۔ منصوبے کا تخمینہ پہلے لگایا جاچکا ہے۔ ورلڈ بینک منصوبے کے لیے 700 ملین ڈالرز قرض فراہم کرے گا۔ قرض کا دورانیہ 10 سال ہوگا جس کی واپسی پانچ سال بعد بجلی کی پیداوار کے ساتھ شروع ہوگی۔ (ڈان، 11 جون،صفحہ16)

25 جون: وزیر اعظم پاکستان نواز شریف نے کوہستان میں 4,320 میگاواٹ کے داسو پن بجلی منصوبے کے تعمیراتی کام کا افتتاح کر دیا۔ (ڈان،26 جون،صفحہ1)

26 اگست: وزیراعظم ہاؤس اسلام آباد میں حکومت پاکستان اور ورلڈ بینک کے درمیان کل 664.8 ملین ڈالرز قرض کے معاہدوں پر دستخط ہوئے جس میں سے 588.4 ملین ڈالرز داسو پن بجلی منصوبے کے لیے ہیں اور 76.4 ملین ڈالرز سندھ ایگریکلچرل گروتھ پروجیکٹ کو دیئے جائیں گے۔ (دی نیوز، 27 اگست، صفحہ 1)

گولن گول:

6 جولائی: ایک اخباری رپورٹ کے مطابق واپڈا کی جانب سے کنسلٹنٹ اور کنٹریکٹر دونوں کو عدم ادائیگی کی وجہ سے گولن گول پن بجلی منصوبے پر کام رک گیا ہے۔ (احمد فراز، ڈان، 6 جولائی، صفحہ 16)

- پاک ہند آبی تنازعہ

24 اگست: انڈس واٹر کمشنر مرزا آصف بیگ نے لاہور بھارتی وفد کے ساتھ بات چیت کے پہلے دور میں دریائے چناب کے پانی کا رخ بدلنے اوراس پر پن بجلی منصوبہ بنانے پر اعتراضات اٹھائے ہیں۔ بھارتی منصوبوں میں 690 میگاواٹ کا رتلی ڈیم، 1,000 میگاواٹ کا پکال ڈیم، 1,190 میگاواٹ کا کرتھائی ڈیم اور 600 میگاواٹ کا کیرو ڈیم شامل ہیں۔ پاکستان نے کشن گنگا ڈیم کے ڈیزائن پر بھی اعتراضات کیے ہیں جس سے پاکستان کو پانی کی فراہمی متاثر ہوگی اور پاکستان اسے انڈس واٹر ٹریٹی کی خلاف ورزی سمجھتا ہے۔ (ڈان،25 اگست،صفحہ 1)

24 اگست: پاکستان متحدہ کسان محاذ نے لاہور میں حکومت پر زور دیا کہ وہ بین الاقوامی سطح پر بھارت کی طرف سے دریائے چناب پر چار ڈیم تعمیر کیے جانے کے خلاف احتجاج کرے اور بھارت سے بات چیت میں اپنے موقف کو منوانے کی کوشش کرے۔ محاذ نے 6 ستمبر کو واہگہ اٹاری سرحد پر مظاہرے کا اعلان بھی کیا ہے۔ (ڈان،25 اگست،صفحہ 2)

26 اگست: انڈس واٹر کمشنر مرزا آصف بیگ نے لاہور میں 10 رکنی بھارتی وفد سے تین روزہ بات چیت کے بعد کہا ہے کہ کشن گنگا اور چار دیگر ڈیم جو بھارت جہلم اور چناب کے دریاؤں پر تعمیر کر رہا ہے پر بات چیت میں پیش رفت نہیں ہو سکی ہے۔ بات چیت دو مہینے بعد دوبارہ شروع ہوگی جس میں بھارت کی طرف سے پاکستانی اعتراضات کے تفصیلی جوابات یا اپنی مخالفت کے مکمل جواز فراہم کیے جائیں گے۔ مرزا آصف کے مطابق اگر بھارت ان ڈیموں کا نقشہ تبدیل نہیں کرتا تو اسے پاکستان کے مغربی دریاؤں پر مکمل اختیار مل جائے جس سے ان دریاؤں کے پانی کے بہاؤ میں کمی آئے گی جو ہمارے زرعی شعبے کو تباہ کرکے دیگر شعبوں کو بھی بری طرح متاثر کرے گی۔ کمشنر نے کہا کہ بھارتی ٹیم کو بتا دیا گیا ہے کہ پاکستان دو مہینے بعد بات چیت کا مناسب اور بامعنی اختتام چاہتا ہے ورنہ پاکستان معاملے کو عالمی عدالت انصاف (ICJ) میں ثالثی کے لیے لے جائے گا۔ (ڈان، 27 اگست، صفحہ 16)

27 اگست: ماحولیاتی ماہرین کے مطابق کشن گنگا ڈیم سے جہاں پاکستان کے آبپاشی کے نظام اور توانائی کے شعبے کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے وہاں وادی نیلم میں حیاتیاتی تنوع اور ماحول پر بھی اس کے تباہ کن اثرات پڑیں گے۔ (ڈان، 28 اگست، صفحہ 5)

- فلٹریشن پلانٹ

5 مئی: واٹر اینڈ سینیٹیشن اتھارٹی (WASA) اسلام آباد اور راولپنڈی کے چار مقامات بری امام، سملی ڈیم، اپر شادرہ اور لوئر شادرہ میں ایک ایک پانی صاف کرنے والا چھوٹا پلانٹ لگا کر راول جھیل کے پانی کو شہریوں کے لیے فراہم کرے گی جس پر 2.25 بلین روپے لاگت آئے گی۔ پہلے جھیل کے پانی کو قابل استعمال قرار دیا گیا تھا مگر نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے محققین کا کہنا ہے کہ یہ پانی قابل استعمال نہیں ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 6 مئی، صفحہ 4)

14 مئی: لاہور میں پینے کے صاف پانی کے منصوبے کے متعلق بات کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز

شریف نے کہا کہ حکومت چاہتی ہے کہ صاف پانی کی فراہمی یقینی ہو۔ اس منصوبے پر 12 بلین روپے مختص کیے گئے ہیں جس کے تحت 1,400 پانی صاف کرنے والے پلانٹ لگادیئے جائیں گے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 15 مئی، صفحہ 5)

27 جون: وہاڑی میں پینے کے صاف پانی کے لیے لگائے گئے گیارہ میں سے نو ریورس آسموسز (RO) پلانٹس ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن کی مبینہ غفلت کی وجہ سے تین ماہ سے خراب پڑے ہیں۔ ادارے نے پلانٹ کی مرمت اور تبدیلی کے لیے ضروری فنڈ جاری نہیں کیے جبکہ حکومت پنجاب وہاڑی کی ترقی کے لیے سالانہ لاکھوں روپے فراہم کررہی ہے۔ (ڈان، 28 جون، صفحہ 2)

6 جولائی: خیبر پختون خواہ کی مقامی حکومت اور دیہی ترقی کے محکمے نے ''سب کے لیے صاف پانی کے منصوبے'' کے تحت 986 واٹر فلٹریشن پلانٹس لگانے کے معاملے پر رجوع کیا ہے۔ منصوبے کی کانٹریکٹر کمپنی نے 14 اضلاع میں صرف 230 پلانٹس لگائے اور پیشگی 30 فیصد رقم (549,43 ملین روپے) میں بدعنوانی کی جس پر دیہی ترقی کے محکمے نے آئیڈیل ہائڈروٹیک سسٹمز پاکستان لمیٹڈ (IHSPL) کے چیف ایگزیکٹیو کے خلاف پشاور پولیس سے ایف آئی آر درج کرنے کو بھی کہا ہے۔ (ڈان، 7 جولائی، صفحہ 7)

20 اگست: پنجاب حکومت نے رواں سال فروری میں فیصلہ کیا تھا کہ پینے کے صاف پانی کے منصوبے کے تحت صوبے بھر میں فلٹریشن پلانٹ لگائے جائیں گے۔ جون میں وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے ذرائع ابلاغ کو بتایا تھا کہ 15-2014 کے بجٹ میں اس مقصد کے لیے پانچ بلین روپے رکھے گئے ہیں۔ حکومت نے 2,500 فلٹریشن پلانٹ لگانے تھے لیکن پلاننگ اور ڈیولپمنٹ ذرائع کے مطابق ابھی تک منصوبے پر کام شروع نہیں ہوا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 21 اگست، صفحہ 5)

20 اگست: سیلانی ویلفیئر انٹرنیشنل ٹرسٹ کے صدر یوسف لاکھانی نے کمشنر آفس کراچی میں 63 RO

(آر او) پلانٹس قائم کرنے کے لیے مفاہمت کی ایک یادداشت پر دستخط کیے ہیں۔ یوسف لاکھانی کے مطابق ایک پلانٹ کو 100 سے 300 گز زمین اور 160,000 سے 180,000 روپے درکار ہوتے ہیں۔ (ڈان، 21 اگست، صفحہ 11)

بیج

- ہائبرڈ بیج

26 جون: چاول پاکستان کی انتہائی اہم غذائی فصل ہے جو گندم کے بعد دوسرے نمبر پر ہے۔ 2013 میں چاول کی برآمد سے 2.2 بلین ڈالرز کا زرمبادلہ حاصل کیا گیا۔ گارڈ ایگریکلچرل ریسرچ اینڈ سروسز نے 2000 میں پہلی بار پاکستان میں چین کی ہائبرڈ چاول کی پانچ اقسام متعارف کرائیں اور اب کئی ملکی اور ملٹی نیشنل کمپنیاں ہائبرڈ چاول کے کاروبار میں شریک ہوگئی ہیں۔ اب تک 24 بیج کمپنیوں کی 54 مختلف ہائبرڈ چاول کی اقسام کی حکومت نے تجارتی بنیادوں پر کاشت کی اجازت دی ہے۔ (ڈان، 27 جون، صفحہ 5)

27 اگست: ایک خبر کے مطابق پاکستان ایگریکلچرل ریسرچ کونسل (PARC) نے ایک منصوبہ تیار کیا ہے جس کے تحت خوردنی تیل کے بیجوں کو پوٹھوہار اور کے پی کے میں ربیع کے موسم میں فروغ دینے کی مہم چلائی جائے گی۔ منصوبہ پاکستان آئل سیڈ ڈیولپمنٹ بورڈ (PODB)، نیشنل رورل سپورٹ پروگرام (NRSP) اور صوبائی ایگریکلچر ریسرچ اینڈ ایکسٹینشن کے محکمے کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔ درآمد شدہ کنولا ہائبرڈ بیج کسانوں کو صرف 25 فیصد قیمت پر فراہم کیے جائیں گے۔ منصوبے کے تحت بیج لگانے اور فصل کی دیکھ بھال کے لیے بھی کسانوں کو تکنیکی ہدایات فراہم کی جائیں گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 28 اگست، صفحہ 11)

- جینیاتی بیج

5 مئی: سندھ سیڈ کارپوریشن (SSC) کے اجلاس میں بورڈ آف ڈائریکٹر نے زور دیتے ہوئے کہا ہے

کہ صوبے کو مقامی طور پر بی ٹی اور کپاس کے دیگر بیج تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ گندم اور چاول کی دیگر اقسام تحقیق کر کے کاشتکاروں کو دی جائیں گی۔ اجلاس میں بتایا گیا کہ پنجاب کے پاس اپنا تصدیق شدہ بیج موجود ہے جبکہ سندھ کے کاشتکار غیر تصدیق شدہ بیج اگاتے ہیں۔ (ڈان، 6 مئی، صفحہ 8)

6 مئی: ایوب ایگریکلچرل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (AARI) کے جنرل ڈاکٹر منظور احمد باجوہ نے کہا ہے کہ کاشتکار جدید ٹیکنالوجی، مشینری اور ہائبرڈ بیج کے استعمال سے دوگنی سے زیادہ پیداوار حاصل کر سکتے ہیں۔ اے اے آر آئی (AARI) نئی قسم کا بی ٹی کپاس کا بیج MH-486 تیار کر چکا ہے۔ زرعی شعبے میں ترقی کے لیے ادارہ اب تک 444 اقسام کے بیج متعارف کرا چکا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 7 مئی، صفحہ 15)

12 مئی: پنجاب میں موسمی تبدیلی کی وجہ سے گندم کی کٹائی میں تاخیر سے کپاس کی فصل بھی متاثر ہونے کا خدشہ ہے۔ پچھلی چند دہائیوں سے کسان زیادہ پیداوار کی خاطر طویل المدت تیار ہونے والے بیج کاشت کر رہے ہیں جس کی بوائی فروری میں اور کٹائی دسمبر میں ہوتی ہے مگر یہ بیج معیاری نہیں ہوتا اور کیڑے لگ جاتے ہیں۔ (ڈان، 12 مئی، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

15 مئی: وفاقی وزیر برائے ٹیکسٹائل انڈسٹری عباس خان آفریدی نے کہا ہے کہ حکومت ٹریڈرز پالیسی فریم ورک 15-2014 کے تحت کسانوں کی آمدنی بڑھانے کے لیے کھجور اور زیتون کے پودوں اور مشینوں کی قیمتوں میں 50 فیصد زرتلافی فراہم کرے گی۔ وفاقی وزیر نے مزید کہا کہ پچھلے سال ملک میں 87 فیصد غیر تصدیق شدہ بی ٹی کپاس کاشت کی گئی تھی۔ حکومت اب اس کی روک تھام کے لیے بیج پر قانون یعنی سیڈ بل لانے پر غور کر رہی ہے جو جلد قومی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 16 مئی، صفحہ 11)

2 جون: کراچی یونیورسٹی میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فورمین کرسچن کالج لاہور کے

پروفیسر ڈاکٹر کوثر عبداللہ ملک نے کہا ہے کہ بائیوٹکنالوجی خوراک کی قلت دور کرنے کا واحد حل ہے۔ زیادہ آبادی والے ممالک خوراک کے بحران سے نکل سکتے ہیں اگر وہ بائیوٹکنالوجی اپنائیں۔ مغربی ممالک کی جینیاتی فصلوں کے خلاف مہم غیر منصفانہ ہے وہ نہیں چاہتے کہ ترقی پذیر ممالک خوشحال ہوں۔ (دی نیوز، 3 جون، صفحہ 20)

2 جون: کراچی یونیورسٹی میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے پروفیسر کوثر عبداللہ نے جینیاتی تبدیلی پر مبنی فصلوں (GM crops) کے خلاف الزامات کو مسترد کردیا اور کہا کہ اس کی مخالفت سیاسی بنیادوں پر کی جارہی ہے نہ کہ سائنسی بنیادوں پر۔ پاکستان میں جینیاتی کپاس 2009 میں متعارف ہوئی اور آج 85 فیصد کپاس جینیاتی بیجوں سے پیدا کی جارہی ہے۔ (ڈان، 3 جون، صفحہ 18)

10 جون: فارمرز ایسوسی ایشن پاکستان (FAP) اور زرعی یونیورسٹی فیصل آباد نے مونسانٹو پاکستان کے تعاون سے ملتان کے قریب جلالپور پیروالا میں ''فارمرز سیمینار'' منعقد کیا جس سے مونسانٹو پاکستان کے نمائندے عامر اقبال اور محمد اقبال نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر جدید زرعی اصلاحات اور معیاری بیج استعمال کیا جائے تو پاکستانی زراعت میں اضافے کی زبردست قوت موجود ہے۔ مونسانٹو پاکستانی کسانوں کو اعلیٰ معیار کا بیج فراہم کرنے کے لیے پرعزم ہے اور انہیں دنیا کی اعلیٰ اقسام تک رسائی فراہم کرے گا۔ (دی نیوز، 11 جون، صفحہ 17)

24 جون: وزیر خزانہ اسحاق ڈار کی بجٹ تقریر میں کیے گئے اس اعلان نے کہ حکومت پلانٹ بریڈرز رائٹس کا قانون لاگو کرے گی، ملک میں زراعت سے وابستہ لوگوں کو تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔ زرعی ماہرین کے مطابق اس اقدام سے بیج کی پیداوار پر ملٹی نیشنل کمپنیوں کی اجارہ داری قائم ہو جائے گی۔ 2008 سے یہ کمپنیاں پاکستان میں پلانٹ بریڈرز رائٹس کے نفاذ کی ترغیب دے رہی ہیں۔ کپاس کے معاملے میں یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ پاکستان جینیاتی تبدیلیوں کے حامل بی ٹی بیج سے 14.1 ملین

گانٹھوں کے ہدف کے مقابلے 12.8 ملین گانٹھیں اگا رہا ہے جو دو فیصد کم ہے جبکہ 2005 میں ان بیجوں کے استعمال سے پہلے پاکستان شاندار فصل حاصل کیا کرتا تھا۔ (ڈان،25 جون،صفحہ 4)

30 جون: وزیراعظم کو ایک خط کے ذریعے سندھ آبادگار بورڈ کے صدر عبدالمجید نظامانی نے پلانٹ بریڈرز رائٹس بل پیش کرنے کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ بل کے پاس ہونے سے غیرملکی کمپنیوں کی زراعت میں اجارہ داری قائم ہوجائے گی۔ انہوں نے یاد دلایا کہ 11 سال پہلے بھی وفاقی حکومت نے ایسا کرنے کی کوشش کی تھی جو ناکام ہوئی۔ (ڈان، 1 جولائی،صفحہ19)

8 اگست: بیج کا ترمیمی بل (Seed Amendment Bill 2014) قومی اسمبلی میں وفاقی وزیر برائے قومی غذائی تحفظ وتحقیق، سکندر حیات بوسن نے پیش کردیا ہے۔ اس بل کے تحت 1976 کے سیڈ ایکٹ میں ترامیم کی جارہی ہیں تاکہ ہائبرڈ اور جینیاتی بیجوں کے فروغ کا احاطہ کرتے ہوئے سرکاری شعبے کے مقابلے میں نجی شعبے کے فعال کردار کو تحفظ دیا جاسکے۔ اٹھارویں ترمیم کے بعد زراعت سے متعلق معاملات صوبوں کو منتقل ہوگئے ہیں لیکن صوبائی اسمبلیوں نے خصوصی قرار دادوں کے ذریعے وفاقی حکومت کو سیڈ ایکٹ میں ترمیم کرنے کا اختیار دے دیا ہے۔ (ڈان،9 اگست،صفحہ10)

25 اگست: ایک اخباری رپورٹ کے مطابق پاکستانی وفاقی کابینہ نے سیڈ ایکٹ میں ترمیم کو منظور کرلیا ہے جس کے بعد تصدیق شدہ کمپنیاں ہی بیج فروخت کرپائیں گی۔ پلانٹ بریڈرز رائٹس ایکٹ کی بھی وزیراعظم منظوری دے چکے ہیں اور اب قانون کی ڈویژن اس کا معائنہ کررہی ہے۔ کابینہ اپنے اگلے اجلاس میں شاید اس پر غور کرے گی۔ اس کے بعد امریکی کمپنی مونسانٹو کی جینیاتی بیجوں پر اجارہ داری قائم ہوجائے گی اور کسان صرف 30 فیصد بیجوں کا آپس میں تبادلہ کرسکیں گے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 1997-2010 تک مونسانٹو نے دنیا میں چھوٹے کسانوں کے خلاف 144 مقدمے قائم کیے اور 700 مقدموں کو کورٹ کے باہر طے کیا۔ پاکستان میں کسان 75-80 فیصد بیجوں کا اپنے ساتھی کسانوں سے

تبادلہ کرتے ہیں۔ مونسانٹو اس روایتی طریقے کار میں اپنی اجارہ داری قائم کرنا چاہتی ہے۔ اگر بی ٹی مکئی کی اجازت دے دی گئی تو بی ٹی مکئی کی کھیتوں سے روایتی مکئی کے کھیت آسانی سے متاثر ہوسکتے ہیں اور بجائے اس کے کہ مونسانٹو ان کسانوں کو ہرجانہ دے، متاثرہ کھیتوں سے بیجوں کے تبادلے کی صورت میں مونسانٹو اپنی اجارہ داری کا مقدمہ چھوٹے کسانوں پر باآسانی قائم کرسکتی ہے۔ (ظفر بھٹہ، دی ایکسپریس ٹریبون، 25 اگست، صفحہ 11)

II۔ زرعی مداخل

قدرتی اور صنعتی زراعت

6 مئی: کہا جاتا ہے کہ ایک سیب روزانہ کھانے سے صحت اچھی رہتی ہے لیکن ایک مضمون میں بتایا گیا کہ امریکہ کے محکمہ زراعت کے پیسٹی سائڈ ڈیٹا پروگرام کے مطابق کیمیائی زرعی ادویات کے استعمال کی وجہ سے ان کی 42 باقیات ہر سیب کے ساتھ ہمارے جسم میں داخل ہوتی ہیں۔ (محمد شفیق احمد، ڈان، 6 مئی، صفحہ 3، بزنس اینڈ فنانس)

31 مئی: زرعی یونیورسٹی ٹنڈوجام کے پروفیسر فتح محمد سومرو نے سندھ میں پائیدار زراعت کے موضوع پر ورکشاپ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ زرعی ادویات اور غیر معیاری بیجوں کے مسلسل استعمال سے زرعی شعبے پر منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ سندھ میں نااہل منصوبہ سازوں کی وجہ سے غیر موثر زرعی حکمت عملی نظر آتی ہے۔ کسانوں کو بیج اور کھاد کے صحیح استعمال کی تعلیم دینے کی ضرورت ہے۔ (دی نیوز، 1 جون، صفحہ 11)

1 جون: محکمہ زراعت پنجاب نے چھ شعبہ جات کی نشاندہی کی ہے، جن میں بیج کے شعبے کی ترقی، جدید مشینری کا استعمال، سستے مداخل کی فراہمی، آسان قرضے، کارپوریٹ زراعت اور بہتر پیداوار شامل ہیں، جنہیں اگلے بجٹ میں ترجیح دی جائے گی۔ (ڈان، 2 جون، صفحہ 4)

8 جولائی: اسلام آباد میں وفاقی وزیر برائے قومی غذائی تحفظ و تحقیق سکندر حیات بوسن نے وزیر زراعت بلوچستان محمد اسلم بزنجو سے صوبے کی زراعت کو درپیش مسائل کے حوالے سے بات چیت کی ہے۔ اس دوران وفاقی وزیر نے کہا کہ ملک میں جدید زرعی طریقوں کو فروغ دینے کی کوشش کی جارہی ہے تاکہ فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ اور مستقل میں غذائی عدم تحفظ پر قابو پایا جاسکے۔ (ڈان، 9 جولائی، صفحہ 10)

2 اگست: آزاد جموں اور کشمیر میں حکومت نے مختلف قیمتی فصلوں کو اگانے کے لیے صنعتی زراعت کو فروغ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس مقصد کے لیے 2014-15 کے بجٹ میں خاص کر رقم مختص کی گئی ہے۔ منصوبے کے تحت بنجر زمین پر زیتون، انار اور سبزیوں وغیرہ کے پودے لگائے جائیں گے جنھیں مختلف علاقوں کی نرسریوں میں پہلے سے تیار کیا جائے گا۔ بیج اور دیگر مداخل کو عام کرنے کے لیے پورے کشمیر میں فیئر پرائس شاپ کھولی جائینگی۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 3 اگست، صفحہ 10)

30 اگست: سیکرٹری زراعت سندھ ثاقب سومرو نے SCA (ایس سی اے) سے بات چیت کے دوران بتایا کہ ڈسٹرکٹ ایگریکلچر فیسلٹی بورڈ کو مقامی سطح پر دوبارہ فعال کیا جائے گا تاکہ کیڑے مار ادویات میں ملاوٹ، غیر معیاری بیج اور مداخل کی قیمتوں میں اضافے سے پیدا ہونے والے مسائل کو مقامی سطح پر ہی حل کیا جاسکے۔ (ڈان، 31 اگست، صفحہ 19)

کھاد

20 مئی: بجلی کی شدید کمی کے پیش نظر وزارت پانی و بجلی نے کھاد بنانے والی کمپنیوں کو گیس کی فراہمی بند کرنے کا اعلان کیا ہے۔ وزارت کا کہنا ہے کہ یہ گیس اب گڈو پاور پلانٹ کو فراہم کی جائے گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 21 مئی، صفحہ 11)

21 جولائی: پاکستان میں ہر قسم کی فصلوں کے لیے یوریا لازمی جز بن گئی ہے جو زیادہ پیداوار اور فوری فائدہ دیتی ہے۔ اس طرح کی انتہائی پیداواری کاشت زمین کی زرخیزی کم ہونے کا سبب بن رہی ہے جس کے نتیجے میں پاکستان میں تقریباً 100 فیصد زمین میں نائٹروجن کی کمی ہے 90-80 فیصد میں فاسفورس اور 30 فیصد زمین میں پوٹاشیم کی کمی ہے۔ نائٹروجن کی کمی دور کرنے کے لیے یوریا اور فاسفورس کی کمی دور کرنے کے لیے ڈائی ایمونیم فاسفیٹ (DAP) جبکہ پوٹاسک کھاد کا بھی معمولی استعمال کیا جاتا ہے۔ کسان فاسفیٹک اور پوٹاسک کھاد کا دھیان کیے بغیر نائٹروجن کا استعمال کرتے ہیں جس کا غیر متناسب استعمال بھی اکثر علاقوں میں گندم کی پیداوار میں کمی کا سبب ہے۔ (اشفاق بخاری، ڈان، 21 جولائی، صفحہ 4)

زرعی مشینری

20 جون: حکومت نے وفاقی بجٹ میں ٹریکٹر پر جنرل سیلز ٹیکس (GST) کی شرح 16 فیصد سے کم کرکے دوبارہ 10 فیصد کر دی ہے جس کے بعد امکان ہے کہ ملت ٹریکٹر کی فروخت 2015 میں 32,000 یونٹ اور الغازی ٹریکٹر کی فروخت 25,000 یونٹ تک بڑھ جائے گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 21 جون، صفحہ 11)

زرعی ترقی

1 جون: سینٹ کی قائمہ کمیٹی برائے غذائی تحفظ و تحقیق نے اگلے وفاقی بجٹ میں زرعی ترقی کی گرتی ہوئی شرح جو گزشتہ دس سالوں کی کم ترین سطح پر ہے، کے سدباب کے لیے زرعی شعبے کے لیے خصوصی مراعات کا مطالبہ کیا ہے۔ (ڈان، 2 جون، صفحہ 4)

2 جون: اکنامک سروے آف پاکستان کے مطابق زرعی شعبے (جو GDP {جی ڈی پی} کا 21 فیصد ہے اور 44 فیصد آبادی کو روزگار فراہم کرتا ہے) کی ترقی کی شرح کم ہوکر گزشتہ مالی سال 2.9 فیصد کے مقابلے 14-2013 میں 2.1 فیصد ہوگئی ہے۔ (ڈان، 3 جون، صفحہ 3)

15 جون: سندھ میں زرعی شعبے کی ترقی کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام 15-2014 میں 6.7 بلین روپے کے مطالبے کے برعکس 23 فیصد کمی کرکے 4.47 بلین روپے مختص کیے گئے جس میں سالانہ کیا جانے والا دس فیصد اضافہ بھی شامل ہے۔ اس سال 32 ترقیاتی منصوبوں کے لیے رقم مختص کی گئی جن میں 22 جاری منصوبے ہیں جبکہ 10 نئے ہیں۔ (ڈان، 16 جون، صفحہ 4)

16 جون: ایس سی اے نے حکومت سے درخواست کی ہے کہ زرعی ترقیاتی بجٹ پچاس بلین روپے کرکے زرعی مصنوعات پر زرتلافی فراہم کی جائے۔ سندھ کے بجٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے کاشتکاروں کے گروپ نے کہا کہ زراعت کے لیے مختص کیے گئے 4.40 بلین روپے کل بجٹ کا ایک فیصد بھی نہیں جبکہ صوبہ میں زراعت سے 30 ملین لوگوں کا روزگار وابستہ ہے۔ (دی نیوز، 17 جون، صفحہ 15)

29 جون: حکومتی سینٹر محمد حمزہ نے کہا ہے کہ بجٹ میں زرعی شعبے کو نظر انداز کرنے سے لگتا ہے کہ جی ڈی پی کا 21 فیصد ہونے کے باوجود زراعت حکومت کی ترجیح نہیں ہے۔ 14-2013 میں زرعی ترقی کی شرح 2.9 فیصد سے کم ہوکر 2.1 فیصد ہوگئی ہے۔ (ڈان، 30 جون، صفحہ 4)

10 جولائی: اسٹیٹ بینک آف پاکستان (SBP) کی 14-2013 کی سہاہی رپورٹ کے مطابق زراعت پچھلے دو سالوں سے ہدف کے مطابق ترقی نہیں کر پارہی ہے۔ پچھلے سال چاول اور کپاس کے پیداواری نقصان نے ترقی کی رفتار کو سست کیا ہے۔ اس سال مال مویشی کے علاوہ دالوں اور سبزیوں جیسی فصلیں جو بنیادی فصلیں نہیں ہیں ان کی کم پیداوار نے بھی زرعی ترقی کو بڑھنے نہیں دیا۔ (دی نیوز، 11 جولائی، صفحہ 15)

زرعی تحقیق

16 جون: چیئرمین PARC (پارک) افتخار احمد خان کے مطابق شعبہ زراعت میں جدت کے لیے پارک ایگریکلچر ریسرچ بورڈ سندھ، بلوچستان اور کے پی کے میں ایگریکلچر انوویشن پروگرام (AIP) چلائے گا جس

کے لیے USAID (یو ایس ایڈ) سرمایہ فراہم کرے گا۔ (ڈان، 17 جون، صفحہ 10)

4 جولائی: پارک اور امریکن انسٹی ٹیوٹ آف فزکس کے رکن ڈاکٹر شاہد مسعود نے اسلام آباد میں نیشنل ایگریکلچر ریسرچ سینٹر (NARC) کے دو روزہ تربیتی پروگرام بعنوان کنزرویشن آف ایگریکلچر پلانٹرز (CAP) کے موقع پر کہا کہ پارک پاکستان میں زراعت کو بہتر بنانے میں امریکہ اور یو ایس ایڈ کے کردار کا اعتراف کرتا ہے۔ تربیتی ورکشاپ یو ایس ایڈ کی مالی مدد سے چلنے والے ایگریکلچرز انوویشن پروگرام کے تحت منعقد کیا گیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 5 جولائی، صفحہ 10)

7 اگست: پارک کے بورڈ آف گورنرز نے 15-2014 کے لیے 3.597 بلین روپے کا بجٹ منظور کیا ہے۔ جس میں 930.16 ملین روپے غیر ترقیاتی بجٹ ہے جبکہ سات جاری اور آٹھ نئے منصوبوں کے لیے 95.164 ملین روپے کا ترقیاتی بجٹ ہے۔ (دی نیوز، 8 اگست، صفحہ 17)

30 اگست: ایک اشتہاری مضمون میں بتایا گیا ہے کہ نیشنل تائیوان یونیورسٹی کی گلوبل رینکنگ کے مطابق یونیورسٹی آف ایگریکلچر فیصل آباد (UAF) پاکستان کی ان یونیورسٹیوں میں سے ایک ہے جو دنیا کی 100 بڑی یونیورسٹیوں کی فہرست میں شامل ہیں۔ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد دنیا میں 98 ویں اور ایشیاء میں 20 ویں نمبر پر ہے۔ پاکستان کونسل فار سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (PCST) نے بھی یونیورسٹی کو سال 2013 کی بہترین پاکستانی یونیورسٹی کا ایوارڈ دیا تھا۔ (ڈان، 30 اگست، صفحہ 2، اشتہاری ضمیمہ)

- زرتلافی

11 جولائی: وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے 15-2014 کے بجٹ میں یہ اعلان کیا تھا کہ حکومت DAP (ڈی اے پی) کھاد کے لیے 14 بلین روپے کی زرتلافی دے گی لیکن اس وقت یہ واضح نہیں کیا تھا کہ کسان کس طرح اس زرتلافی سے فائدہ اٹھا پائیں گے۔ صنعتی ذرائع کے مطابق وزیر خزانہ کی تقریر کے بعد ڈی

اے پی گوداموں میں زخیرہ کرلیا گیا ہے۔ (ڈان،12 جولائی،صفحہ10)

4 اگست: ایک مضمون کے مطابق منڈی میں ڈی اے پی کھاد کے ذخائر میں کمی ہورہی ہے۔ پچھلے سال اس دوران 70,000 ٹن کے ذخائر موجود تھے جواب جولائی میں 53,000 ٹن ہیں۔ اگست کے شروع تک یہ ذخائر 13,000 ٹن رہ جائیں گے اور ستمبر میں 120,000 ٹن کھاد کی کمی کا سامنا ہوگا۔ مضمون نگار کے مطابق اگر بین الاقوامی وعدوں کے بجائے حکومت اپنے زمینی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلے کرے تو صرف GST (جی ایس ٹی) ہٹانے سے بات بن سکتی ہے زرتلافی کی الجھن میں جانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ (احمد فراز خان، ڈان، 4 اگست، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

5 اگست: چائنا ایگرو کیمیکل (CAC) کی لاہور میں کانفرنس جسے لاہور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری (LCCI) کے زیر اہتمام منعقد کیا گیا، میں کسانوں نے کہا ہے کہ زراعت پر زرتلافی کا فائدہ کسانوں کو نہیں پہنچ رہا ہے۔ اگر زرتلافی کی رقم کو جی ایس ٹی پر استعمال کیا جائے تو جی ایس ٹی کی کمی کا براہ راست فائدہ کسانوں کو کم قیمت مداخل کی شکل میں ملے گا۔ پنجاب کے وزیر زراعت ڈاکٹر فروخ جاوید نے کہا کہ 14 بلین روپے کی زرعی زرتلافی کو تمام متعلقہ شعبوں سے مشاورت کے بعد استعمال کیا جائے گا۔ (دی نیوز، 6 اگست، صفحہ17)

III۔ غربت اور غذائی تحفظ

غربت

2 جون: ورلڈ بینک کی پاورٹی ہیڈ کاؤنٹ رپورٹ (Poverty Head Count Report) کے مطابق پاکستان میں 2008 کی شماریات کے تحت فی کس یومیہ آمدنی 1.25 ڈالرز جبکہ 21.04 فیصد آبادی خط غربت کے نیچے زندگی گزار رہی ہے اور دو ڈالرز فی کس یومیہ کے حساب سے جو کہ درمیانی آمدنی کا عالمی

معیار ہے 60.19 فیصد لوگ خط غربت سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ (ڈان، 3 جون، صفحہ 15)

12 جون: جنگ اکنامک سیشن میں "قومی بجٹ کے گھریلو بجٹ پر پڑنے والے اثرات" کے موضوع پر ماہرین نے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ بجٹ مایوس کن ہے جس میں خط غربت سے نیچے زندگی گزارنے والی پچاس فیصد آبادی کو نظرانداز کیا گیا ہے۔ اشیاء پر بلواسطہ ٹیکس میں اضافے سے غریبوں کی مشکلات بڑھ گئی ہیں، بجٹ تاجروں کے مفاد میں ہے جس کی تاجروں نے تعریف بھی کی ہے۔ (دی نیوز، 13 جون، صفحہ 5)

15 جون: وزیر خزانہ کے پی کے سراج الحق نے بجٹ پر پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا کہ حکومت نے غریبوں کے لیے 7.98 بلین روپے مختص کیے ہیں جس سے صحت کے لیے بیمہ پالیسی، بیماری سے بچاؤ کے حفاظتی ٹیکے، ماں بچے کی صحت کا پروگرام اور نرسنگ ٹریننگ پروگرام کا آغاز ہوگا۔ (ڈان، 16 جون، صفحہ 7)

15 جون: گجرات کے علاقے جلال پور جٹاں میں غریب باپ نے ہسپتال کا 32,500 روپے کا بل چکانے کے لیے اپنی نومولود جڑواں بیٹیوں کو فروخت کر دیا۔ تفصیلات کے مطابق نادرہ بی بی زوجہ بلال خان کو نجی ہسپتال میں زچگی کے لیے داخل کرایا گیا جہاں دو جڑواں لڑکیوں نے جنم لیا لیکن خاندان ہسپتال کے واجبات ادا نہیں کرسکتا تھا جس پر ہسپتال کی ملازمہ نے انہیں بل ادا کرنے کے لیے بچوں کو بیچنے کی ترغیب دی اور انتظامیہ نے نامعلوم افراد سے معاملات طے کرکے نومولود لڑکیوں کے باپ سے سادے کاغذ پر انگوٹھے بطور ضمانت لگوائے۔ (دی نیوز، 16 جون، صفحہ 5)

20 جون: سندھ اسمبلی میں تقسیم کیے گئے اعداد وشمار کے مطابق زراعت اور لائیو اسٹاک سے وابستہ افراد میں سے صرف 258 افراد سندھ ایمپلائز سوشل سیکیورٹی انسٹی ٹیوشن (SESSI) سے رجسٹرڈ ہیں حالانکہ سندھ کی معیشت زراعت پر مبنی ہے جو بڑی تعداد میں لوگوں کو روزگار فراہم کرتی ہے۔ (ڈان، 21 جون، صفحہ 18)

26 جون: انٹرنیشنل فنڈ فار ایگریکلچرل ڈیولپمنٹ (IFAD) کے وفد سے ملاقات میں وزیرِ خزانہ اسحاق ڈار نے IFAD (آئی ایف اے ڈی) کی طرف سے دیہات میں غربت کے خاتمے کے لیے امداد اور کم شرح سود پر قرضے کی فراہمی پر شکریہ ادا کیا۔ آئی ایف اے ڈی حکومت کے ساتھ مل کر ترقی اور مالی پروگرام پر کام کر رہا ہے جس سے دیہی علاقوں میں رہنے والوں کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونے میں مدد ملے گی۔ (ڈان، 27 جون، صفحہ 10)

5 اگست: وزیرِ اعظم نواز شریف کی حکومت کے وژن 2025 کے تحت فی کس آمدنی کو 1,299 ڈالرز سے بڑھا کر 4,200 ڈالرز کر دیا جائے گا اور غربت کی شرح کو 49 فیصد سے 20 فیصد تک لایا جائے گا۔ (دی نیوز، 6 اگست، صفحہ 12)

- مائیکرو کریڈٹ

13 مئی: وفاقی حکومت بلا سود قرض کے منصوبے کے تحت 3.5 بلین روپے تقسیم کرے گی۔ منصوبے کا 50 فیصد قرضہ خواتین کو دیا جائے گا۔ اسلام آباد میں منعقد اجلاس میں وزیرِ اعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ اس طرح کے منصوبے نوجوانوں کو ملکی ترقی میں اپنا کردار ادا کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ (ڈان، 14 مئی، صفحہ 3)

8 جون: مالی سال 15-2014 میں وفاقی حکومت نے کریڈٹ گارنٹی اسکیم (Credit Guarantee Scheme) کے لیے 30 بلین (30 ارب) روپے مختص کیے ہیں۔ اسکیم کے تحت چھوٹے کسانوں کو ایک سے تین لاکھ روپے قرض کی سہولت فراہم کی جائے گی۔ حکومت کچھ قرضوں کی عدم ادائیگی کی صورت میں پچاس فیصد نقصان برداشت کرے گی۔ (ڈان، 9 جون، صفحہ 4)

8 جون: پاکستان مائیکروفنانس نیٹ ورک کے جنوری تا مارچ کے جاری کردہ تازہ اعداد و شمار کے مطابق

مائیکرو کریڈٹ کے تحت قرض لینے والوں کی تعداد تین ملین ہے۔ 2014 کی پہلی سہ ماہی میں ملک بھر میں مائیکرو کریڈٹ میں بڑھوتری 5.9 فیصد رہی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 9 جون، صفحہ 10)

25 جون: پرائم منسٹرز کے نوجوانوں کے پروگرام کے تحت وزیراعظم کی بلاسود قرضہ اسکیم کا آج باضابطہ اجراء کیا جائے گا۔ اس پروگرام کی چیئرپرسن مریم نواز شریف کے مطابق مالی سال 14-2013 کے مختص کردہ کل بجٹ 13.5 بلین روپے میں سے پہلی بار ہری پور، صوبہ کے پی کے کے 175 مستحق لوگوں میں 3.9 ملین روپے بلاسود قرضے تقسیم کیے جائیں گے۔ (دی نیوز، 26 جون، صفحہ 4)

21 جولائی: کے پی کے حکومت نے تقریباً 170,000 افراد کو صوبے میں چھوٹے اور درمیانی کاروبار کے لیے ایک بلین روپے قرض کی فراہمی کے لیے اسلامک مائیکرو فنانسنگ اسکیم کا اجراء کر دیا ہے۔ صوبائی حکومت نے اسکیم پر عملدرآمد کے لیے بینک آف خیبر کے ساتھ مفاہمت کی یادداشت پر دستخط کیے ہیں۔ (دی نیوز، 22 جولائی، صفحہ 12)

- انکم سپورٹ پروگرام

5 مئی: وزیرخزانہ اسحاق ڈار نے کہا کہ ملک کی آبادی کا 54 فیصد حصہ غریبوں پر مشتمل ہے اور ان میں اکثر دائمی غریب ہیں۔ افسوس کہ ہم ان کے لیے بہت کچھ نہیں کر سکتے۔ کئی افراد ایسے ہیں جو رہائشی پتہ نہ ہونے کے سبب بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام (BISP) جیسے منصوبوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ (ڈان، 6 مئی، صفحہ 8)

7 مئی: لاہور میں معاشی و سماجی تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ سماجی ترقی کی فہرست میں پاکستان سب سے آخر میں ہے۔ ماہرین نے بتایا کہ BISP (بی آئی ایس پی) جیسے منصوبے لوگوں کے معاشی مسائل کو کسی حد تک سہارا دیتے ہیں مگر تعلیم اور صحت کو بہتر نہیں بنا سکتے۔ (دی نیوز، 8 مئی، صفحہ 17)

2 جون: حکومت نے بی آئی ایس پی سے فائدہ اٹھانے والے 4.6 ملین افراد کے لیے 17.7 بلین روپے جاری کردیئے ہیں۔ ادارے کی طرف سے جاری کردہ بیان کے مطابق رواں مالی سال کے اختتام تک کل جاری کردہ رقم 66 بلین روپے ہو جائے گی۔ (ڈان، 3 جون، صفحہ 5)

8 جون: فیڈرل انویسٹیگیشن ایجنسی (FIA) نے بی آئی ایس پی جو 2008 میں پیپلز پارٹی کی حکومت نے غریبوں کی امداد کے لیے شروع کیا تھا، میں 3.8 بلین روپے کی بدعنوانی کا سراغ لگانے کا دعویٰ کیا ہے۔ سرکاری دستاویزات کے مطابق گاڑیوں کی خریداری، فنڈز کا ناجائز استعمال، متنازعہ ٹھیکوں، زائد ادائیگیوں اور غیرقانونی بھرتیوں جیسے معاملات سامنے آئے ہیں۔ ذرائع کے مطابق FIA (ایف آئی اے) متعلقہ ریکارڈ کی مزید تحقیقات کررہا ہے۔ (ڈان، 9 جون، صفحہ 5)

23 جون: بی آئی ایس پی اور سائٹ ایسوسی ایشن نے مفاہمت کی یادداشت پر دستخط کیے ہیں جس کے تحت بی آئی ایس پی سے فائدہ اٹھانے والوں کو پیشہ ورانہ تربیت فراہم کی جائیگی۔ معاہدے کے مطابق دونوں فریق پیشہ ورانہ تربیتی پروگرام پاس کرنے والوں کو روزگار کی فراہمی کے ذریعے غربت میں کمی کے لیے کام کریں گے اور صنعتوں کو تربیت یافتہ مزدور فراہم کریں گے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 24 جون، صفحہ 11)

24 جون: بی آئی ایس پی نے کورنگی ایسوسی ایشن، ڈائیوو پاکستان بس سروس اور دیگر تجارتی کمپنیوں کے ساتھ مفاہمت کی یادداشت پر دستخط کیے ہیں جس کے تحت بی آئی ایس پی سے مستفید ہونے والے تیرہ افراد کو ملٹی نیشنل فوڈ چین پیزاہٹ میں ملازمت فراہم کی گئی۔ (ڈان، 25 جون، صفحہ 5)

26 جون: بی آئی ایس پی کے چیئرمین انور بیگ اور منسٹر آف اسٹیٹ اینڈ فرنٹیئر ریجن ریٹائرڈ جنرل عبدلقادر بلوچ نے اجلاس میں فیصلہ کیا ہے کہ شمالی وزیرستان ایجنسی میں غربت کے تعین کے لیے سروے کیا جائے گا جو بدامنی کی وجہ سے نہیں کیا جاسکا تھا۔ چیئرمین نے ہدایت کی کہ سروے جلد مکمل کیا جائے

تا کہ مہاجرین کو جلد رقم کی فراہمی ممکن ہو سکے۔ (ڈان، 27 جون، صفحہ 5)

30 جون: ڈائریکٹر جنرل وسیلہ حق پروگرام جہانگیر عالم چوہان نے کہا ہے کہ بی آئی ایس پی کا وسیلہ حق پروگرام ادائیگیوں سے متعلق جاری چھان بین کی وجہ سے وقتی طور پر روک دیا گیا ہے۔ اس پروگرام کے ذریعے 50,000 میں سے 21,384 تربیت پانے والے نوجوانوں کو ماہانہ رقم اور 52 تربیت کاروں کو جون 2013 سے معاوضہ نہیں ملا ہے۔ باوجود اسکے بی آئی ایس پی کا بجٹ 70 بلین روپے سے بڑھا کر 97.15 بلین روپے کر دیا گیا ہے۔ (دی نیوز، 1 جولائی، صفحہ 20)

5 اگست: سوشل سیفٹی نیٹ کی کارکردگی بہتر بنانے کے لیے حکومت نے 10 ارکان پر مبنی ٹاسک فورس تشکیل دی ہے۔ غربت میں کمی لانے کے مقصد کو حاصل کرنے لیے انکم سپورٹ پروگرام اور بیت المال کو ضم کیا جا رہا ہے۔ (ڈان، 6 اگست، صفحہ 3)

زرعی قرضے:

27 جون: برطانوی ڈپارٹمنٹ فار ایگریکلچر 240 ملین روپے زرعی بینکاری میں جدت کو فروغ دینے کے اعتراف میں پاکستانی بینکوں کو فراہم کرے گا۔ (دی نیوز، 28 جون، صفحہ 17)

11 جولائی: حکومت نے سرکاری طور پر یہ قبول کیا ہے کہ ہاوس بلڈنگ فنانس کارپوریشن لمیٹڈ (HBFCL) کی طرح زرعی ترقیاتی بینک لمیٹڈ بھی SBP (ایس بی پی) سے لیے گئے قرضوں پر سود کی رقم ادا نہیں کر پا رہا ہے۔ اس حوالے سے گورنر اسٹیٹ بینک اشرف واتھرا نے وزیر خزانہ اسحاق ڈار سے ملاقات کے دوران بتایا کہ زرعی ترقیاتی بینک کو 93.2 بلین روپے اسٹیٹ بینک کو واپس کرنے ہیں۔ اس میں 54.5 بلین روپے اصل قرض اور 38.7 بلین روپے سود ہے۔ پچھلے 15 سالوں سے زرعی ترقیاتی بینک اسٹیٹ بینک کے ساتھ ایسے مسائل میں گرفتار ہے۔ (ڈان، 12 جولائی، صفحہ 10)

12 جولائی: گورنر اسٹیٹ بینک نے ایگریکلچرل کریڈٹ ایڈوائزری کمیٹی (ACAC) کے سالانہ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے تسلیم شدہ (شیڈولڈ) بینکوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ رواں مالی سال میں 500 بلین روپے کے زرعی قرضے فراہم کریں۔ 30 جون، 2014 تک 389 بلین روپے کے قرضے دیئے جا چکے ہیں جبکہ اس وقت تک کا ہدف 380 بلین روپے تھا۔ (ڈان،13 جولائی،صفحہ15)

14 جولائی: ایک مضمون کے مطابق ایس بی پی نے حال میں ورلڈ بینک کے ساتھ ایک نئی حکمت عملی شروع کی ہے جس کو نیشنل فنانشل انکلوژن اسٹراٹیجی (NFIS) کا نام دیا گیا ہے۔ یہ حکمت عملی قومی سطح پر تمام متعلقہ شعبوں کے لوگوں کا ایک پلیٹ فارم بنانے میں مدد دے گی۔ یہ پلیٹ فارم بات چیت اور صلح مشوروں سے مالی انکلوژن (شمولیت) کے لیے ضروری اصلاحات اور عملی اقدامات کریگا۔ غریبوں کی مالی شمولیت کی موجودہ صورت حال یہ ہے کہ 180 ملین افراد کے ملک میں صرف 36 ملین بینک اکاوئنٹ رکھتے ہیں اور بینکوں سے قرض لینے والوں کی تعداد صرف چھ ملین ہے۔ ورلڈ بینک نے سندھ حکومت کے لیے 100 ملین ڈالرز کے اپنے حالیہ قرضے میں اس بات کی شرط رکھی ہے کہ یہ قرضہ کسانوں کی حالت کو بہتر بنانے میں استعمال ہو لہٰذا بینک خدمات کو دیہی آبادی تک لے جانا پالیسی سازی کا حصہ بنتا جارہا ہے۔ (محی الدین عظیم، ڈان، 14 جولائی، صفحہ 2، بزنس اینڈ فنانس)

26 اگست: زرعی یونیورسٹی ٹنڈو جام کے وائس چانسلر ڈاکٹر مجیب الدین میمن نے یونیورسٹی سے سند یافتہ افراد کے لیے ایس بی پی کے ریجنل انٹرن شپ پروگرام کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسٹیٹ بینک کی امداد سے زرعی یونیورسٹی سے فارغ التحصیل طلبا مختلف بینکوں سے تین مہینے کی تربیت حاصل کریں گے جس کے بعد یہ طلبا زرعی شعبے سے تعلق رکھنے والوں کو اسٹیٹ بینک کے 500 ملین روپے زرعی قرضے حاصل کرنے کے طریقے اور فائدے کی آگاہی فراہم کریں گے۔ (ڈان، 27 اگست، صفحہ19)

غذائی تحفظ

8 مئی: کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی نے اعلان کیا ہے کہ ورلڈ فوڈ پروگرام (WFP) پاکستان میں 10 ملین ڈالرز کی 26,000 میٹرک ٹن گندم تقسیم کرے گا۔ یہ امداد ایک اہم وقت پر فراہم کی جارہی ہے جب فاٹا سے ایک ملین افراد بے گھر ہوگئے ہیں۔ اس منصوبے کے تحت WFP (ڈبلیو ایف پی) پاکستان کی غذائی امداد کے لیے 2013 سے 2015 تک کل 565 ملین ڈالرز فراہم کریگا۔ (دی نیوز، 9 مئی، صفحہ 7)

26 جون: آکسفیم اور PFF (پی ایف ایف) کی طرف سے خوراک اور موسمی تبدیلیوں کے حوالے سے شروع کی گئی مہم کے دوران آکسفیم کے مینجر شہباز بخاری نے کہا ہے کہ سندھ میں 71 فیصد سے زیادہ آبادی کو ضرورت کے مطابق خوراک میسر نہیں ہے حالانکہ صوبے میں تقریباً 14 ملین ایکڑ پر فصلیں کاشت کی جارہی ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 27 جون، صفحہ 15)

26 جون: لاہور میں معاشی ماہرین نے پاکستان کی پیداواری صلاحیت کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا ہے کہ دنیا میں پاکستان گھی پیدا کرنے والا سب سے بڑا، چنے پیدا کرنے والا دوسرا، کپاس، گنا اور خوبانی پیدا کرنے والا تیسرا، دودھ اور پیاز پیدا کرنے والا چوتھا، کھجور پیدا کرنے وال چھٹا، آم پیدا کرنے والا ساتواں، نارنگی، سنگترے، کنو اور چاول پیدا کرنے والا آٹھواں گندم پیدا کرنے والا نواں، بڑا ملک ہے اس کے باوجود اب تک ملک کو اکثر ان اجناس کی قلت کا سامنا ہے کیونکہ بیوروکریسی کی ناجائز منافع خوروں، ذخیرہ اندوزوں، اسمگلروں پر کوئی گرفت نہیں ہے۔ (دی نیوز، 27 جون، صفحہ 17)

29 جون: ورلڈ بینک کی رپورٹ ورلڈ ڈیولپمنٹ انڈیکیٹر 2014 (World Development Indicator) کے مطابق پاکستان کی کل آبادی کے 48 فیصد کو نکاسی آب کی سہولیات حاصل نہیں اور تقریباً 40 فیصد پانچ سال سے کم عمر بچے غذائی کمی اور وزن میں کمی کا شکار ہیں۔ (دی نیوز، 30 جون، صفحہ 3)

26 جولائی: ڈبلیو ایف پی کے ترجمان امجد جمال نے کہا ہے کہ پاکستان میں 2011 میں کیے گئے سروے نے حاملہ عورتوں اور دودھ پلانے والی ماؤں میں مائیکرو نیوٹرنٹس (بنیادی غذائی اجزاء) کی کمی کی صورتحال واضح کردی ہے۔ رپورٹ کے مطابق 52.1 فیصد عورتیں خون کی کمی، 37 فیصد فولاد، 46 فیصد وٹامن A، 47.6 فیصد زنک اور 68.9 فیصد وٹامن ڈی کی کمی کا شکار ہیں۔ (دی نیوز، 27 جولائی، صفحہ 8)

18 اگست: ایک مضمون میں امریکی محکمہ زراعت اور معاشی تحقیقی سروس رپورٹ کا حوالہ دے کر کہا گیا ہے کہ پاکستانی اپنی آمدنی کا 47.7 فیصد صرف خوراک پر خرچ کرتے ہیں جو دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ امریکی صرف 6.6 فیصد اور بھارتی 25.20 فیصد غذائی ضرورت پر خرچ کرتے ہیں۔ یہ بات ثابت کرتی ہے کہ پاکستانیوں کے پاس دیگر اخراجات کے لیے ہاتھ میں کچھ پیسے نہیں رہتے۔ یہ صورت حال کئی دہائیوں سے چل رہی ہے اور اس کی شروعات سبز انقلاب کے ذریعے صنعتی زراعت سے ہوئی۔ مضمون میں بتایا گیا ہے کہ لوگ تین طریقے سے متاثر ہورہے ہیں۔ کم فی کس آمدنی، کھانے کی اشیاء کی قیمت میں اضافہ اور حکومت کی غذائی اشیاء کو کم قیمت پر فراہم کرنے میں ناکامی۔ (احمد فراز خان، ڈان، 18 اگست، صفحہ 4)

27 اگست: حیدرآباد میں پیپلز نیٹ ورک آن فوڈ اینڈ ایگریکلچر کے اجلاس میں شرکا نے سندھ حکومت سے کہا ہے کہ وہ خوراک اور زراعت پر موثر پالیسی ترتیب دے۔ آکسفیم کے شہباز بخاری نے نیشنل نیوٹریشن سروے آف پاکستان، 2011 کے حوالے سے مسئلے کی سنگینی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر غذائی عدم تحفظ کی تین اقسام، کم خوراک، بھوک اور شدید بھوک کو اکھٹا کیا جائے تو سندھ کی 72 فیصد آبادی کسی نہ کسی درجے پر غذائی عدم تحفظ کا شکار ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 28 اگست، صفحہ 14)

- رمضان پیکیج / یوٹیلیٹی اسٹورز کارپوریشن

16 مئی: اسلام آباد میں کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی کی صدارت کرتے ہوئے وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے کہا ہے کہ حکومت نے رمضان کے مہینے میں کھانے پینے کی بنیادی اشیاء پر 20 بلین روپے زرتلافی کی

منظوری دیدی ہے جس کے تحت 17 اشیائے خورد و نوش کم قیمتوں پر یوٹیلیٹی اسٹورز پر دستیاب ہونگی۔ 120,000 ہزار ٹن آٹا چھے روپے فی کلو، 8,000 ٹن گھی دس روپے فی کلو، چائے کی پتی پچاس روپے فی کلواور دال چنا دس روپے فی کلوکم پر دستیاب ہونگی۔ (ڈان، 17 مئی، صفحہ 3)

12 جون: پاکستان پیپلز پارٹی پنجاب کے صدر منظور وٹو نے کہا ہے کہ حکومت کا رمضان پیکج غریبوں کو امداد فراہم نہیں کرسکتا چونکہ یہ منصوبہ تمام شہریوں کے لیے ہے قطع نظر اس کے کہ وہ مستحق ہیں یا نہیں۔ زرتلافی خالصتاً غریبوں کوملنی چاہیے جوحکومت کے ایک سالہ دورحکومت میں خوردنی اشیاء کی قیمتوں میں اضافے سے شدید متاثر ہوئے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 13 جون، صفحہ 5)

1 جولائی: سپریم کورٹ کے جج جواد ایس خواجہ کی سربراہی میں تین رکنی بینچ نے آٹے کی بڑھتی ہوئی قیمت پر جماعت اسلامی کے سیکریٹری جنرل لیاقت بلوچ کی دائر کردہ درخواست کی سماعت کے دوران کہا کہ تعجب ہے کہ بلوچستان میں 2009 سے غذائی اشیاء پر زرتلافی نہیں دی جارہی ہے اور کوئٹہ کے باہر کوئی بھی فیئر پرائس دکان نہیں ہے جہاں سے غریبوں کو سستا آٹا مل سکے۔ (ڈان، 2 جولائی، صفحہ 1)

3 جولائی: ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان (TCP) نے چھ چینی کی ملوں کے خلاف قانونی کارروائی شروع کردی ہے۔ کارپوریشن کے چیئرمین رضوان احمد نے بتایا کہ 14-2013 میں TCP (ٹی سی پی) نے مقامی چینی کی کمپنیوں سے 411,855 میٹرک ٹن چینی حاصل کرنے کے لیے ٹینڈرز جاری کیے تھے۔ یہ چینی یوٹیلیٹی اسٹورز کو فراہم کی جانی تھی تا کہ عوام کو سستی چینی میسر ہوسکے۔ قیمت کے فرق کو وفاقی حکومت نے خود ادا کردیا تھا لیکن کچھ ملوں نے یوٹیلیٹی اسٹورز کو چینی فراہم نہیں کی۔ (ڈان، 4 جولائی، صفحہ 10)

17 جولائی: خیبر پختون خواہ حکومت صوبے کے غریب ترین افراد کے لیے آٹے اور گھی کی سستے دام پر فراہمی کے لیے منصوبہ بنارہی ہے۔ منصوبے کا آغاز صوبائی حکومت کی جانب سے 22 جولائی سے کیے

جانے کا امکان ہے۔ اس مقصد کے لیے صوبائی بجٹ میں 7 بلین روپے مختص کیے گئے ہیں۔ (ڈان، 18 جولائی، صفحہ 8)

24 جولائی: وزیر اعلیٰ سندھ قائم علی شاہ نے ایڈیشنل چیف سیکرٹری کی سربراہی میں سندھ میں غریبوں کو سستی گندم کی فراہمی کے لیے زرتلافی دینے کے عمل کو شفاف اور موثر بنانے کے لیے پانچ رکنی کمیٹی تشکیل دی ہے جس میں سیکرٹری خوراک، سیکرٹری خزانہ، سیکرٹری زراعت بھی شامل ہونگے۔ (دی نیوز، 24 جولائی، صفحہ 20)

5 اگست: ایک اخباری خبر کے مطابق رمضان پیکیج کے تحت گندم کی ترسیل اور زرتلافی دونوں میں 2009 سے کمی لائی جارہی ہے۔ 2009 میں حکومت نے 399,000 ٹن گندم رمضان پیکیج کے تحت آٹا ملوں کو فراہم کیا جس کے لیے حکومت نے 8.43 بلین روپے خرچ کیے جبکہ اس سال 80,000 ٹن سرکاری گندم ملوں کو فراہم کیا گیا جس پر 1.8 بلین روپے خرچ کیے گئے۔ (احمد فراز خان، ڈان، 5 اگست، صفحہ 5)

15 اگست: سپریم کورٹ کی ہدایت پر عمل کرنے کے لیے سندھ حکومت آٹھ ملین غریب لوگوں کو تین بلین روپے کی نقد مراعات دینے پر غور کر رہی ہے۔ یہ مراعات گندم پر 4.6 بلین روپے کی زرتلافی کے علاوہ ہوگی۔ (ڈان، 16 اگست، صفحہ 18)

31 اگست: یوٹیلیٹی اسٹورز کارپوریشن (USC) نے چینی کی قیمتوں میں 13 روپے فی کلو کا اضافہ کر دیا ہے۔ یوٹیلیٹی اسٹورز پر چینی کی قیمت 47 روپے فی کلو سے بڑھ کر 60 روپے فی کلو ہوگئی ہے۔ (دی نیوز، 1 ستمبر، صفحہ 5)

IV۔ غذائی اور نقد آور فصلیں

23 جون: ایک مضمون کے مطابق پاکستان میں گزشتہ چار سالوں کے دوران زیر کاشت رقبہ میں 1.45

ملین ہیکٹرز کمی ہوئی ہے۔ حکام کی اس رجحان کو ختم کرنے کے لیے کوششیں ناکافی ہیں۔ یہ رجحان نہ صرف زراعت کو متاثر کرے گا بلکہ آبادی کے توازن کو بھی بگاڑ دے گا۔ 2009 میں مختلف فصلوں میں زیرکاشت کل رقبہ تقریباً 24.01 ملین ایکڑ تھا جو متواتر کم ہوکر 2013 میں 22.56 ملین ہیکٹرز ہوگیا ہے۔ (محی الدین عظیم، ڈان، 23 جون، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

غذائی فصلیں

- گندم

پیداوار:

26 مئی: ایک مضمون کے مطابق پاکستان کی چار اہم فصلوں کپاس، گندم، چاول اور چینی کی پیداوار پچھلے سال کی نسبت اچھی ہوئی ہے۔ پچھلے سال کپاس 12.916 گانٹھیں گندم 24.20 ملین ٹن، چاول 6.45 ملین ٹن اور چینی کی پیداوار پانچ ملین ٹن تھی جبکہ سال 2014 میں کپاس کی پیداوار 13.392 گانٹھیں، گندم 25.24 ملین ٹن، چاول 6.60 ملین ٹن اور چینی 5.3 ملین ٹن پیدا ہوئی ہے۔ (محی الدین عظیم، ڈان، 26 مئی، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

خریداری:

10 مئی: محکمہ خوراک پنجاب نے گندم کی خریداری کے مقرر کیے گئے ہدف 3.5 ملین ٹن میں سے 2.2 ملین ٹن گندم خرید لی ہے۔ (ڈان، 11 مئی، صفحہ 2)

11 مئی: بلوچستان کے وزیر خوراک میر اظہار حسین نے کہا ہے کہ غیر قانونی طور پر گندم بلوچستان سے باہر لے جانے والوں اور ذخیرہ اندوزوں کے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جائے گی۔ صوبے میں گندم پیدا کرنے والے تین اضلاع سے اب تک 300,000 بوریوں کی خریداری مکمل ہوگئی ہے۔ وزیر خوراک نے کاشتکاروں سے کہا کہ وہ گندم خریداری کے مراکز میں لاکر فروخت کریں اور نقد قیمت حاصل کریں۔

(ڈان،12 مئی،صفحہ15)

امدادی قیمت:

3 مئی: وفاقی وزیر برائے قومی غذائی تحفظ وتحقیق سکندر حیات بوسن نے کہا ہے کہ گندم کی امدادی قیمتوں کا مسئلہ مشترکہ مفادات کونسل کی اگلی اجلاس میں اٹھایا جائیگا۔ ملتان میں میڈیا سے بات کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ سندھ اور پنجاب میں گندم کی قیمتوں میں فرق تھا۔ گندم کی قیمتیں عموماً بوائی کے وقت اکتوبر اور نومبر میں طے کی جاتی تھیں اس کے برعکس سندھ حکومت نے اس سال کٹائی کے وقت قیمتوں کا اعلان کیا تھا۔ (ڈان، 4 مئی،صفحہ10)

19 مئی: حکومت بلوچستان نے گندم کی امدادی قیمت 1,200 روپے سے بڑھا کر 1,250 فی من کردی ہے مگر خدشہ ہے کہ وہ کاشتکار جو پہلے فی من 1,200 روپے کے حساب سے فروخت کر چکے ہیں اضافی پیسوں کا مطالبہ کریں گے۔ حکومت بلوچستان نے کے پی کے اور سندھ کو گندم کی اسمگلنگ روکنے کے لیے یہ قدم اٹھایا ہے۔ (ڈان،20 مئی،صفحہ5)

20 مئی: سپریم کورٹ نے حکم جاری کردیا ہے کہ صوبہ پنجاب سے غیر قانونی طور پر گندم کے پی کے لے جانے پر پابندی عائد کر دی جائے۔ یہ بھی بتایا گیا کہ کے پی کے کل 0.450 ملین ٹن گندم جون 2014 تک وصول کریگا۔ (ڈان، 21 مئی،صفحہ5)

21 مئی: وزیراعلیٰ کے پی کے پرویز خٹک نے وزیراعظم کو ایک خط میں لکھا ہے کہ صوبہ پنجاب سے کے پی کے گندم کی ترسیل پر عائد پابندی ختم کی جائے۔ پاکستان کا آئین صوبوں کے درمیان کھلی تجارت کی اجازت دیتا ہے۔ (ڈان،22 مئی،صفحہ7)

30 مئی: پاکستان ایگریکلچر اسٹوریج اینڈ سروسز کارپوریشن (PASSCO) کے حکام کا کہنا ہے کہ ادارہ اس سال گندم کی خریداری کے مقرر کردہ ہدف 1.6 ملین ٹن حاصل کرنے میں اب تک ناکام رہا ہے۔ ادارے نے ہدف حاصل کرنے کے لیے سندھ اور بلوچستان کے کاشتکاروں سے مقرر شدہ قیمت 1,200 روپے فی من کے حساب سے گندم خریدنے کا سلسلہ اپریل کے آخر میں شروع کیا تھا لیکن ابھی تک صرف 0.895 ملین ٹن گندم خریدی گئی ہے۔ خریداری کی مہم کو 30 جون تک بڑھا دیا گیا ہے۔ سندھ اور بلوچستان میں حکومتیں کسانوں سے 1,250 روپے فی من کے حساب سے گندم خرید رہی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 31 مئی، صفحہ11)

9 جون: ایڈیشنل ایڈوکیٹ جنرل پنجاب رزاق اے مرزا نے سپریم کورٹ کو بتایا کہ حکومت پنجاب کی طرف سے کے پی کے اور دیگر صوبوں کو گندم کی نقل وحمل پر عائد پابندی اٹھا لی گئی ہے۔ جماعت اسلامی کے لیاقت بلوچ نے پنجاب حکومت کی طرف سے عائد پابندی کے خلاف درخواست دائر کی تھی۔ (ڈان، 10 جون، صفحہ3)

17 جون: قومی احتساب بیورو بلوچستان نے محکمہ خوراک کے دو افسران کے خلاف 2012 میں ڈیرہ مراد جمالی کے گودام سے مبینہ طور پر لاکھوں روپے مالیت کی گندم کی 26,162 بوریوں کی چوری کا مقدمہ درج کیا ہے۔ اس کے علاوہ ساریب گودام کوئٹہ سے بھی 85,000 گندم کی بوریوں کی چوری میں ملوث محکمہ خوراک کے افسران کو گرفتار کیا ہے جن کے خلاف تحقیقات جاری ہیں۔ ڈائریکٹر جنرل احتساب بیورو بلوچستان نے اعتراف کیا ہے کہ حکومت کی تبدیلی کے باوجود مختلف محکموں میں کرپشن جاری ہے۔ (ڈان، 18 جون، صفحہ5)

آٹے کی قیمت:

5 مئی: ملک میں سب سے مہنگا آٹا کراچی میں فروخت ہوتا ہے۔ فلور ملز کے مطابق پنجاب میں 100

کلو گندم 3,000 روپے میں اور آٹا فی کلو 35 روپے میں دستیاب ہے۔ جبکہ کراچی میں 100 کلو گندم 3,450 روپے میں فروخت ہوتی ہے۔ پاکستان فلور ملز ایسوسی ایشن کے چیئرمین یوسف کا کہنا ہے سندھ کے چار اضلاع سے گندم کراچی آتی ہے مگر مانگ زیادہ اور فراہمی کم ہونے کی بنا پر قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔ (ڈان، 6 مئی، صفحہ 19)

13 مئی: سپریم کورٹ کے جسٹس جواد خواجہ نے جماعت اسلامی کی درخواست پر سماعت کے دوران کہا ہے کہ عوام کو خوراک مہیا کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے، حکومت قیمتیں بڑھانے کے لیے مصنوعی قلت پیدا کر رہی ہے اور آٹا غیر قانونی طور پر افغانستان اور ایران بھیجا جارہا ہے۔ (دی نیوز، 14 مئی، صفحہ 1)

23 مئی: آٹا ملوں نے دس کلو آٹے کی قیمت کم کر کے 394 سے 385 روپے کردی ہے۔ جس کے بعد 50 کلو تھیلے کی قیمت 2,150 سے کم کر کے 2,100 روپے ہوگئی ہے۔ (ڈان، 24 مئی، صفحہ 10)

24 جون: آٹے کی قیمت بڑھنے سے متعلق کیس میں حکومت نے سپریم کورٹ میں رپورٹ جمع کرادی ہے جس کے مطابق حکومت سی سی آئی میں صوبوں کی مشاورت سے نچلی سطح پر قیمتوں کی سخت نگرانی کا نظام قائم کرے گی جس کے لیے حالیہ فیصلے کے تحت ایگزیکٹو مجسٹریٹ سسٹم بحال کیا جائے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 25 جون، صفحہ 3)

8 جولائی: پاکستان فلور ملز ایسوسی ایشن (سندھ زون) نے آٹے کی قیمت میں 1.50 روپے فی کلو اضافے کا فیصلہ کیا ہے۔ اضافے کے بعد فی کلو آٹے کی قیمت 39.50 روپے فی کلوگرام ہوجائے گی۔ (دی نیوز، 9 جولائی، صفحہ 15)

9 جولائی: پاکستان فلور ملز ایسوسی ایشن (سندھ زون) نے کمشنر کراچی پر واضح کیا ہے کہ آٹے کی قیمت

میں اضافے کا اطلاق ملوں کی جانب سے بچت بازاروں کو دیئے جانے والے آٹے پر نہیں ہوگا۔ (دی نیوز، 10 جولائی، صفحہ 15)

27 اگست: چیئرمین پاکستان فلور ملز ایسوسی ایشن خیبر پختون خواہ انیس اشرف نے پشاور میں ایسوسی ایشن کے اجلاس میں کہا ہے کہ پشاور الیکٹرک سپلائی کمپنی (PESCO) نے ٹیکس اور ایندھن کی قیمتوں میں رد و بدل (فیول ایڈجسٹمنٹ چارجز) کے تحت اتنا اضافہ کردیا ہے کہ آٹے کی 20 کلو کی بوری پر قیمت 30 روپے بڑھ گئی ہے۔ انھوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت بجلی کے بلوں پر سے فیول ایڈجسٹمنٹ اور سیلز ٹیکس کا خاتمہ کرے۔ (دی نیوز، 28 اگست، صفحہ 3)

- چاول

8 جون: سندھ کے بڑے کاشتکار صوبہ میں چاول کی کاشت کو ترجیح دے رہے ہیں جس کی وجہ ہائبرڈ بیج سے حاصل ہونے والی زیادہ پیداوار اور تیزی سے ہونے والی موسمی تبدیلیاں ہیں۔ موسمی تبدیلی دوسری فصلوں کے مقابلے میں کپاس کے لیے انتہائی نقصان دہ ہوتی ہے، خشک فصل ہونے کی وجہ سے کپاس بارشیں اور سیلاب برداشت نہیں کر پاتی جبکہ چاول اور گنے کی فصل بڑے حادثات میں بھی کھڑی رہتی ہے۔ (ڈان، 9 جون، صفحہ 4)

12 جون: کمشنر سکھر محمد عباس بلوچ نے تعلقہ ایڈمنسٹریٹر، پولیس اور آبپاشی حکام کو ہدایت کی ہے کہ وہ غیر قانونی طور پر کاشت کی گئی دھان کی فصل کو جلد ضائع کردیں۔ تفصیلات کے مطابق دریائے سندھ کے دائیں کنارے جہاں چاول کی کاشت پر پابندی ہے، قانون کے مطابق جلد اسے تلف کردیا جائے گا۔ (ڈان، 13 جون، صفحہ 19)

12 جون: PASSCO (پاسکو) دوملین کلوگرام چاول کی فروخت کے لیے دوبارہ ٹینڈر جاری کرے گا۔

جنرل منیجر پاسکو بریگیڈیر ریٹائرڈ راشد محمود کے مطابق پاسکو نے 2008-9 میں کھلی منڈی سے 400 ٹن چاول وفاقی حکومت کی ہدایت پر کسانوں کو نقصان سے بچانے اور قیمت کو مستحکم رکھنے کے لیے خریدا تھا۔ جس میں سے 200 ٹن چاول پاسکو نے 75 روپے فی کلوگرام کے حساب سے فروخت کردیا تھا جبکہ پچھلے ہفتے دیئے گئے ٹینڈر میں زیادہ سے زیادہ 45 روپے فی کلو کی بولی موصول ہوئی۔ اندیشہ ہے کہ پاسکو کو اس مد میں لاکھوں روپے کا نقصان ہوسکتا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 13 جون، صفحہ 11)

19 اگست: ایک مضمون کے مطابق پاکستان کی سپلائی چین کمپنی ای ٹو ای (E2E) نے ایک مشترکہ منصوبے کے ذریعے پاکستان میں پہلی بار چاول کی بھوسی (bran) سے تیل نکالنے کا تجربہ کیا ہے۔ اس منصوبے کے تحت نومبر 2014 سے تیل نکالنے کا کام شروع ہو جائے گا جو ماہرین امراض قلب کے مطابق دنیا کا سب سے صحت مند تیل ہوتا ہے۔ چاول کی بھوسی سے حاصل کیے گئے تیل کی فی لٹر قیمت مکئی کے تیل کے برابر ہوتی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 20 اگست، صفحہ 10)

30 اگست: کروپ مانیٹرنگ کے محکمہ کے جاری کردہ اعداد وشمار کے مطابق سندھ میں چاول کی بوائی 800,000 تک ہونے کا امکان ہے جبکہ ہدف 700,000 ہیکٹرز کا ہے۔ پچھلے سال 745,000 ہیکٹرز پر چاول کاشت ہوا تھا جس سے 2,570,025 ٹن پیداوار حاصل ہوئی۔ اس سال پیداوار میں 15 سے 20 فیصد اضافے کی توقع ہے۔ (ڈان، 31 اگست، صفحہ 10)

- دالیں

21 جولائی: اکنامک سروے آف پاکستان سے موصول ہونے والے اعداد و شمار کے مطابق اس سال رمضان میں دالوں اور اجناس کی قیمتوں میں بہت زیادہ اضافہ ریکارڈ کیا گیا جس کی وجہ دالوں کی پیداوار میں کمی ہے جو پچھلے سال 751,000 ٹن سے کم ہوکر 475,000 ٹن ہوگئی۔ (محی الدین عظیم، ڈان، 21 جولائی، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

21 جولائی: ایک مضمون کے مطابق ایس بی پی نے اپنی تیسری سہ ماہی رپورٹ 2014 میں کہا ہے کہ کم اہمیت کی فصلوں (minor crops) کی پیداوار میں 35 فیصد کی آئی ہے جو پچھلے سال 6.5 فیصد پر تھی، جبکہ زرعی ترقی کی شرح 2.9 فیصد ہدف کے مقابلے 2.1 فیصد پر آگئی ہے۔ اگر دالوں کی پیداوار جو غریبوں کی غذا سمجھی جاتی ہے، میں اتنی تیزی سے کمی ہوتی رہی تو پاکستان میں غریبوں کو غذائی کمی سے بچانے کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ (احمد فراز خان، ڈان، 21 جولائی، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

22 جولائی: اسسٹنٹ ڈائریکٹر ایگریکلچر انفارمیشن نوید عظمت نے کسانوں سے ملاقات میں کہا ہے کہ پنجاب غذائی تحفظ بڑھانے اور درآمدی بل کم کرنے کے لیے سبزیوں اور دالوں کی پیداوار بڑھائے گا جس کے لیے 558.87 ملین روپے خرچ کیے جائیں گے۔ دالوں کا منصوبہ اس لیے شروع کیا گیا کہ عموماً کسان دالوں کی کاشت کو اہمیت نہیں دیتے یا اس کی کاشت کے لیے معمولی زمین کا انتخاب کرتے ہیں۔ سبزیوں کے پیداواری منصوبے میں دیگر سبزیوں کے مقابلے میں آلو، لہسن، ٹماٹر اور مرچ کی پیداوار بڑھانے پر توجہ دی جائے گی۔ (ڈان، 23 جولائی، صفحہ 10)

- گنا

چینی:

31 مئی: پاکستان شوگر ملز ایسوسی ایشن (PSMA) کے سابق چیئرمین کے مطابق نومبر 2013 سے اپریل 2014 تک 5.45 ملین ٹن چینی کی پیداوار ہوئی۔ چینی کی کل پیداوار کا تقریباً 70 فیصد جوس، اسکواش، سیرپ، سافٹ ڈرنکس، بسکٹ اور کنفیکشنری میں استعمال ہوتا ہے۔ تیارکنندگان کے اعداد و شمار کے مطابق ملک میں سافٹ ڈرنکس کی تیاری جو 12-2011 میں 1.6 بلین لٹرز تھی بڑھ کر 1.75 بلین لٹرز ہوگئی ہے۔ 12-2011 میں جوس، اسکواش، سیرپ کی پیداوار 214 ملین لٹرز سے بڑھ کر 13-2012 میں 238 ملین لٹر ہوگئی۔ (ڈان، 1 جون، صفحہ 10)

26 جون: چینی کی قیمت جو جون کے شروع میں 5,140 سے 5,150 روپے فی 100 کلوگرام تھی بڑھ کر 5,350 سے 5,370 روپے فی 100 کلوگرام ہوگئی ہے۔ مل مالکان کے مطابق چینی کی ایکس مل پرائس میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا تاہم ڈیلرز چینی کی تیزی سے خریداری میں ملوث ہیں جس کی وجہ سے قیمت بڑھی۔ (دی نیوز، 27 جون، صفحہ 15)

- پھل اور سبزی

آم:

12 مئی: اس سال طوفان کی وجہ سے سندھ کے زیریں علاقوں میں آم کی فصل کو کافی نقصان پہنچا ہے جس کی وجہ سے پیداوار کم ہونے کا خدشہ ہے۔ متاثرہ علاقوں میں ٹنڈو الہ یار، مٹیاری، میرپور خاص اور عمر کوٹ شامل ہیں۔ نواب شاہ میں بھی فصل کو جزوی نقصان پہنچا ہے۔ مقامی کاشتکار کے مطابق کاشتکاروں کا 20 سے 25 فیصد نقصان ہوا ہے۔ پاکستان سالانہ 1.7 سے 1.8 ملین ٹن آم برآمد کرتا ہے۔ جس میں 35 فیصد حصہ صوبہ سندھ کا ہے۔ (دی نیوز، 13 مئی، صفحہ 19)

21 مئی: پنجاب میں آم کے کاشتکاروں کا کہنا ہے کہ اس سال بجلی کی غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے آم کی پیداوار میں 25 سے 30 فیصد کمی ہوگی کیونکہ ٹیوب ویل چلانے کے لیے بجلی کی ضرورت ہوتی ہے۔ پورے ملک میں تقریباً 200,000 ٹیوب ویل بجلی پر چلتے ہیں۔ (دی نیوز، 22 مئی، صفحہ 3)

12 جون: میرپور خاص میں 49 ویں نیشنل مینگو اینڈ سمر فروٹ فیسٹول 2014 کا انعقاد کیا گیا۔ میلہ ہر سال سندھ ہورٹی کلچر ریسرچ انسٹیٹیوٹ میرپورخاص کی جانب سے منعقد کیا جاتا ہے۔ میلے میں اکثر کاشتکاروں نے بتایا کہ وہ مختلف قسم کے کیڑوں اور بیماریوں سے پریشان ہیں جو آم کی فصل کو سخت نقصان پہنچاتے ہیں۔ (ڈان، 13 جون، صفحہ 16)

23 جون: محکمہ برائے زراعت اور ضلعی حکومت رحیم یار خان کی جانب سے چار دن سے جاری ''مینگو شو'' کی اختتامی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے پارلیمانی سیکرٹری میاں امتیاز احمد نے کہا ہے کہ رحیم یار خان جہاں سے ملکی پیداوار کا 22 فیصد آم آتا ہے، میں سردخانہ اور صنعتی زون قائم کیے جائیں گے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 24 جون، صفحہ 5)

27 جون: آم کے کاشتکار، محقق اور ماہرین نے سندھ میں آم کے باغات کی تیزی سے کمی پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ فصل سے پہلے اور بعد کے انتظامی معاملات کے عنوان پر دو روزہ ورکشاپ میں کسانوں نے بتایا کہ انہیں مکھی کے حملے، پانی کی کمی اور باغات کے انتظامی معاملات میں دشواری کا سامنا ہے اور وہ اپنی روزی سے محروم ہورہے ہیں۔ (دی نیوز، 28 جون، صفحہ 15)

کھجور:

1 جون: سندھ میں کھجور کے کاشتکار وقت سے پہلے پھل گر جانے سے پریشان ہیں۔ انجمن تاجران کھجور کے بشیر آرائیں نے بتایا کہ کھجور کی فصل کو بڑے پیمانے پر نقصان ہوا ہے۔ زرعی یونیورسٹی ٹنڈوجام کے ماہرین نے اس حوالے سے خیرپور کا دورہ کرکے متاثرہ باغات کا سروے کیا ہے۔ پلانٹ پیتھالوجسٹ ڈاکٹر عثمان کے مطابق سردی کا دورانیہ بڑھنے اور درختوں میں کیڑا لگنے کی وجہ سے پھل گر جاتا ہے اور درختوں کے سکڑنے کی وجہ ایک مخصوص پھپھوندی فوسیریم سولانی (Fusarium solani) ہے۔ (ڈان، 2 جون، صفحہ 4)

اسٹرابری:

22 جون: پاکستان نژاد امریکی تاجر ذولفقار مومن نے گلگت بلتستان میں دس لاکھ روپے کی لاگت سے ساٹھ ہزار امریکی اسٹرابری کے پودے درآمد کرکے باغبانی کا آغاز کیا ہے۔ مقامی کسانوں کو تجربہ نہ ہونے کی بناء پر موافق موسم ہونے کے باوجود دس سے پندرہ ہزار پودے بڑھ نہ سکے۔ تمام تر مشکلات

کے باوجود کاشتکار پر امید ہیں کہ جولائی کے پہلے ہفتے میں کیلی فورنیا اسٹرابری مقامی منڈی میں دستیاب ہوگی۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 23 جون، صفحہ 10)

کیلا:

10 جون: موسمی تبدیلیاں سندھ میں کیلے کے کاشتکاروں کو دوسری فصلیں لگانے پر مجبور کررہی ہیں۔ فصل، زمین اور اس کی بیماریوں کے ماہر پروفیسر قاضی سلیمان میمن کے مطابق ہمیں موسم کی شدت کا سامنا ہے جیسے کہ پچھلے سال کی سردی جس نے کیلے کے باغات اجاڑ دیئے تھے۔ کاشتکار اب حالیہ گرمی کی لہر سے پریشان ہیں جو کیلے کی فصل کے لیے فائدہ مند نہیں۔ زرعی یونیورسٹی ٹنڈوجام نے یو ایس ایڈ کے تعاون سے کیلے کے کاشتکاروں کی تربیت کے لیے ورکشاپ کا انعقاد بھی کیا۔ (دی نیوز، 11 جون، صفحہ 15)

آلو:

4 جولائی: قومی سطح پر قیمتوں کی نگراں کمیٹی (نیشنل پرائس مانیٹرنگ کمیٹی) نے اسلام آباد میں ایک اجلاس میں اس بات پر حیرت کا اظہار کیا کہ درآمدی محصول ختم ہونے کے باوجود آلو اور ٹماٹر کی قیمت میں اضافہ ہورہا ہے۔ وزیرخزانہ اسحاق ڈار نے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے کہا کہ حکومت روز مرہ استعمال کی اشیاء کی قیمتوں کو قابو کرنے کی پابند ہے اور اس کے لیے صوبائی حکومتیں دیگر متعلقہ شعبوں کے ساتھ مل کر منافع خوری اور اجارہ داری کا خاتمہ کریں گی۔ (ڈان، 5 جولائی، صفحہ 10)

7 جولائی: آلو کی بغیر محصول درآمد اور برآمدات پر 25 فیصد محصول عائد کرنے کے حکومتی فیصلے سے آلو کی قیمت میں خاطر خواہ کمی نہیں آئی ہے۔ حکومت نے 2 مئی کو آلو کی برآمد پر 25 فیصد محصول عائد کی تھی اور 5 مئی سے 31 جولائی تک 200,000 ٹن تک آلو کی ڈیوٹی فری درآمد کی اجازت دی تھی۔ حکومت کے کیے گئے فیصلے میں تاخیر کی وجہ سے پہلے ہی 500,000 ٹن مقامی آلو افغانستان اور ایران غیر قانونی طور سے بھیج دیا گیا اور بھارتی چینی اور بنگلہ دیشی آلو ہماری منڈی پر چھا گئے ہیں۔ (ڈان، 8 جولائی، صفحہ 10)

ٹماٹر:

2 جون: سکھر میں ٹماٹر کی فصل تو پھل پھول رہی ہے مگر کاشتکاروں کو پیداوار سے مستحکم آمدنی نہیں ہوتی۔ کاشتکاروں کے مطابق اگر انہیں ٹماٹر کے لیے سرد خانہ میسر ہوتو نہ صرف انہیں فصل کا اچھا معاوضہ مل سکتا ہے بلکہ صارفین کو بھی سارا سال مناسب قیمت پر ٹماٹر دستیاب ہونگے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 3 جون، صفحہ 10)

نقدآور فصلیں

- کپاس

3 مئی: اس سال 13.39 ملین گانٹھیں کپاس کی پیداوار ہوئی جو پچھلے سال 12.195 ملین گانٹھیں تھی۔ اس سال حکومت کا ہدف 14 ملین گانٹھوں کا تھا مگر پنجاب میں شدید بارشوں اور سندھ کے زیریں علاقوں میں کیڑوں کے حملوں کی وجہ سے ہدف حاصل نہیں ہوسکا۔ (ڈان، 4 مئی، صفحہ 10)

24 جون: آل پاکستان ٹیکسٹائل ملز ایسوسی ایشن (APTMA) برآمد کے لیے ترقیاتی فنڈ (ایکسپورٹ ڈیولپمنٹ فنڈ) کے ایک پروگرام بیٹر کاٹن انیشی ایٹو (BCI) کی مالی امداد کی تجویز پر غور کررہی ہے۔ APTMA (اپٹما) پنجاب کے قائم مقام چیئرمین سید علی احسن نے بتایا کہ BCI (بی سی آئی) کا مقصد عالمی طور پر کپاس کی کاشت کے ماحولیاتی اور سماجی اثرات کی بہتر پیائش کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ اپٹما پچھلے چار سال سے بی سی آئی کی اسٹیئرنگ کمیٹی کے بانی ارکان میں ہے۔ بی سی آئی کی کوششوں سے کسانوں نے پانی 20 فیصد، کیڑے مار ادویات کا استعمال 50 فیصد اور یوریا کا استعمال 33 فیصد کم کر دیا ہے۔ (ڈان، 25 جون، صفحہ 10)

28 جولائی: پنجاب میں کپاس کی بوائی پچھلے سال 5.4 ملین ایکڑ کے مقابلے میں اس سال 5.6 ملین ایکڑ ہوگئی ہے۔ دو لاکھ ایکڑ کا اضافہ پیداواری ہدف کے قریب پہنچنے میں معاون ثابت ہوگا۔ جبکہ کسی بھی

علاقے میں اب تک فصل میں کسی قسم کی بیماری نہیں ہوئی ہے جس کی وجہ سے کپاس کی پیداوار 30 سے 40 فیصد بڑھ سکتی ہے۔ (احمد فراز خان، ڈان، 28 جولائی، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

2 اگست: عالمی منڈی میں کپاس کی طلب میں کمی کی وجہ سے پاکستان میں کپاس کی قیمت کی کم سے کم سطح 5,300 سے 5,250 روپے فی من پر آگئی۔ عالمی منڈی میں کپاس کی طلب کی کمی کی وجہ چین کی طرف سے کپاس کی نئی خریداری نہ کرنا ہے۔ (دی نیوز، 3 اگست، صفحہ 15)

9 اگست: جنوبی سندھ میں کپاس کی چنائی شروع ہوگئی ہے۔ ایس سی اے کے مطابق اس سال پیداوار تین ملین گانٹھوں سے کم ہوگی کیونکہ اس سال کپاس کا زیر کاشت رقبہ کم ہے۔ پچھلے سال سندھ میں 3.5 ملین گانٹھوں کی پیداوار ہوئی تھی جبکہ بوائی 567,980 ہیکٹرز پر ہوئی تھی۔ اس سال 650,000 ہیکٹرز پر کپاس لگانے کا ہدف تھا لیکن بوائی 600,000 ہیکٹرز پر ہوئی۔ گھوٹکی میں بوائی کے وقت پانی کی کمی اور کاشتکاروں کا زیادہ منافع بخش فصلوں گنا اور گندم کی طرح جھکاؤ ہدف کے مطابق بوائی نہ ہونے کی بنیادی وجوہات ہیں۔ (ڈان، 10 اگست، صفحہ 10)

15 اگست: سندھ حکومت نے ابھی تک پھٹی کی سرکاری قیمت کا اعلان نہیں کیا ہے جبکہ اصولی طور سے حکومت نے اسکی قیمت 3,200 روپے فی 40 کلوگرام منظور کی تھی۔ شروع میں کاشتکاروں کو پھٹی کی اچھی قیمت 3,500 روپے فی 40 کلوگرام مل رہی تھی جو اب 2,400 سے 2,000 روپے فی 40 کلوگرام ہے۔ پاکستان کاٹن جنرز ایسوسی ایشن (PCGA) کے صدر مہیش کمار کے مطابق شروع میں قیمتوں میں اضافہ بنولے کی طلب میں اضافے کی وجہ سے ہوا تھا (جسے زیادہ تر جانوروں کے چارے میں استعمال کیا جاتا ہے)۔ PCGA (پی سی جی اے) کے سینئر وائس چیئرمین پریم چند کیا ٹانی نے کہا ہے کہ بنولے کی قیمت اب 1,700 فی من سے کم ہو کر 1,250 روپے فی من ہوگئی ہے۔ (ڈان، 16 اگست، صفحہ 10)

• تمباکو

19 مئی: حکومت نے توقع ظاہر کی ہے کہ مالی سال 15-2014 میں تمباکو اور اس سے تیار کردہ مصنوعات پر محصول بڑھا دیا جائیگا۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (WHO) نے ان مصنوعات پر 70 فیصد ٹیکس لگانے کی تجویز دی ہے۔ فیڈرل بورڈ آف ریونیو (FBR) کے مطابق اس سال اپریل تک اس صنعت کی آمدنی 70 بلین روپے تھی جو سال کے آخر تک 87 بلین روپے ہو جائے گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 20 مئی، صفحہ 11)

V۔ تجارت

برآمدات

25 اگست: پاکستان۔ روس بزنس کونسل کے چیئرمین فاروق افضل نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ روس کی طرف سے زرعی اور غذائی اشیاء کی یورپی یونین اور امریکہ سے درآمد پر پابندی نے پاکستان کے لیے ان اشیاء کی روس برآمد کا راستہ کھول دیا ہے۔ پاکستان آم، آلو، چاول، نیم تیار غذا اور جوس روس برآمد کر سکتا ہے۔ روس، یورپ اور امریکہ سے 10 بلین ڈالرز تک کی غذائی اشیاء درآمد کرتا تھا۔ (دی نیوز، 26 اگست، صفحہ 15)

• چاول

6 جون: رائس ایکسپورٹ ایسوسی ایشن آف پاکستان (REAP) کے سینئر وائس چیئرمین چیلارام نے کراچی پریس کلب میں خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر حکومت نے بجلی کی قیمتوں میں کمی اور زرتلافی فراہم نہ کی تو بڑی تعداد میں چاول کی ملیں بند ہوجائیں گی۔ چاول کے برآمد کنندگان توقع کر رہے تھے کہ حکومت بجٹ 15-2014 میں ریلیف پیکج فراہم کرے گی کیونکہ روپے کی بڑھتی ہوئی قدر کی وجہ سے وہ اپنی روایتی منڈی سے ہاتھ دھو رہے ہیں۔ (ڈان، 7 جون، صفحہ 10)

29 جون: مینجنگ ڈائریکٹر میٹکو رائس (Matco Rice) جاوید علی غوری کے مطابق ویتنام، تھائی لینڈ اور بھارت کے بعد پاکستان چاول برآمد کرنے والا چوتھا بڑا ملک ہے۔ چاول پاکستان کی تیسری بڑی فصل ہے۔ ملک میں سالانہ 60 لاکھ ٹن چاول پیدا ہوتا ہے۔ 60 فیصد چاول برآمد کیا جاتا ہے جس سے دو بلین ڈالرز سے زائد زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ تحقیق، ترقی اور چاول کی زیادہ پیداوار دینے والے بیج تیار کرنے کے لیے ایکسپورٹ ڈیولپمنٹ فنڈ استعمال کرے جس سے براہ راست کسان کو فائدہ ہوگا اور برآمد کے لیے اضافی پیداوار بھی حاصل ہوگی۔ (ڈان، 30 جون، صفحہ 3، بزنس اینڈ فنانس)

7 جولائی: پاکستان چائنا جوائنٹ چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری (PCJCCI) کے صدر شاہ فیصل عابدی نے لاہور میں بتایا کہ پچھلے دو سالوں میں چین کو پاکستانی چاول کی برآمدات میں 244 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ پاکستان اپنی ضروریات کے بعد سالانہ 3.75 ملین ٹن چاول چین برآمد کرسکتا ہے۔ رائس ریسرچ انسٹیٹیوٹ پاکستان میں چاول کی نئی ہائبرڈ اقسام تیار کررہا ہے جو پانی کی کمی کے باوجود کم مداخل کے استعمال سے زیادہ سے زیادہ پیداوار دے سکتی ہیں۔ (دی نیوز، 8 جولائی، صفحہ 15)

14 اگست: ایک اخباری خبر کے مطابق 14-2013 میں چاول کی برآمد سے پاکستان نے 1.9 بلین ڈالرز کا زرمبادلہ حاصل کیا جبکہ پچھلے سال باسمتی اور دیگر اقسام کے چاولوں کی برآمد 1.84 بلین ڈالرز تھی۔ پاکستان میں چاول کی پیداوار 6.5 ملین ٹن تھی جس میں سے 3.4 ملین ٹن برآمد کے لیے مختص کیا گیا تھا۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 15 اگست، صفحہ 11)

- کپاس

12 جولائی: اسٹیٹ بینک کی ایک رپورٹ کے مطابق چین کی کپاس کے حوالے سے پالیسی میں تبدیلی کی وجہ سے پاکستان میں سوتی دھاگے کی پیداوار اور درآمدات متاثر ہوئیں ہیں۔ چین 2011 سے اپنے کسانوں کو کپاس کی منڈی سے زیادہ قیمت دے کر اپنا ملکی ذخیرہ بڑھا رہا تھا۔ اس پالیسی کی وجہ سے

مقامی اور بین الاقوامی قیمتوں میں فرق سے چین میں پاکستانی دھاگے اور دیگر اشیاء کی درآمدات میں اضافہ ہوگیا تھا۔ مارچ2014 میں چین نے ملک میں کپاس کی پالیسی میں تبدیلی کردی تھی جس کی وجہ سے چین کو دھاگے کی برآمد80 ملین ڈالرز رہ گئی جو جنوری میں200 ملین ڈالرز تھی۔ (ڈان،13 جولائی،صفحہ10)

- چینی

8 جون: پاکستان شوگرمل ایسوسی ایشن نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت نہ صرف چینی کی غیر محدود برآمد کی اجازت دے بلکہ پچھلے سال کی شرح پر چینی کی برآمدات پر زرتلافی بھی فراہم کرے۔26 مئی کو وزیرتجارت خرم دستگیر نے مل مالکان سے مذاکرات میں چینی کی لاگت کا تخمینہ فراہم کرنے کا کہا جس کی کسی تیسرے فریق سے جانچ کرائی جاسکے تاہم دونوں فریق کسی معاہدے پر نہ پہنچ سکے۔ (ڈان،9 جون،صفحہ4)

- حلال گوشت

25 جون: FIEDMC (ایف آئی ای ڈی ایم سی) نے حلال فوڈ کونسل کے ساتھ مفاہمت کی یادداشت پر دستخط کیے ہیں جس کے تحت پروسیس کردہ حلال گوشت اور غذا بین الاقوامی منڈی کو ایک دن کے اندر برآمد کی جاسکے گی۔ ایف آئی ای ڈی ایم سی کے چیف آپریٹنگ آفیسر عامر سلیمی کے مطابق ایسی سہولت اس سے پہلے کبھی متعارف نہیں کرائی گئی۔ حلال گوشت اور دیگر مصنوعات کی دبئی میں بہت مانگ ہے اور یہ منصوبہ ہمیں ایک دن میں طلب کو برآمد کرنے کے قابل بنادے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 26 جون، صفحہ4)

24 اگست: ایک مضمون کے مطابق پاکستان دنیا بھر میں حلال مصنوعات برآمد کرنے والا سب سے بڑا ملک بن سکتا ہے لیکن فی الوقت حلال اشیاء کی عالمی منڈی میں پاکستان کا0.3 فیصد حصہ ہے جبکہ 80 فیصد حلال اشیاء بھارت، تھائی لینڈ، چین، برازیل، آسٹریلیا اور امریکہ فراہم کرتے ہیں۔ (یاسر حبیب خان، دی نیوز،24، اگست،صفحہ27)

25 اگست: پاکستان بیورو آف اسٹیٹکس کے مطابق حلال گوشت کی برآمد سے مالی سال 14-2013 میں 230.2 ملین ڈالرز کا زرمبادلہ حاصل ہوا، جو پچھلے سال کے مقابلے میں نو فیصد زیادہ تھا۔ 13-2012 میں حلال گوشت کی برآمد 211.1 ملین ڈالرز تھی۔ پاکستان بیورو آف اسٹیٹکس کے حکام کے مطابق دیگر غذائی اشیاء کی برآمد سے 14-2013 میں 4.39 بلین ڈالرز زرمبادلہ حاصل ہوا۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 26 اگست، صفحہ 11)

- سمندری غذا

7 اگست: پاکستان بیورو آف اسٹیٹکس کا حوالہ دیتے ہوئے مرین فشریز ڈیپارٹمنٹ کے ڈائریکٹر جنرل شوکت حسین نے کہا ہے کہ ان کے محکمے کی برآمدات میں 2013 میں 12.25 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ یہ اضافہ یورپی یونین کی طرف سے برآمدات پر چھ سال سے عائد پابندی کے جزوی طور سے ہٹائے جانے اور افغانستان کو تازہ پانی کی مچھلی کی اسمگلنگ کو روکنے میں حکومتی کامیابی اور نومبر 2013 میں افغانستان کو قانونی طور سے سمندری غذا کی برآمد شروع ہونے کی وجہ سے ہوا ہے۔ (دی نیوز، 8 اگست، صفحہ 15)

- مال مویشی

27 مئی: پاکستان ٹینرز ایسوسی ایشن (PTA) نے مال مویشی کی برآمد پر مکمل پابندی عائد کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ ایسوسی ایشن کے مطابق مویشیوں کی برآمد سے چمڑے کی صنعت پچھلے چھ سالوں سے 1.22 بلین پر جمود کا شکار ہے۔ وزارت تجارت کے تعاون سے یہ صنعت ٹیکسٹائل کے بعد ملک کی دوسری بڑی صنعت بن سکتی ہے۔ (دی نیوز، 28 مئی، صفحہ 17)

- پھل اور سبزی

15 جون: ڈائریکٹر جنرل ڈپارٹمنٹ آف پلانٹ پروٹیکشن (DPP) ڈاکٹر مبارک احمد کے مطابق یورپ کی جانب سے بھارت سے پھلوں کی درآمد پر پابندی سے سبق لیتے ہوئے سندھ اور پنجاب کے دو سو فارم کا

سروے کرنے کے بعد DPP (ڈی پی پی) نے سندھ میں صرف 11 اور پنجاب میں 14 فارمز کو کلیئرنس سرٹیفکٹ جاری کیے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون،16 جون،صفحہ10)

18 اگست: ایک مضمون کے مطابق پچھلے تین سالوں سے پاکستانی پھلوں کی برآمدات میں اضافہ ہورہا ہے۔ بیوروآف اسٹیٹکس کے مطابق 2011 میں 723,300 ٹن پھل برآمد کیے گئے تھے جبکہ 2014 میں ان کی برآمد 786,200 ٹن ہوگئی۔ (محی الدین عظیم، ڈان،18 اگست،صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

آم:

20 مئی: آل پاکستان فوڈ اینڈ ویجیٹبل ایکسپورٹرز، امپورٹرز اینڈ مرچنٹس ایسوسی ایشن (PFVA) نے اس سال 175,000 ٹن مصنوعات برآمد کرنے اور 56 ملین ڈالرز آمدنی کے ہدف کا تعین کیا ہے۔ ایسوسی ایشن کے نمائندے کا کہنا ہے کہ اس سال آم کی پیداوار میں 1.42 ملین ٹن کی ہوئی ہے۔ پچھلے سال پنجاب میں پیداوار 1.2 ملین ٹن تھی اس سال 9 لاکھ (0.9 ملین) ٹن جبکہ سندھ میں 645,000 کے بجائے اس سال 550,000 ٹن پیداوار ہوگی۔ (ڈان،21 مئی،صفحہ10)

10 جون: آم برآمد کرنے والے تاجروں کے دس رکنی وفد نے LCCI (ایل سی سی آئی) کے صدر سے ملاقات میں آگاہ کیا کہ حکومت کی طرف سے حال ہی میں آم کی برآمد کے لیے تیسرے فریق سے جانچ پڑتال کی پابندی کی وجہ سے یورپ کو پھلوں کی برآمد رک گئی ہے جس سے اربوں روپے کا نقصان ہورہا ہے۔ نئی پالیسی کی وجہ سے نہ صرف ملک کا نقصان ہورہا ہے بلکہ اس صنعت سے جڑے ہزاروں لوگ بھی بیروزگار ہوجائیں گے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون،11 جون،صفحہ11)

17 جون: پاکستان نے امریکہ کو آم کی برآمد شروع کردی ہے۔ 2.9 ٹن آم کی پہلی کھیپ ہوسٹن میں دکانوں پر پہنچنے کے چند گھنٹوں میں ہی فروخت ہوگئی جبکہ دوسری چھ ٹن کی کھیپ اسی ہفتے روانہ کی جائے

گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبون،18 جون،صفحہ11)

21 جون: ایک خبر کے مطابق سولہ جون کو برطانیہ برآمد کیے جانے والے آم کو ڈپارٹمنٹ فار انوائرمنٹ، فوڈ اینڈ رورل افیئر ز (DEFRA) نے فروٹ فلائی (fruitfly) کی موجودگی کی وجہ سے روک دیا ہے۔ برآمد کیا گیا آم پاکستان میں ڈی پی پی کے تصدیق شدہ فارم کوٹڑی ضلع جامشورو سے حاصل کر کے غیرملکی ائرلائن کے ذریعے برآمد کیا گیا تھا۔ (ڈان،22 جون،صفحہ10)

30 جون: یورپی یونین کمیشن کے پودوں کے تحفظ کے محکمے نے 27 جون کو پاکستان ڈی پی پی کو مطلع کیا کہ برطانیہ کو لاہور کی ایک کمپنی کی طرف سے برآمد کی گئی آم کی ایک بڑی کھیپ میں فروٹ فلائی پائی گئی ہے۔ یہ آم کی دوسری کھیپ ہے جسے برطانیہ میں DEFRA (ڈی ای ایف آر اے) نے پکڑا ہے۔ (ڈان، 1 جولائی،صفحہ10)

30 جون: ڈی پی پی کے بیان کے مطابق یورپی ممالک کو برآمد کی جانے والی آم کی تمام کھیپ اب کراچی کے ڈی پی پی آفس سے بھیجی جائے گی۔ تمام دیگر اسٹیشنوں سے فل حال اختیارات واپس لے لیے گئے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 1 جولائی،صفحہ14)

30 جون: مقامی طور سے تیار کیے گئے پہلے ہاٹ واٹر ٹرٹمنٹ پلانٹ (HWT) نے اسلام آباد میں NARC (این اے آرسی) میں کام شروع کردیا ہے۔ اس سے پہلے ملک میں صرف دو پلانٹ کراچی میں بیماری سے پاک آم برآمد کرنے کے لیے کام کررہے تھے۔ وزیر قومی غذائی تحفظ و تحقیق نے اسلام آباد میں پلانٹ کے افتتاح کے موقع پر کہا کہ ہمارے انجینئروں کو ایسے 15 سے 20 پلانٹ ہر مہینے تیار کرنے چاہیے۔ (ڈان، 1 جولائی،صفحہ10)

3 جولائی: سندھ میں آم کے باغ کے مالکان نے آسٹریلیا اور یو ایس ایڈ کے ساتھ مل کر پچھلے چار سالوں میں سخت کوشش کی ہے کہ ان کے آم بہترین شکل میں یورپ اور دیگر منڈیوں میں برآمد ہوسکیں۔ ان کاشتکاروں نے سندھ مینگو گروورز ایسوسی ایشن بنائی جس نے کامیابی سے مانچسٹر اور فرینک فرٹ اپنے ہی فارم میں آم پروسیس کرکے برآمد کیے لیکن اب پاکستان ہورٹیکلچر ڈیولپمنٹ بورڈ (PHDB) کے HWT (ایچ ڈبلیو ٹی) پلانٹ سے آم کو پروسیس کروانا لازمی قرار دیا گیا ہے جہاں 500 ٹن آم فی گھنٹہ پروسیس ہوتے ہیں۔ (ڈان، 4 جولائی، صفحہ10)

5 جولائی: آم کی برآمد کے حوالے سے یورپی یونین کی طرف سے کی گئی سخت تنبیہ میں کہا گیا ہے کہ اگر آم کی پانچ کھیپ کسی طور سے بھی کیڑوں سے متاثر ہوئی تو پاکستان سے آم کی برآمد پر پابندی لگ جائے گی۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق آم کے معیار سے متعلق سخت شرائط کی وجہ سے یورپ کو برآمد میں پچھلے سال کے مقابلے بہت زیادہ کمی آئی ہے۔ (ڈان، 6 جولائی، صفحہ10)

12 جولائی: ہارویسٹ ٹریڈینگ کے ڈائریکٹر امجد جاوید کے مطابق آم کی امریکہ برآمد پر جو شرائط عائد کی گئی ہیں وہ پاکستانی آموں کی امریکہ برآمد کو بہت مہنگا بنا دیتی ہیں جو معاشی طور سے برآمد کنندگان کے لیے فائدہ مند نہیں رہتیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 13 جولائی، صفحہ13)

4 اگست: ایک مضمون کے مطابق پچھلے تین سالوں میں یورپی یونین نے پاکستان سے درآمد شدہ آم کی 200 کھیپ واپس کی ہیں۔ یورپی یونین کو آم کی برآمدات پچھلے سال کے مقابلے اس سال 70 فیصد کم ہوئی ہے اور وہ وقت دور نہیں کہ جب بھارت کی طرح پاکستانی آم پر بھی یورپی یونین کی طرف سے پابندی لگ جائے۔ مسئلہ ویپر ہیٹ ٹریٹمنٹ (VHT) پلانٹ کا ہے جو وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق نے اپنے ذیلی ادارے ڈی پی پی کراچی میں قائم کیے ہیں جبکہ سب سے زیادہ آم پنجاب میں پیدا ہوتا ہے۔ ڈی پی پی ایسا کرکے آم کے برآمد کنندگان کی حوصلہ شکنی کررہا ہے۔ (اشفاق بخاری، ڈان، 4 اگست، صفحہ4،

بزنس اینڈ فنانس)

26 اگست: جاپان نے پاکستانی آم کی درآمد پر تین سال سے عائد پابندی ہٹانے کے بعد پاکستانی حکومت کو وی ایچ ٹی پلانٹ دیا تھا جسے ٹی سی پی نے درآمد کیا۔ وی ایچ ٹی کے عمل سے گزارنے کے بعد فوجی فاؤنڈیشن نے چھ ٹن آم جاپان برآمد کیے ہیں جسے جاپان کے ایان (AEON) گروپ نے درآمد کیا جو جاپان کا سب سے خوردہ فروش (بڑا ریٹیلر) گروپ ہے۔ (دی نیوز، 27 اگست، صفحہ 17)

کھجور:

29 جون: پاکستان میں سالانہ تقریباً 535,000 ٹن کھجور پیدا ہوتی ہے۔ اس صنعت سے وابستہ لوگوں کے مطابق حکومت کو کھجور درآمد کرنے کے بجائے ملکی کھجور برآمد کرنی چاہیے۔ مالی سال 2012-13 کے مطابق پاکستان نے صرف 15 فیصد یعنی 81,000 ہزار ٹن کھجور برآمد کی جبکہ مقامی طلب کل پیداوار کی 5 فیصد بھی نہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 30 جون، صفحہ 10)

25 اگست: پیپلز پارٹی کی ایم این اے نفیسہ شاہ نے خیرپور میں کھجور میلے میں کہا ہے کہ کھجور کے درختوں کو کیڑوں کے حملے سے بچانے کے لیے محکمہ زراعت صحیح کردار ادا نہیں کر رہا ہے۔ اس حوالے سے نہ تو ادارہ تحقیق کھجور (ڈیٹ پام ریسرچ اسٹیشن) کوٹ ڈیجی اور نہ ہی ادارہ تحقیق کھجور (ڈیٹ پام ریسرچ انسٹیٹیوٹ) شاہ عبدالطیف یونیورسٹی نے کوئی قابل ذکر کردار ادا کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ کھجور برآمد کرکے زرمبادلہ کمانے کا بڑا ذریعہ ہے جس سے ہزاروں مزدور اور سینکڑوں کاشتکاروں کا روزگار اور دیگر متعلقہ شعبوں کا مفاد وابستہ ہے۔ (ڈان، 26 اگست، صفحہ 19)

آلو:

4 مئی: پاکستان کا شمار آلو پیدا کرنے والے بڑے ممالک میں ہوتا ہے جو ہماری غذا کا ایک اہم جز

ہے۔ اس سال ملک میں طلب سے ایک ملین ٹن زیادہ پیداوار ہونے کے باوجود قیمتیں بڑھ رہی ہیں اور آلو عام آدمی کی دسترس سے باہر ہوتا جارہا ہے۔ قیمتوں میں اضافے کی ایک وجہ آلو کی افغانستان اور ایران برآمد بتائی جاتی ہے جبکہ دوسری وجہ غیر قانونی ذخیرہ اندوزی ہے۔ FAP (ایف اے پی) کے صدر طارق بچہ کا کہنا ہے کہ پچھلے تین سالوں میں کاشتکاروں نے آلو کی جگہ دوسری فصلیں اگانا شروع کردی ہیں۔ اس سال پاکستان سے 80,000 ٹن آلو روس برآمد ہوچکا ہے اور مزید 20,000 ٹن کی مانگ کی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے ملک میں آلو کا بحران ہے۔ یاد رہے کہ 2013 میں آلو 12.5 روپے فی کلو تھا جو بڑھ کر 20 روپے ہوگیا تھا مگر اب منڈی میں 60 روپے فی کلو تک جا پہنچا ہے۔ (شہزادہ عرفان، دی نیوز، 4 مئی، صفحہ 2، اکنامی)

28 جولائی: سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ملک میں آلو کی پیداوار جو 13-2012 میں 3.785 ملین ٹن تھی کم ہوکر 14-2013 میں 2.895 ملین ٹن پر آگئی جس کی وجہ آلو کے زیرکاشت رقبے میں کمی اور بوائی کے وقت مناسب بیج کی قلت تھی۔ پاکستان میں آلو کی سالانہ طلب 2.662 ملین ٹن ہے جبکہ اس سال جنوری سے مارچ کے دوران 80,207 ٹن آلو برآمد کیا گیا۔ (ڈان، اشفاق بخاری، 28 جولائی، صفحہ 14، بزنس اینڈ فنانس)

گوار:

30 اگست: ایک اخباری مضمون کے مطابق بھارت اور پاکستان میں پچھلے سال گوار کی شاندار فصل ہوئی تھی لیکن منڈی میں زیادہ پیداوار کی وجہ سے قیمتیں گر گئیں جس سے گوار سے گوند تیار کرنے والی سب سے بڑی پاکستانی کمپنی پاکستان گم اینڈ کیمیکلز لمیٹڈ کو بھاری نقصان ہوا ہے۔ پاکستان میں 2013 میں 250,000 ٹن گوار پیدا ہوئی لیکن گوار اور گوار کی بنی اشیاء کی برآمد میں 13-2012 کے مقابلے میں 14-2013 میں 52 فیصد کمی ہوئی۔ (صادحسن، دی ایکسپریس ٹریبون، 30 اگست، صفحہ 10)

درآمدات

- گندم

21 جولائی: یورپی تاجروں کے مطابق پاکستان کے نجی درآمد کنندگان نے گزشتہ ہفتوں میں 130,000 ٹن گندم یوکرین سے خریدی ہے۔ 55 ہزار ٹن کی ایک کھیپ بذریعہ بحری جہاز جولائی تا اگست کے لیے 268.40 ڈالرز فی میٹرک ٹن خریدی گئی، اسی موسم گرما میں بحری جہاز کے ذریعے ایک اور 55 ہزار ٹن کی کھیپ 263 ڈالرز فی ٹن کے نرخ پر خریدی گئی ہے جبکہ 30-20 ہزار ٹن خریدی گئی گندم کنٹینرز کے ذریعے آئے گی۔ تاجروں کے مطابق اس سال گندم کی مایوس کن پیداوار سے بڑے پیمانے پر درآمدی گندم کی طلب بڑھے گی۔ (ڈان، 22 جولائی، صفحہ 11)

7 اگست: درآمدی گندم کی قیمت میں کمی کی وجہ سے تاجر بڑی مقدار میں گندم درآمد کر رہے ہیں۔ اگلے چار مہینوں میں 50 ہزار ٹن گندم کے چھ سے سات سمندری جہاز کراچی کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوں گے۔ درآمدی گندم کی فی ٹن قیمت 290-260 ڈالرز یا 30 سے 32 روپے فی کلو ہوگی۔ حکومت نے گندم کی درآمد پر کوئی پابندی عائد نہیں کی ہے جس کی وجہ سے گندم کی ذخیرہ اندوزی اور منافع خوری کی حوصلہ شکنی ہوگی۔ درآمد کیا گیا زیادہ تر گندم کراچی میں ہی استعمال ہوگا۔ (ڈان، 8 اگست، صفحہ 10)

14 اگست: پاکستانی تاجروں نے بحر اسود کے ممالک سے 269.50 ڈالرز فی ٹن کے حساب سے گندم درآمد کرنے کے لیے سنگاپور میں معاہدے کیے ہیں۔ اس گندم میں 11.5 فیصد پروٹین شامل ہے۔ (ڈان، 15 اگست، صفحہ 10)

- پھل اور سبزی

آم:

1 جولائی: PFVA (پی ایف وی اے) کے کو چیئرمین وحید احمد نے کہا کہ دو ملین ڈالرز کی لاگت سے

اگست، 2013 میں جاپان سے درآمد کیا گیا VHT (وی ایچ ٹی) پلانٹ مئی 2014 میں کراچی ایکسپو سینٹر کے گودام کے پیچھے پایا گیا۔ یہ پلانٹ ٹریڈنگ ڈیولپمنٹ اتھارٹی آف پاکستان (TDAP) نے پچھلے دور حکومت میں درآمد کیا تھا۔ (ڈان، 2 جولائی، صفحہ 10)

8 جولائی: TDAP (ٹی ڈی اے پی) نے وضاحت کی ہے کہ وی ایچ ٹی پلانٹ جسے 12 مئی کو درآمد اور محصولات دینے کے بعد کراچی ایکسپو سینٹر کے گودام میں رکھا گیا ہے، وہاں پھینکا نہیں گیا ہے۔ (دی نیوز، 9 جولائی، صفحہ 17)

کھجور:

2 جولائی: ایک خبر کے مطابق ماہ رمضان کی ضروریات کے پیش نظر پاکستان نے پچھلے دو مہینوں میں 80,000 ٹن کھجور درآمد کی ہے۔ (دی نیوز، 3 جولائی، صفحہ 15)

آلو:

1 جون: صوبائی وزیر خوراک پنجاب بلال یاسین نے کہا ہے کہ حکومت نے بھارت سے دو لاکھ ٹن آلو درآمد کیے ہیں اور مقامی آلو بھی منڈی میں موجود ہیں۔ (دی نیوز، 2 جون، صفحہ 5)

17 جولائی: کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی نے مزید ایک لاکھ ٹن بغیر محصول آلو درآمد کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ پچھلے دو لاکھ ٹن آلو کی درآمد کو تقویت مل سکے۔ کمیٹی نے آلو کی بغیر محصول درآمد کی مدت 15 نومبر تک بڑھادی ہے۔ (ڈان، 18 جولائی، صفحہ 3)

ٹماٹر:

13 مئی: لاہور میں کیبنٹ پرائس کنٹرول کمیشن (Cabinet Price Control C ommission) کے

صدر بلال یاسین نے کہا ہے کہ رمضان سے قبل ٹماٹر کی قیمتوں میں کمی کی وجہ بنگلہ دیش اور بھارت سے ٹماٹر کی درآمد تھی۔ حکومت نے بھارت سے 20,000 ٹن محصول کے بغیر ٹماٹر درآمد کیے ہیں۔ (دی نیوز، 14 مئی، صفحہ16)

18 جولائی: رمضان کے دوران بازار میں پھلوں کی محدود دستیابی کو پھلوں کی درآمد سے پورا کیا جارہا ہے تاکہ بڑھتی ہوئی طلب کو پورا کیا جاسکے۔ پی ایف وی اے کے ترجمان وحید احمد خان کے مطابق تقریباً 100 سے 125 کنٹینرز مختلف اقسام کے سیب نیوزی لینڈ، چین اور دیگر ممالک سے گزشتہ دو سے تین مہینوں کے دوران رمضان میں طلب کے فرق کو پورا کرنے کے لیے درآمد کیے گئے ہیں۔ پانچ سے چھ کنٹینرز سنگترے، ناشپاتی اور انگور بھی جنوبی افریقہ اور چین سے درآمد کیے گئے ہیں۔ (ڈان، 19 جولائی، صفحہ10)

- حلال اشیاء

16 جون: وزارت سائنس و ٹیکنالوجی نے تمام چیف سیکرٹریز اور FBR (ایف بی آر) کو کہا ہے کہ ایسی غذائی اشیاء کی درآمد اور فروخت جن میں حرام اجزاء شامل ہیں روکنے کے لیے اقدامات کیے جائیں۔ وزارت سائنس و ٹیکنالوجی ارادہ رکھتی ہے کہ پاکستان حلال اتھارٹی قائم کرے۔ (دی نیوز، 17 جون، صفحہ17)

21 جون: وفاقی وزارت سائنس و ٹیکنالوجی نے ایسی 23 غذائی اشیاء جن میں حرام اجزا شامل ہیں، کی درآمد اور فروخت پر پابندی عائد کردی ہے۔ حکام کے مطابق جن اشیاء پر پابندی لگائی گئی ہے وہ امریکہ، برطانیہ، فرانس، ہالینڈ، ڈنمارک، اسپین اور انڈونیشیا سے درآمد کی گئی تھیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 22 جون، صفحہ1)

- مال مویشی

9 مئی: امریکی ڈپٹی سیکرٹری نے پاکستان سے درخواست کی ہے کہ امریکہ سے زندہ جانوروں کی درآمد پر عائد پابندی کو ختم کر دیا جائے۔ وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے ڈپٹی سیکرٹری کو یقین دلایا ہے کہ وہ اس مسئلے کو کمیٹی کے سامنے پیش کریں گے۔ وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق بھی صحت مند جانوروں کی درآمد پر عائد پابندی کو ختم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 10 مئی، صفحہ 11)

18 جولائی: وزارت تجارت نے مال مویشیوں کی درآمد پر پابندی اٹھانے کا اعلان کردیا ہے۔ پاکستان نے 2011 میں میڈ کاؤ بیماری کے خطرے کے پیش نظر یہ پابندی عائد کی تھی۔ زندہ جانوروں کی درآمد کی اجازت ان ممالک سے ہوگی جنہیں جانوروں کے عالمی ادارہ برائے صحت (ورلڈ اینمل ہیلتھ آرگنائزیشن) نے خطرے سے محفوظ قرار دیا ہے۔ (ڈان، 19 جولائی، صفحہ 10)

- بیج

8 مئی: یورپی تاجروں کا کہنا ہے کہ پاکستانی درآمد کنندگان نے بلغاریہ کے علاوہ بحراسود (Black Sea) کے علاقوں سے 5,500 ٹن سرسوں کا بیج 530 ڈالرز فی ٹن کے حساب سے خریدا ہے۔ اس سے قبل اپریل کے مہینے میں 110,000 ٹن سرسوں کا بیج خریدا گیا تھا۔ (ڈان، 9 مئی، صفحہ 10)

12 جون: زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے تحت بیج ٹیکنالوجی پر ورکشاپ سے خطاب کرتے ہوئے وائس چانسلر ڈاکٹر اقرار احمد خان نے کہا ہے کہ پاکستان مکئی، آلو، چاول اور دیگر سبزیوں کے اربوں روپے مالیت کے بیج درآمد کرتا ہے۔ بیج کی صنعت کو مضبوط بنا کر یہ پیسہ بچایا جاسکتا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 13 جون، صفحہ 11)

- یوریا

17 مئی: ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان سعودی فنڈ فار ڈیولپمنٹ کے 125 ملین ڈالرز قرضے کی سہولت کے ذریعے 60,795 ٹن یوریا درآمد کر چکا ہے۔ درآمد شدہ یوریا کی کل مقدار 320,000 ٹن سے 335,000 ٹن کے درمیان ہوگی۔ معاہدے کے تحت مقررہ مقدار مارچ 2015 تک پاکستان پہنچ جائے گی۔ (ڈان، 18 مئی، صفحہ 10)

ایگری بزنس

16 مئی: پاکستان جوٹ ملز ایسوسی ایشن نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت قانون سازی کرے جس کے تحت اجناس کے معیار کو برقرار رکھنے کے لیے پٹسن کا استعمال کیا جائے۔ ملک میں پٹسن کی صنعت سے بالواسطہ اور بلا واسطہ تقریباً 125,000 افراد وابستہ ہیں۔ ایسوسی ایشن نے بتایا کہ پٹسن غلے کو سورج کی روشنی اور گرمائش سے محفوظ رکھتا ہے۔ بنگلہ دیش میں اس صنعت کو سات فیصد زرتلافی دی جاتی ہے۔ (ڈان، 17 مئی، صفحہ 10)

30 مئی: ورلڈ بینک گروپ کی انٹرنیشنل ڈیولپمنٹ ایسوسی ایشن (IDA) چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاشتکاروں کو 77 ملین ڈالرز کی امداد فراہم کرے گی تاکہ کاشتکار باغبانی کے ذریعے اپنے نقصانات کا ازالہ کر سکیں۔ اس منصوبے کے تحت 92 فیصد مرچیں، 33 فیصد پیاز، 50 فیصد کھجور اور دودھ سے بنی اشیا پر توجہ دی جائے گی۔ (ڈان، 31 مئی، صفحہ 10)

12 جون: سندھ میں مرچ کے کاشتکاروں کی تنظیم نے منڈی کے مطابق معیار حاصل کرنے، کاشت سے پہلے کے مسائل اور بیج کے بہتر انتخاب کے لیے یو ایس ایڈ کے ایگری بزنس سپورٹ فنڈ (ASF) کے ساتھ مفاہمت کی یاد داشت پر دستخط کیے ہیں۔ پاکستان میں کل 90 ہزار ٹن لال مرچ پیدا ہوتی ہے جس کی 92 فیصد پیداوار سندھ میں ہے جبکہ اس میں سے 85 فیصد صرف ضلع عمرکوٹ کی تحصیل کنری میں

ہے۔ (دی نیوز، 13 جون، صفحہ 17)

29 جون: جنرل سیکرٹری کراچی ریٹیل گروسرز گروپ نوید قریشی کے مطابق غذائی اشیاء کی خوردہ قیمتوں میں اضافے کی وجہ ترسیل میں کمی نہیں بلکہ ان اشیاء کی پروسیسنگ کرنے والی کمپنیوں کی طرف سے کیا گیا من مانا اضافہ اور خوردہ فروشوں پر عائد کیا جانے والا پانچ فیصد سیلز ٹیکس ہے۔ (ڈان، 30 جون، صفحہ 4)

21 جولائی: ایل سی سی آئی کے صدر سہیل لاشاری نے پریس کانفرنس میں کہا ہے کہ چائنا ایگرو کیمیکل کا اجلاس اور پاک چائنا ایگرو کیمیکل نمائش 2014 پانچ سے چھ اگست تک لاہور ایکسپو سینٹر میں منعقد ہوگی۔ پاک چائنا ایگروکیمیکل سرکاری اور صنعتی حکام کو زرعی ادویات، کھاد، تصدیق شدہ بیج، سستے زرعی مداخل اور مشینری کے استعمال کے فوائد کو اجاگر کرنے کے لیے مشترکہ فورم مہیا کرے گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 22 جولائی، صفحہ 10)

26 اگست: وزیر اعظم ہاؤس اسلام آباد میں حکومت پاکستان نے ورلڈ بینک سے 664.8 ملین ڈالرز قرض کے معاہدوں پر دستخط کیے ہیں۔ جس میں سے 76.4 ملین ڈالرز سندھ ایگریکلچرل گروتھ پروجیکٹ کو دیئے جائیں گے۔ یہ منصوبہ زراعت اور مال مویشی کے شعبوں میں چھوٹے کسانوں اور درمیانی درجے کے کسانوں کو بلاواسطہ سرمایہ کاری کے ذریعے امداد فراہم کرے گا تاکہ کسان کاشتکاری کے بہترین طریقے اپنا سکیں، پیداوار بڑھا سکیں اور منڈی تک رسائی حاصل کرسکیں۔ (دی نیوز، 28 اگست، صفحہ 12)

VI۔ کارپوریٹ شعبہ

کھاد کی کمپنیاں

24 جون: یوریا کی صنعت نے مسابقتی کمیشن آف پاکستان (Competition Commission of Pakistan) کے اس مطالبے کی مخالفت کی ہے جس میں گیس انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس (GIDC)

سرچارج کے یکساں نرخ عائد کرنے کا کہا گیا ہے۔ حکام کے مطابق فرٹیلائزر پالیسی 1989 کے مطابق کارخانوں کو نہ صرف رعایتی نرخوں پر گیس فراہم کی جاتی ہے بلکہ مخصوص مدت تک کارخانوں کو محصول سے مستثنیٰ بھی کیا گیا ہے جبکہ 2001 کی پالیسی کے تحت منجمد نرخوں پر دس سال تک گیس فراہم کی جاتی ہے۔ (دی نیوز، 25 جون، صفحہ 15)

- فاطمہ فرٹیلائزر

23 جولائی: پاکستانی فاطمہ گروپ کے مڈویسٹ فرٹیلائزر کارپوریشن نے اٹلی کے پیٹروکیمیکل ٹھیکیدار ماری ٹیکنی مونٹ (Maire Tecnimont) کے ساتھ امریکہ میں 1.6 بلین ڈالرز کی لاگت سے نائٹروجن فرٹیلائزر کمپلیکس کی تعمیر کے لیے مفاہمت کی یادداشت پر دستخط کیے ہیں۔ منصوبے کا تعمیراتی کام 2018 میں مکمل ہونے کا امکان ہے۔ (دی نیوز، 24 جولائی، صفحہ 15)

28 جولائی: فاطمہ فرٹلائزر کمپنی نے مالی سال 2014 کی پہلی ششماہی میں 3.4 بلین روپے خالص منافع کا اعلان کیا ہے جو گزشتہ سال اسی مدت میں 3.36 بلین روپے تھا۔ منافع میں اضافے کی وجہ کھاد کی قیمتوں میں اضافہ ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 29 جولائی، صفحہ 11)

- اینگرو فرٹیلائزر

20 جولائی: اینگرو فرٹلائزر کے چیف ایگزیکٹو روحیل محمد کے مطابق حکومت نے رواں ماہ تمام فرٹلائزر کمپنیوں پر GIDC (جی آئی ڈی سی) میں اضافہ کیا تو اینگرو اور فاطمہ فرٹلائزر پر بھی اس کا اطلاق کیا گیا جبکہ دونوں یوریا پلانٹ فرٹلائزر پالیسی 2001 کے مطابق قائم کیے گئے جس کے تحت حکومت دس سال تک 0.7 ڈالرز فی ایم ایم بی ٹی یو(MMBTU) پر گیس فراہم کرنے کی پابند ہے۔ جی آئی ڈی سی سے دونوں کمپنیاں مشکلات کا شکار ہیں اور حکومت کو آمادہ کرنے کی کوشش کررہی ہیں کہ وہ محصولات واپس لے جس میں وہ اب تک کامیاب نہیں ہوسکی ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 21 جولائی، صفحہ 11)

27 جون: اینگرو فرٹیلائزر 20.541 ملین حصص ورلڈ بینک کے گروپ انٹرنیشنل فنانس کارپوریشن (IFC) کو جاری کرے گی۔ IFC (آئی ایف سی) نے اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے قرض کو کمپنی کے حصص میں تبدیل کیا ہے۔ آئی ایف سی نے 2011 میں اینگرو فرٹیلائزر کو اس کے توسیعی منصوبے کی تکمیل کے لیے 30 ملین ڈالرز فراہم کیے تھے۔ (دی نیوز، 28 جون، صفحہ 15)

13 اگست: اینگرو فرٹیلائزر لمیٹڈ کی 2014 کے پہلے چھ مہینوں میں آمدنی 3.4 بلین روپے رہی جبکہ 2013 میں اسی دوران آمدنی 1.4 بلین روپے تھی۔ (دی نیوز، 14 اگست، صفحہ 15)

بیج کمپنیاں

- مونسانٹو

20 اگست: سندھ آبادگار بورڈ اور ایس سی اے نے مونسانٹو پاکستان کے تعاون سے حیدرآباد میں سیمینار منعقد کیا۔ سیمینار میں سندھ آبادگار بورڈ اور ایس سی اے نے وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں سے کہا کہ وہ نجی شعبے کی کمپنیوں جس میں ملٹی نیشنل کمپنیاں بھی شامل ہیں، جدید زرعی ٹیکنالوجی اور بیجوں کی نئی اقسام متعارف کروانے میں مدد کریں تاکہ فی ایکڑ پیداوار اور منافع میں اضافہ ہو اور غذائی تحفظ ممکن ہوسکے۔ (دی نیوز، 21 اگست، صفحہ 17)

زرعی مشینری

28 جون: صنعتکاروں اور کسانوں نے حکومت سے کہا ہے کہ وہ قلت کو درآمدات کے ذریعے دور کرنے سے خود کو باز رکھے جس سے ملکی پیداوار متاثر ہوگی اور ترقی کی رفتار سست ہوجائے گی۔ پاکستان ایسوسی ایشن آف آٹو موٹیو پارٹس اینڈ ایسیسریز مینوفیکچرز (PAAPAM) کے سربراہ عثمان ملک نے کہا ہے کہ سوائے پاکستان کے دنیا کی کوئی سمجھدار حکومت اپنے پیداواری شعبے کے خلاف درآمدات پر رعایت نہیں دیتی۔ (دی نیوز، 29 جون، صفحہ 17)

• ملت ٹریکٹرز

29 جون: ملت ٹریکٹرز کے مطابق ادارے کو امید ہے کہ یکم جولائی سے ٹریکٹر پر جی ایس ٹی کی شرح 17 فیصد سے کم ہو کر 10 فیصد ہونے کے بعد فروخت 23,000-24,000 سے بڑھ کر اگلے سال 34,000-35,000 یونٹ ہوجائے گی۔ ٹیکس کم ہونے سے چھوٹے ٹریکٹر پر کسانوں کو 30,000 روپے اور بڑے ٹریکٹر پر 90,000 روپے بچت ہوگی۔ پاکستانی ٹریکٹر کو دنیا بھر میں سستا ترین ٹریکٹر کہا جاتا ہے جو ملک سے باہر افغانستان، افریقہ اور یورپ بھیجا جا رہا ہے۔ (ڈان، 30 جون، صفحہ 3)

غذائی کمپنیاں

26 مئی: ابھرتی ہوئی فاسٹ فوڈ (fast food) اور مشروبات کی صنعتوں نے دیگر صنعت کاری کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ اس سال اپریل تک فاسٹ فوڈ اور مشروبات کی صنعتوں نے بینکوں سے 422.8 بلین روپے کا قرضہ لیا جبکہ دیگر صنعتی شعبے نے 574 بلین قرض لیا ہے۔ پچھلے نو مہینوں میں روایتی صنعت کاری نے 1.44 فیصد ترقی کی جبکہ فاسٹ فوڈ اور مشروبات کی صنعت نے 7.78 فیصد ترقی کی ہے۔ (ڈان، 27 مئی، صفحہ 10)

• اینگرو فوڈز

5 اگست: اینگرو فوڈز نے اس سال کے پہلے حصے کا بعد از ٹیکس منافع کا اعلان کر دیا ہے۔ کمپنی نے 30 جون، 2014 تک 328 ملین روپے کا منافع کمایا جبکہ پچھلے سال یہ منافع 1.1 بلین روپے تھا۔ کمپنی کی آمدنی میں 70 فیصد کمی ہوئی۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 6 اگست، صفحہ 11)

• نیسلے

4 اگست: نیسلے پاکستان نے اپنے ایک لٹر والے دودھ کے ڈبے کی قیمت میں 10 روپے کا اضافہ کر دیا جس کی قیمت اب 110 روپے ہوگئی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 5 اگست، صفحہ 10)

25 اگست: اس سال کے پہلے چھ ماہ میں نیسلے لمیٹڈ کا منافع 4.63 بلین روپے ہوگیا ہے جو پچھلے سال کے مقابلے 33 فیصد زیادہ ہے۔ پچھلے سال اس دوران کمپنی کا منافع 3.49 بلین روپے تھا۔ (دی نیوز، 26 اگست، صفحہ15)

مشروبات کی کمپنیاں

- کوکا کولا

19 جون: کوکا کولا مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ کے سربراہ کرٹس فرگوسن (Curtis Ferguson) کے مطابق اگلے اٹھارہ ماہ میں کمپنی کے تین نئے پلانٹ کراچی، ملتان اور اسلام آباد میں پیداوار شروع کردیں گے جس سے کوکا کولا کی فروخت میں بیس فیصد اضافہ متوقع ہے۔ (ڈان، 18 جون، صفحہ10)

VII۔ مال مویشی، ماہی گیری اور مرغبانی (پولٹری)

مال مویشی

4 مئی: کھلا دودھ اب شہریوں کی پہنچ سے دور ہوتا جارہا ہے۔ شہریوں تک کھلا دودھ پہنچانے کا واحد ذریعہ گوالہ ہوتا ہے جو ان دنوں لاہور حکومت کی وجہ سے مشکلات کا شکار ہے۔ 21 ویں صدی کے اوائل میں کھلے دودھ کے حوالے سے یہ شہر خودکفیل تھا مگر اب 90 فیصد دودھ شہر سے ملحقہ علاقوں سے آتا ہے اور صرف 10 فیصد دودھ گوالے ترسیل کرتے ہیں۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی نے گوالوں کے خلاف مہم تیز کردی ہے کہ وہ دودھ میں ملاوٹ کرتے ہیں جو صحت کے لیے نقصاندہ ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 5 مئی، صفحہ14)

16 مئی: اکنامک اپرچونیٹیز: یوتھ اینڈ ومن کی نائب صدر ہیلن لوفٹن (Helen Loftin) نے ومن امپاورمنٹ تھرو لائیو اسٹاک (WELS) کی اختتامی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خواتین مال

مویشی سے بھاری منافع کماسکتی ہیں۔ یو ایس ایڈ کے اس منصوبے کے تحت سندھ کے 19 اضلاع اور جنوبی پنجاب میں اینگرو کی شراکت سے غربت کے خاتمے کے لیے خواتین کو امداد فراہم کی گئی۔ پاکستان روس، امریکہ اور چین کے بعد دودھ کی پیداوار کے لحاظ سے چوتھا بڑا ملک ہے۔ (ڈان، 17 مئی، صفحہ 10)

31 مئی: چیئرمین پاکستان ڈیری ایسوسی ایشن فیصل ملک نے کہا ہے کہ ٹیکس پالیسی میں تبدیلی سے نہ صرف ڈیری مصنوعات کی پراسیسنگ پر لاگت بڑھ جائے گی بلکہ پیک دودھ کی قیمتیں بھی بڑھ جائیں گی۔ پیک دودھ کی صنعت جواب تک ٹیکس سے مستثنٰی ہے بڑھتی ہوئی قیمتیں برداشت نہیں کر پائے گی۔ (دی نیوز، 1 جون، صفحہ 17)

8 جون: وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے کہا ہے کہ ہماری دیہی آبادی کا بڑا حصہ مال مویشی اور ڈیری فارم سے جڑا ہے۔ نجی شعبہ مال مویشی کے شعبے میں ترقی کے لیے مدد کرسکتا ہے جو غربت اور بیروزگاری کے خاتمے کے لیے مددگار ثابت ہوگی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 9 جون، صفحہ 5)

8 جون: سندھ کے ڈیری فارمرز کے مطابق دودھ پروسیس کرنے والی کمپنیاں چھوٹے کسانوں سے 40 روپے فی لٹرز دودھ خرید کر 80 سے 100 روپے فی لٹر فروخت کرتی ہیں جبکہ دودھ کی روایتی ترسیل جو ڈیری فارم سے تھوک فروش اور پھر خوردہ فروش کو کی جاتی ہے اس میں بھی ڈیری فارمر کو بہت کم منافع بچتا ہے۔ وفاقی حکومت نے بجٹ 15-2014 میں ڈیری فارمرز کے لیے بیمہ پالیسی کی مد میں 300 ملین روپے مختص کیے ہیں۔ (ڈان، 9 جون، صفحہ 4)

23 جون: ایک مضمون کے مطابق دودھ پیدا کرنے والے بڑے ممالک میں سے ایک ہونے کے باوجود پاکستان میں دودھ کی پیداوار کم ہے یہاں تک کہ پاکستان اپنی ملکی ضروریات بھی پوری نہیں کرسکتا۔ تحقیق کے مطابق دودھ کی ملکی پیداوار میں چھوٹے فارمز کا حصہ نوے فیصد ہے جن میں اب تک جانوروں کی

صحت اور خوراک سے متعلق معلومات کا فقدان ہے۔ تجارتی شعبے کی طرف سے ڈیری فارمنگ پر تربیتی کلاس سے پاکستان میں ڈیری فارمنگ میں جدت آرہی ہے۔ (فاروق بلوچ، دی ایکسپریس ٹریبون، 23 جون، صفحہ 11)

23 جون: ایک مضمون کے مطابق اکنامک سروے آف پاکستان نے زرعی معیشت میں مال مویشیوں کا حصہ بڑھا کر 55.9 فیصد پیش کیا ہے۔ کوئی بھی یہ اضافہ ماننے کو تیار نہیں جو دو سال میں چار فیصد ہے۔ سروے میں زراعت میں مال مویشی کا حصہ پچھلے سال 756.30 بلین کے مقابلے 776.50 بلین روپے ظاہر کیا گیا ہے۔ ماہرین اس دعوے کو جھوٹا بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر ملک میں 170 ملین مویشی ہیں تو دودھ اور گوشت کی قیمتیں آسمان پر کیوں ہیں۔ (احمد فراز خان، ڈان، 23 جون، صفحہ 4)

29 جون: پنجاب حکومت نے اپنے حالیہ بجٹ میں تحصیل کی سطح پر مال مویشیوں کی منڈی کی بہتری کے لیے 2.89 بلین روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے۔ جس کے لیے بنیادی سرمایہ آئی ایف اے ڈی فراہم کرے گا۔ (ڈان، 30 جون، صفحہ 4)

22 جولائی: وزیراعظم آزاد جموں وکشمیر چوہدری عبدلمجید نے زراعت اور مال مویشی کے محکموں پر مرکز کے کنٹرول کو کم کرنے پر تجاویز مانگی ہیں تاکہ ان محکموں کا کسانوں سے تعلق مضبوط ہو اور قدرتی وسائل سے بہتر طریقے سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔ وزیراعظم نے بھیڑ، بکری اور مرغبانی کے لیے سرکاری زمین کی نشاندہی کرنے کی بھی ہدایت جاری کی ہے۔ (ڈان، 23 جولائی، صفحہ 4)

4 جولائی: شمالی وزیرستان میں فوجی کارروائی سے پانچ لاکھ افراد کو نقل مکانی کرنی پڑی جس کی وجہ سے مختلف کاموں میں استعمال کیے جانے والے جانوروں کی بڑی تعداد اپنے ماحول سے بیدخل ہوگئی ہے۔ صوبائی ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی، کے پی کے اور منسٹری آف اسٹیٹ اینڈ فرنٹیئر ریجنز نے ایسے جانوروں

کے لیے 15 گشتی شفاء خانے بنوں، لکی مروت، ڈی آئی خان اور ٹانک میں کھولے ہیں۔ (ڈان، 5 جولائی، صفحہ 5)

7 جولائی: سندھ کے ساحلی، ریگستانی اور بیراج کے علاقوں میں تیز ہواؤں کی وجہ سے کھڑی فصل، جانوروں کے چارے، پانی کے ذخائر اور بنیادی ڈھانچے کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ چارے میں ریت مل جانے کی وجہ سے بکریاں چارہ نہیں کھارہی ہیں جس کی وجہ سے ان کی دودھ دینے کی صلاحیت متاثر ہورہی ہے۔ (دی نیوز، 8 جولائی، صفحہ 15)

9 جولائی: ایک مضمون کے مطابق سندھ حکومت مسلسل چار سال سے بجٹ میں ایک خاص رقم بھنبھور ڈیری ویلیج اور میٹ پروسیسنگ زون کے لیے مختص کررہی ہے لیکن حکومت اس بجٹ کو استعمال نہیں کررہی۔ اس منصوبے کے لیے 13,000 ایکڑ زمین مختص کی گئی ہے۔ محکمہ مال مویشی کے مطابق یہ منصوبہ پبلک پرائیوٹ پارٹنرشپ کے تحت چلایا جانا تھا لیکن سرمایہ کار اس وقت تک نہیں آئیں گے جب تک حکومت بنیادی ڈھانچہ تیار کرکے نہیں دیتی جس میں سڑکیں، بجلی، نکاسی، پانی اور پل وغیرہ شامل ہیں۔ اس زمین پر چھوٹے پہاڑ ہیں جنہیں ابھی تک ہموار بھی نہیں کیا گیا ہے۔ (حفیظ تنویر، دی ایکسپریس ٹریبون، 9 جولائی، صفحہ 13)

6 اگست: ایک خبر کے مطابق پنجاب کے کئی علاقوں کی طرح اونٹنی کا دودھ آہستہ آہستہ لاہور میں بھی مقبول ہورہا ہے۔ پنجاب کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے خانہ بدوش کنال روڈ کے مختلف مقامات پر یہ دودھ روزانہ بیچ رہے ہیں۔ یہ دودھ 80 سے 60 روپے فی کلو تک بھی مل جاتا ہے جو بہت سی بیماریوں میں گائے کے دودھ سے کہیں زیادہ فائدہ مند ہے۔ ماہرین کے مطابق یہ دودھ انسانی دودھ سے ملتا جلتا ہے۔ (دی نیوز، 7 اگست، صفحہ 5)

ماہی گیری

2 مئی: وفاقی حکومت نے سپریم کورٹ کو بتایا ہے کہ بھارت کے ساتھ مذاکرات میں تعطل کی وجہ سے بھارت کے جیلوں میں قید پاکستانی ماہی گیروں کی رہائی کا معاملہ طے نہیں ہو پا رہا۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 3 مئی، صفحہ 3)

25 مئی: پاکستان نے 151 بھارتی ماہی گیروں کو رہا کردیا۔ ان ماہی گیروں میں سے 59 کراچی اور 92 حیدرآباد میں قید تھے۔ (ڈان، 26 مئی، صفحہ 15)

30 مئی: بھارت نے 37 پاکستانی قیدیوں کو رہا کردیا ہے جن میں 32 ماہی گیر بھی شامل ہیں۔ (ڈان، 31 مئی، صفحہ 10)

19 جون: ایگزیکٹو ڈائریکٹر سسٹین ایبل انیشیٹو (Sustainable Initiative) فرحان انور کے مطابق پاکستان کی ساحلی معاشی سرگرمیاں ماہی گیری اور جنگلات سے متعلق کاروبار پر مشتمل ہیں۔ تقریباً دس لاکھ افراد سندھ اور بلوچستان کے ساحل کے ساتھ سخت حالات میں بنیادی شہری ڈھانچے کے بغیر ماہی گیری اور اس سے جڑی صنعت سے وابستہ ہیں جس کا حجم 1.2 بلین ڈالرز ہے اور صرف برآمدات ہی 213 ملین ڈالرز سالانہ ہیں۔ (ڈان، 20 جون، صفحہ 18)

4 اگست: وزیراعظم کے مشیر برائے امور خارجہ سرتاج عزیز نے قومی اسمبلی کو بتایا کہ بھارت نے یکم جولائی کو قیدیوں کی فہرستوں کے تبادلے میں تصدیق کی ہے کہ اس کی جیلوں میں 380 پاکستانی قیدی ہیں جن میں سے 116 ماہی گیر ہیں۔ پاکستانی جیلوں میں کل 296 بھارتی قیدی ہیں جن میں 249 ماہی گیر ہیں۔ (ڈان، 5 اگست، صفحہ 3)

10 اگست: فشرمین کوآپریٹو سوسائٹی کے چیئرمین ڈاکٹر نثار مورائی نے ایک اخباری انٹرویو میں بتایا کہ کراچی کی بندرگاہ کو جلد یورپی یونین کے معیار کے مطابق بنادیا جائے گا۔ اس کے علاوہ سوسائٹی ماہی گیروں کے حالات زندگی اور کام کے حالات کو بہتر بنانے میں مدد فراہم کررہی ہے۔ (دی نیوز، 11 اگست، صفحہ16)

مرغبانی

8 جون: پاکستان میں تقریباً 1.5 ملین افراد مرغبانی کی صنعت سے وابستہ ہیں، زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ویٹنری گریجوٹ اور مرغبانی کرنے والے سجاد رندھاوا کے مطابق خودکار پولٹری شیڈ میں پیداوار، روایتی مرغبانی فارم کے مقابلے میں 20 فیصد زیادہ ہے۔ اشد ضرورت ہے کہ حکومت مرغی کی کم سے کم قیمت متعین کرے جس سے سرمایہ کاروں کو تحفظ ملے گا۔ مرغبانی کی صنعت ہر قسم کے ٹیکس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ یہ لازمی غذائی جنس کی فہرست میں شامل ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 9 جون، صفحہ10)

15 جون: حکومت کی طرف سے مرغی اور مویشیوں کی خوراک میں استعمال ہونے والی مصنوعات پر پانچ فیصد کسٹم کے محصولات اور سویا بین میل (soyabean meal) پر پانچ فیصد جی ایس ٹی عائد کرنے کے فیصلے پر پولٹری ایسوسی ایشن آف پاکستان نے حکومت کو خبردار کیا ہے کہ اس اقدام سے نہ صرف مرغبانی سے جڑی مصنوعات کی پیداواری لاگت بڑھ جائے گی بلکہ گائے اور بکرے کے گوشت کی قیمتیں بھی بڑھ جائیں گی۔ (ڈان، 16 جون، صفحہ4)

25 جولائی: پاکستان میں مرغبانی کی صنعت پچھلی کچھ دہائیوں سے تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ پاکستان پولٹری ایسوسی ایشن (PPA) کے مطابق 700 بلین روپے کا کاوربار 12 فیصد سالانہ کی شرح پر بڑھ رہا ہے۔ پولٹری کا شعبہ 15 لاکھ افراد کو بلواسطہ یا بلاواسطہ روزگار فراہم کررہا ہے اور اس وقت 190 بلین روپے سے زیادہ مالیت کی زرعی مصنوعات مرغیوں کے چارے میں استعمال ہورہی ہیں۔ ملکی جی ڈی پی

میں پولٹری کا 1.5 فیصد حصہ ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون،26 جولائی،صفحہ11)

VIII۔ ماحول

3 جون: حکومت نے ماحولیاتی منصوبوں کے لیے بجٹ میں کمی کرکے 15-2014 کے لیے 25 ملین روپے مختص کیے ہیں جبکہ پچھلے سال 58 ملین روپے مختص کیے گئے تھے۔ بجٹ میں کمی سے ملک بھر میں ماحول کی بہتری اور موسمی تبدیلیوں کے نتیجے میں آنے والے سیلاب اور خشک سالی کے اثرات سے نمٹنے کے لیے کیے گئے اقدامات کو دھچکہ لگے گا۔ (ڈان، 4 جون،صفحہ5)

9 اگست: ایک خبر کے مطابق سندھ اسمبلی نے 24 فروری، 2014 کو سندھ انوائرمینٹل پروٹیکشن لاء (The Sindh Environmental Protection Law) منظور کرلیا تھا۔ اب حکومت سندھ نے سندھ انوائرمینٹل پروٹیکشن کونسل بنانے کا کام مکمل کرلیا ہے جو ماحولیاتی اداروں کو پالیسی گائڈ لائنز دینے کا کام کریگی۔ (دی نیوز،10 اگست،صفحہ13)

زمین

20 جولائی: ضلع ساہیوال میں قادرآباد کے مقام پر کوئلے سے چلنے والا بجلی گھر قائم کیا جائے گا جس سے اندازاً 1,320 میگاواٹ بجلی پیدا ہوگی۔ پلانٹ لگنے سے سب سے پہلا نقصان 1,002 ایکڑ زرخیز زمین کا ہوگا جس پر 930 پھلدار جنگلی درخت کاٹنے پڑیں گے، آبپاشی کے لیے استعمال ہونے والے 36 ٹیوب ویل، تین نہریں، 783 ایکڑ پرگندم، مکئی اور کپاس کی فصلیں تعمیراتی کام شروع ہونے سے پہلے ہٹانی ہونگی۔ (ڈان،21 جولائی،صفحہ2)

- فضلہ

21 جون: این ای ڈی یونیورسٹی کے آرکیٹکچر اینڈ پلاننگ ڈپارٹمنٹ میں سولیڈ ویسٹ مینجمنٹ (SWM)

کے موضوع پر ہونے والے سیمینار میں ماہرین نے کہا کہ کراچی اسٹریٹجک ڈیولپمنٹ پلان (KSDP) 2006 کے مطابق کراچی روزانہ 25 ہزار ٹن کچرا پیدا کرتا ہے جس سے کراچی کی تینوں کچرا ٹھکانے کے مقام (لینڈفل سائٹ) پر توانائی حاصل کی جاسکتی ہے، جہاں اس کچرے سے میتھین گیس بنانا بھی ایک قابل عمل تجویز ہوسکتی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 22 جون، صفحہ 15)

- ساحلی زمین

28 جون: کراچی پورٹ ٹرسٹ (KPT) کا کیماڑی کوئلہ ٹرمینل ماحولیاتی قوانین کی سنگین خلاف ورزی کر رہا ہے جس سے صحت عامہ کو سنگین خطرات لاحق ہیں۔ مقامی رہائشیوں کے مطابق جب سے کوئلہ ٹرمینل نے کام شروع کیا ہے علاقے میں سانس کے مریضوں کی تعداد پچھلے دس سالوں میں ڈرامائی طور پر بڑھ گئی ہے۔ علاقہ مکینوں نے کئی بار کوئلہ ٹرمینل کے خلاف مظاہرہ کیا ہے کہ اس ٹرمینل کو کہیں دور منتقل کیا جائے۔ (ڈان، 29 جون، صفحہ 17)

26 اگست: پی ایف ایف کی طرف سے ٹھٹھہ میں انڈس ڈیلٹا کی تباہی پر تبادلہ خیال کیا گیا جس میں ماحولیاتی ماہرین نے پالیسی بنانے والوں سے کہا ہے کہ وہ 1991 کے واٹر ایکارڈ کو پھر سے دیکھیں اور انڈس ڈیلٹا کو اس کی ضرورت کے مطابق پانی ملنے پر اتفاق رائے پیدا کریں۔ (ڈان، 26 اگست، صفحہ 19)

30 اگست: مکلی، ٹھٹھہ میں آئی یو سی این اور ورلڈ وائڈ فنڈ (WWF) کے تعاون سے ایک ورکشاپ منعقد ہوئی جس میں موسمی تبدیلی کی وجہ سے ساحلی علاقوں کی زمینوں میں سمندری پانی کی پیش قدمی کے خطرے سے نمٹنے کے منصوبوں پر غور ہوا۔ (ڈان، 31 اگست، صفحہ 19)

- جنگلات

6 مئی: برطانوی سماجی کارکن مارین لائنز جو کیلاش کے ماحولیاتی تحفظ اور ثقافت کو فروغ دینے کا کام

کرتی ہیں، نے کے پی کے حکومت سے وادی کیلاش میں جنگلات کی کٹائی روکنے کا مطالبہ کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ جنگلات کی کٹائی نے ماحول کو تباہ کر رکھا ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ درختوں کی کٹائی کے اجازت نامے منسوخ کر دے اور علاقے سے کسی بھی قسم کی لکڑی باہر لے جانے پر پابندی عائد کرے اور ساتھ ہی کیلاش میں شجرکاری مہم کا آغاز کیا جائے۔ (دی نیوز، 7 مئی، صفحہ 8)

10 مئی: کے پی کے کے گاؤں تیراہ سے نقل مکانی کرنے والے افراد کی واپسی سے وہاں کے جنگلات کو شدید خطرات لاحق ہیں کیونکہ عسکریت پسندی سے متاثرہ علاقوں میں گھر از سرِنو تعمیر کیے جائیں گے اور یہاں 70 فیصد افراد تعمیراتی کام کے لیے لکڑی کا استعمال کرتے ہیں اور بطور ایندھن بھی لکڑی کا استعمال کیا جاتا ہے۔ (دی نیوز، 11 مئی، صفحہ 7)

14 مئی: وزیر اعلیٰ کے پی کے پرویز خٹک نے کہا ہے کہ حکومت نے ''گرین اینڈ کلین'' پلان کے تحت درختوں کی کٹائی پر پابندی لگادی ہے۔ وزیر اعلیٰ نے ارکان صوبائی اسمبلی اور جنگلات کے مالکان کے ساتھ منعقد جرگے میں کہا ہے کہ وہ جنگلات کی حفاظت کر کے زیادہ منافع کمائیں گے اور اگلے پانچ سالوں میں نوجوانوں اور طلباء کی مدد سے 30,000 ہزار ایکڑ زمین پر دو بلین درخت لگائے جائیں۔ (ڈان، 15 مئی، صفحہ 7)

24 مئی: وفاقی وزیر برائے پورٹ اور شپنگ نے کہا ہے کہ KPT (کے پی ٹی) مستقبل قریب میں ایک لاکھ مینگرو (mangrove) کے پودے لگائے گا جو سمندری طوفان اور سونامی سے بچنے اور اس کی شدت کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ (دی نیوز، 25 مئی، صفحہ 17)

5 جون: بلوچستان انوائرمنٹل پروٹیکشن ایجنسی (EPA) اور آئی یو سی این کی جانب سے منعقد کیے گئے سیمینار سے ماہرین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر بلوچستان میں جنگلات کی کٹائی روکنے کے لیے

اقدامات نہ کیے گئے تو بلوچستان پھر سے خشک سالی سے متاثر ہوسکتا ہے۔ (ڈان، 6 جون، صفحہ 5)

26 جون: وزیراعلیٰ کے پی کے پرویز خٹک نے کسی بھی قسم کے جنگلات کی کٹائی پر سے پابندی اٹھانے سے انکار کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ صوبے میں جنگلات کا رقبہ بڑھانے اور سائنسی طریقوں پر درختوں کی کٹائی پر جامع ماحولیاتی پالیسی بنائی جا چکی ہے جس کا اگلے مہینے اعلان کیا جائے گا۔ (دی نیوز، 27 جون، صفحہ 9)

29 جون: ورلڈ بینک کی ایک رپورٹ ورلڈ ڈیولپمنٹ انڈیکیٹر 2014 (World Development Indicator) کے مطابق پاکستان میں جنگلات میں ہونے والی کمی کی شرح ایشیا میں سب سے زیادہ ہے۔ (دی نیوز، 30 جون، صفحہ 3)

2 جولائی: وزیر جنگلات، جنگلی حیات سندھ، نے کہا کہ جنگلات کا محکمہ 50 ملین پنیریاں کسانوں اور کاشتکاروں کو سستے داموں فراہم کرے گا اور انہیں مختلف طریقے سے لگانے کی تربیت بھی فراہم کرے گا تاکہ موسمی تبدیلی سے ہونے والی ماحولیاتی تباہی کا مقابلہ کیا جا سکے۔ (ڈان، 3 جولائی، صفحہ 11)

14 جولائی: سندھ ہائیکورٹ نے سجاول اور بدین میں 6,300 ایکڑ جنگلات کی زمین ''بدین ایگرو ڈولپمنٹ'' کو دینے کے سرکاری حکم نامے کو عدالت کے اگلے حکم تک معطل کر دیا ہے۔ درخواست گزار کے مطابق جنگلات کی یہ زمین اطراف کے غریب لوگ جانوروں کی چراہ گاہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ (ڈان، 15 جولائی، صفحہ 19)

31 اگست: آزاد جموں وکشمیر اور بلوچستان کے محکمہ جنگلات نے معلومات کے تبادلے اور جنگلی حیات اور ماہی گیری میں تحقیق کو فروغ دینے کے لیے ایک مفاہمت کی یادداشت پر دستخط کیے ہیں۔ (دی

ایکسپریس ٹریبیون، 1 ستمبر، صفحہ 4)

• جنگلی حیات

11 جولائی: ایک خبر کے مطابق حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ غیر ملکی اہم شخصیات کو پرندوں کے شکار کا لائسنس جاری کرتے وقت سندھ اور بلوچستان کی حکومتوں کی شکایات کو مدنظر رکھا جائے گا۔ صوبوں کے مطابق شکار کا لائسنس جاری کرنا 18 ویں ترمیم کے بعد صوبائی ذمہ داری ہے اور جنگلی حیات کے تحفظ کے بین الاقوامی کنونشنز کی بھی خلاف ورزی ہے خاص کر ان ذی حیات اقسام کی جو ناپید ہو رہی ہیں۔ (ڈان، 12 جولائی، صفحہ 19)

پانی

• آلودگی

3 مئی: زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کی سال 2012 کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ماحول کے بارے میں صنعتی نقطہ نظر حوصلہ شکنی پر مبنی ہے۔ شوگر ملز سے نکلتے زہریلے فضلے کو ٹھکانے لگانے کا کوئی خاص انتظام نہ ہونے کی وجہ سے کئی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ 2 مئی کو ڈیرہ اسماعیل خان میں شوگر مل سے نکلنے والے فضلے کے نالے میں پھنس کر 10 افراد جاں بحق ہو گئے۔ لاہور میں 100 صنعتوں میں سے صرف تین صنعتوں میں فضلے کو ٹھکانے لگانے کا انتظام موجود ہے۔ پاکستان کے بڑے صنعتی علاقے کورنگی انڈسٹریل اینڈ ٹریڈنگ اسٹیٹ میں بھی یہ نظام موجود نہیں ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 4 مئی، صفحہ 8)

15 مئی: پشاور ہائی کورٹ نے کے پی کے حکومت سے ڈیرہ اسماعیل خان میں چشمہ شوگر مل کے واقعے کی مکمل تفصیلات طلب کی ہے۔ اس واقعے میں شوگر مل کے فضلے میں پھنس کر دس لوگ جان بحق ہو گئے تھے۔ ایف آئی آر میں علاقہ مکینوں نے کہا ہے کہ ان کا دارومدار زراعت پر ہے مگر فیکٹری کی تعمیر کے بعد

یہاں کا واحد چشمہ آلودہ ہوگیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 16 مئی، صفحہ 2)

15 مئی: ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان جنوبی ایشیا کے گنجان آباد ملکوں میں سے ایک ہے جہاں 35 فیصد ماحولیاتی بیماریاں موجود ہیں۔ ماحولیاتی آلودگی کی وجہ سے سالانہ 380 بلین کا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ یو ایس ایڈ کی رپورٹ کے مطابق صرف آلودہ پانی کی وجہ سے 250,000 بچے اور دس ہزار دیگر افراد ہلاک ہوتے ہیں۔ (دی نیوز، 16 مئی، صفحہ 3)

21 مئی: ڈیرہ اسماعیل خان میں چشمہ شوگر مل مالکان نے فضلے میں گر کر جاں بحق ہونے والوں کے لواحقین کو 2.5 ملین اور زخمیوں کو فی کس 0.5 ملین روپے دینے کا اعلان کیا ہے۔ (دی نیوز، 22 مئی، صفحہ 5)

26 مئی: بلوچستان کے شہر کوئٹہ میں نکاسی کے گندے پانی سے سبزیاں اگائیں جاتیں ہیں۔ 38 نجی اور چار سرکاری اسپتالوں سے یومیہ 700 ٹن نکاسی کا پانی روزانہ نکلتا ہے مگر حکومت نے صرف 200 ٹن نکاسی کے پانی کو ٹھکانے لگانے کا انتظام کیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 27 مئی، صفحہ 3)

5 جون: کے پی کے EPA (ای پی اے) کے ڈائریکٹر جنرل محمد بشیر نے ہائیکورٹ کو بتایا کہ ایجنسی نے اٹھارہ ماہ پہلے چشمہ شوگر مل اور دیگر چار ملوں کے خلاف زہریلے مواد کے واٹر کورس میں اخراج پر الگ الگ مقدمات انوائرمنٹل پروٹیکشن ٹریبونل میں دائر کیے تھے لیکن ٹریبونل کے فعال نہ ہونے کی وجہ سے اب تک کوئی کارروائی نہیں ہوسکی تھی جس کے بعد 2 مئی کو حادثہ پیش آیا۔ (ڈان، 6 جون، صفحہ 7)

7 جون: ورلڈ اوشین ڈے کے موقع پر ڈائریکٹر جنرل نیشنل سینٹر فار میری ٹائم پالیسی ریسرچ (NCMPR) آصف ہمایوں نے ایک اخباری انٹرویو میں کہا ہے کہ تقریباً 400 ملین گیلن پانی سمندر میں گرتا ہے جس میں سے صرف 50 ملین صاف ہوتا ہے۔ اسی طرح کراچی کا شہری سالانہ اوسطاً 25,000 پلاسٹک کی

تھیلیاں استعمال کے بعد سمندر میں پھینک دیتا ہے جو سمندری حیات کے لیے نہایت خطرے کا سبب ہے لہذا یہاں مزید واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگانے کی ضرورت ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 8 جون، صفحہ 14)

17 جون: حال ہی میں گلگت بلتستان ای پی اے کی جانب سے شائع کردہ سروے رپورٹ کے مطابق گلگت، اسکردو، گانچھے، غذر، ہنزہ نگر، استور اور دیامر ضلعوں میں 90 فیصد لوگوں کو پینے کا صاف پانی دستیاب نہیں ہے۔ سروے کے مطابق 80 فیصد بیماریوں کی وجہ آلودہ پانی ہے۔ (ڈان، 18 جون، صفحہ 7)

6 جولائی: دریائے راوی میں مستقل پانی نہیں بہتا کیونکہ 1960 کے انڈس واٹر ٹریٹی کے مطابق راوی کے پانی کو بھارت قابو کرتا ہے۔ راوی ریور فرنٹ منصوبے کے حوالے سے ایک کمپنی نے اپنی رپورٹ میں اس مسئلے کا ذکر کیا ہے۔ رپورٹ میں لاہور شہر کے گندے پانی کا دریائے راوی میں اخراج کا بھی ذکر ہے۔ جسے روکنے کی سفارش کی گئی ہے۔ (ڈان، 7 جولائی، صفحہ 2)

- آبی حیات

2 مئی: WWF (ڈبلیو ڈبلیو ایف) پاکستان کے میرین فشریز کے ٹیکنیکل ایڈوائزر محمد معظم خان نے گوادر میں وہیل مچھلی کے پکڑنے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ پچھلے مہینے متعدد چھوٹی عمر کی وہیل مچھلیاں پاکستان کے ساحلی علاقوں میں ماہی گیروں کے جال میں پھنس کر شکار ہوئیں۔ ان مچھلیوں کے شکار پر عالمی سطح پر پابندی عائد ہے۔ پاکستان کے مختلف ادارے ان مچھلیوں کے تحفظ کے لیے کام کر رہے ہیں اوران کو سندھ وائلڈ لائف آرڈیننس اور بلوچستان وائلڈ لائف پروٹیکشن آرڈیننس کے سکینڈ شیڈولز میں شامل کرانا چاہتے ہیں۔ (دی نیوز، 3 مئی، صفحہ 20)

23 مئی: ڈبلیو ڈبلیو ایف اور جامعہ کراچی کے شعبہء میرین سائنس کے مشترکہ سمینار سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ فیکٹریوں کا فضلہ سمندر میں ڈالا جا رہا ہے جس سے سمندری حیات کو نقصان

پہنچتا ہے اور بڑی تعداد میں کچھوے اس آلودگی کا شکار ہوجاتے ہیں۔ موٹر بوٹ اور مچھلیاں پکڑنے والے جال کی وجہ سے بھی کچھوے مرجاتے ہیں۔ (ڈان، 24 مئی، صفحہ18)

29 مئی: سندھ ای پی اے کے ایک سیمینار میں کہا گیا ہے کہ کراچی میں قائم ہونے والا کوئلے کا توانائی پلانٹ سمندری حیات کے لیے سنگین خطرہ ہے۔ 660 میگاواٹ کے اس منصوبے کی لاگت 1.95 بلین ڈالرز ہے جو 203 ایکڑ زمین پر تعمیر ہوگا۔ اس پلانٹ میں سالانہ 4.6 ٹن کوئلہ استعمال ہوگا۔ (ڈان، 30 مئی، صفحہ17)

5 جون: بدین میں ڈیولپمنٹ اینڈ مینجمنٹ ایڈوکیسی نیٹ ورک (DAMN) کے زیر اہتمام ریلی کے شرکا سے خطاب کرتے ہوئے فیض اڈیجو نے کہا کہ ضلع بدین خاص کر اس کی ساحلی پٹی شوگرملوں اور دیگر صنعتوں سے نکلنے والے زہریلے مواد کی وجہ سے خطرات سے دو چار ہے۔ ملوں سے نکلنے والا فضلہ نالوں کے ذریعے جس میں لیفٹ بینک آوٹ فال ڈرین (LBOD) بھی شامل ہے، بحیرہ عرب میں گرادیا جاتا ہے جو سمندری حیات کے لیے انتہائی نقصاندہ ثابت ہوتا ہے۔ (ڈان، 6 جون، صفحہ19)

20 جون: کراچی کا علاقہ ریڑھی گوٹھ کچرا ٹھکانے لگانے کی جگہ بن چکی ہے جہاں صرف بھینسوں کا فضلہ ہی نہیں بھینسوں کو لگائے جانے والے انجیکشن، سرنج اور کارخانوں سے نکلنے والا فضلہ بھی پھینکا جا رہا ہے۔ پی ایف ایف کے نمائندے کے مطابق ہمارے پودے اور آبی حیات شدید خطرے میں ہیں اس قسم کا فضلہ براہ راست سمندر میں پھینکنا ماہی گیروں کے حقوق کے خلاف ہے جو سمندری وسائل پر انحصار کرتے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 21 جون، صفحہ13)

16 جولائی: ڈبلیو ڈبلیو ایف پاکستان کے چیف کنزرویٹر محمد معظم خان کے مطابق سمندر میں بغیر صاف کیے فضلہ پھینکا جارہا ہے اور پورے کراچی میں صرف ایک ٹریٹمنٹ پلانٹ ہے جو چل رہا ہے۔ صنعتی تیل،

گریس، کیمیکل یہاں تک کے دھاتیں بھی سمندر میں ڈالی جارہی ہیں۔ تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ کراچی 980,000 ٹن فضلہ پیدا کرتا ہے جس میں سے زیادہ تر سمندر میں ڈالا جاتا ہے جس کی وجہ سے کراچی کے اطراف اور دیگر گھاٹ پر 90 فیصد آبی حیات ختم ہوگئی ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 17 جولائی، صفحہ 15)

20 جولائی: پاکستان میں ہاکس بے اور سینڈسپٹ کا ساحل دنیا میں سبز کچھوؤں کی افزائش کے لیے محفوظ ترین علاقوں میں سے ایک ہے۔ ساحلی علاقوں پر انسانی سرگرمیاں بڑھ جانے سے سمندری کچھوؤں کے لیے محفوظ ساحل ہونے کے باوجود یہاں کچھوؤں کی افزائش خطرات سے دوچار ہے اور ان کچھوؤں کی افزائش کم ہوتی جارہی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 21 جولائی، صفحہ 15)

10 اگست: ایک خبر کے مطابق آئی یو سی این نے یو ایس ایڈ کی مدد سے سمندری کچھوؤں کو ناپید ہونے سے بچانے کا پروگرام شروع کیا ہے۔ اس ایک سالہ منصوبے کے تحت ماہی گیروں کے جال میں ٹرٹل ایکسکلوڈر ڈیوائس (TED) لگائی جائی گی تاکہ کچھوے اس جال میں نہ آئیں۔ امریکی درآمدی قوانین اور عالمی ادارہ تجارت کے قوانین کے مطابق مچھیروں کے لیے جال میں TED (ٹی ای ڈی) لگانا لازمی ہے۔ مگر ماہی گیر کہتے ہیں کہ جب وہ اسے اپنے جال میں لگا کر مچھلی پکڑتے ہیں تو مچھلیاں بھاگ جاتی ہیں اور جال بھی خراب ہو جاتا ہے۔ آئی یو سی این کے نمائندے نے کہا کہ ادارہ مچھیروں کی شکایات دور کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ (ڈان، 11 اگست، صفحہ 16)

26 اگست: چیئرمین کے پی ٹے نے ای پی اے کا حوالہ دیتے ہوئے سندھ ہائی کورٹ میں اپنے تحریری بیان میں کہا ہے کہ ''ڈیپ سی کنٹینرٹرمینل پروجیکٹ'' سے بحرہ عرب کے ماحولیاتی نظام کو کوئی خطرہ نہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 27 اگست، صفحہ 13)

فضاء

- آلودگی

6 جولائی: ایک خبر کے مطابق ماحولیاتی ماہرین کے تحفظات کو نظر انداز کرتے ہوئے سندھ ای پی اے نے کراچی کے ساحلی علاقے میں کوئلے سے چلنے والے توانائی کے منصوبوں کی اجازت دے دی۔ منصوبے کے تحت 660 میگاواٹ کا بجلی گھر کو پورٹ قاسم میں لگایا جائے گا۔ اس منصوبے پر 1.95 بلین ڈالرز کی سرمایہ کاری ہوگی۔ کوئلے سے چلنے والا بجلی گھر سائنوں ہائیڈرو ہولڈنگ لمیٹڈ اور قطر کی سرمایہ کار کمپنی کا مشترکہ منصوبہ ہے۔ (ڈان، 7 جولائی، صفحہ 16)

4 اگست: پاکستان کونسل فار سائنٹفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ (PCSIR) کی سینٹر فار انوائرمنٹل اسٹڈیز کی ایک تحقیق کے مطابق کراچی کی ہوا میں سیسہ (Lead) اور جست میں پائے جانے والے قدرتی عنصر (Cadmium) کی سطح بہت بلند ہے جو عوامی صحت کے لیے شدید خطرے کا باعث ہے۔ دہلی اور بیجنگ کی ہوا میں ان اجزا کی آلودگی کراچی سے کم ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 3 اگست، صفحہ 17)

IX۔ موسمی تبدیلی

سبز معیشت

3 جولائی: ایک مضمون میں کہا گیا ہے کہ پاکستان توانائی کے بحران اور مالیاتی آلودگی کے باوجود متبادل توانائی کو استعمال کرنے اور اس سے کئی بلین ڈالرز کاربن کریڈٹ حاصل کرنے میں اپنے پڑوسی ممالک سے بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ کاربن کریڈٹ دینے کا سلسلہ 2006 سے شروع ہوا ہے۔ جب سے چین میں 2,023 منصوبے اور بھارت میں 1,500 منصوبے اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں دونوں ممالک کو ملا کر دنیا کے 70 فیصد کاربن کریڈٹس مل رہے ہیں۔ پاکستان کو ایک فیصد کاربن کریٹ دس سال پہلے منظور ہونے والے منصوبہ کو ملا۔ اس کے علاوہ پاکستان میں سبز توانائی سے صرف 100 میگاواٹ بجلی حاصل

ہورہی ہے جبکہ بھارت 18,000 میگاواٹ بجلی پیدا کررہا ہے جو پاکستان میں توانائی کے تمام ذرائع سے پیدا کی گئی بجلی سے زیادہ ہے۔ چین 92,000 میگاواٹ بجلی ہوائی توانائی سے حاصل کررہا ہے جو پاکستانی کل بجلی کی پیداوار سے پانچ گنا زیادہ ہے۔ دنیا میں ایتھنول کی پیدوار میں پچھلے 10 سالوں میں 38 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اس وقت امریکہ میں سب سے زیادہ ایتھنول پیدا ہورہا ہے جبکہ بھارت نے گاڑیوں میں 20 فیصد ایتھول ڈالنا لازمی قرار دے دیا ہے۔ پاکستان میں صرف ایک تیل کمپنی ایتھنول کی آمیزش کرتی ہے، ملک میں پیدا ہونے والے باقی ایتھنول کو برآمد کرکے مہنگا پٹرول درآمد کیاجاتا ہے۔ ورلڈ بینک کا شمسی توانائی منصوبہ بنگلہ دیش میں 50,000 گھر اور سری لنکا میں 500,000 گھروں کو بجلی فراہم کررہا ہے جبکہ پاکستان میں صرف 10,000 گھر شمسی توانائی استعمال کرتے ہیں۔ اعداد و شمار (جو ایک جرمن این جی او نے اکٹھا کیے) کے مطابق پاکستان 5,000 میگاواٹ بجلی زرعی فضلے سے اور 7,000 میگاواٹ انسانی فضلے سے حاصل کرسکتا ہے۔ (منظور احمد، دی نیوز، 3 جولائی، صفحہ 15)

- شمسی توانائی

11 مئی: لاہور میں چین کے ایک وفد نے قائداعظم شمسی پارک منصوبے کے حوالے سے وزیر اعلیٰ شہباز شریف سے ملاقات کی ہے۔ اس موقع پر وزیر اعلیٰ نے کہا کہ یہ پاکستان میں شمسی توانائی کا پہلا منصوبہ ہے جو دسمبر، 2014 تک 100 میگاواٹ بجلی پیدا کرے گا۔ انھوں نے مزید کہا اس منصوبے کا رقبہ 1,000 ایکڑ سے بڑھا کر 15,000 ایکڑ کردیا جائیگا۔ (دی نیوز، 12 مئی، صفحہ 5)

16 مئی: اسلام آباد میں قائداعظم سولر پاور پروجیکٹ کے بارے میں سسٹین ایبل ڈیولپمنٹ پالیسی انسٹی ٹیوٹ (SDPI) کے ایک تجزیے کے مطابق رواں ماہ افتتاح کیا جانے والا 100 میگاواٹ شمسی توانائی کا منصوبہ ناقابل یقین حد تک مہنگا ہے۔ ابتدائی دس سالوں میں فی یونٹ 22.02 روپے کے حساب سے بجلی حاصل کی جائے گی۔ موجودہ حکومت 1,000 میگاواٹ بجلی شمسی پلانٹ کے تحت حاصل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ (دی نیوز، 17 مئی، صفحہ 15)

31 مئی: سورج ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ طویل مدتی ایکوٹی انویسٹمنٹ کے ذریعے 50 ملین ڈالرز سے شمسی توانائی کے منصوبہ میں سرمایہ کاری کرے گی جس کے لیے S2 Solar Limited کے نام سے ایک نئی کمپنی بنائی جائیگی۔ منصوبہ کی تخمینی لاگت تقریباً 75 ملین ڈالرز ہے جس کا 20 فیصد ایکوٹی انوسٹمنٹ سے حاصل ہوگا باقی قرض کی صورت حاصل کیا جائے گا۔ (دی نیوز، 1 جون، صفحہ 15)

2 جولائی: جرمن سرمایہ کار رچنا انڈسٹریل پارک لاہور میں شمسی توانائی کا پاور پلانٹ لگائیں گے۔ یہ پلانٹ 2015 میں تیار ہوگا اور اس سے تین میگاواٹ بجلی انڈسٹریل پارک کے کارخانوں کو فراہم کی جائیگی۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 3 جولائی، صفحہ 11)

17 جولائی: پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے بجٹ 15-2014 میں شمسی پینلز کی درآمد پر ٹیکس عائد کردیا۔ تفصیلات کے مطابق شمسی پینلز کی درآمد پر مجموعی ٹیکس 32.5 فیصد ہوگا۔ حکومت نے پاکستان میں توانائی کے بحران کی وجہ سے اس سے پہلے ٹیکس میں مکمل چھوٹ دے رکھی تھی۔ (دی نیوز، 18 جولائی، صفحہ 17)

15 اگست: وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے میر پور خاص میں کہا ہے کہ صوبائی حکومت تھر میں شمسی توانائی سے چلنے والے 200 فلٹریشن پلانٹ لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ (دی نیوز، 14 اگست، صفحہ 20)

- بائیو ماس

7 جولائی: کراچی میں سندھ بورڈ آف انوسٹمنٹ اور امریکہ کے پرسٹن انوائرمنٹ گروپ نے شہر میں پیدا ہونے والے کچرے سے پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے تحت بجلی پیدا کرنے کے لیے ایک مفاہمتی یادداشت پر دستخط کیے ہیں۔ (دی نیوز، 8 جولائی، صفحہ 10)

26 اگست: لاہور میں بائیو انرجی پر بین الاقوامی کانفرنس ایل سی سی آئی ، PCSIR (پی سی ایس آئی آر)، امید فاؤنڈیشن ٹرسٹ اور پنجاب حکومت نے مشترکہ طور پر منعقد کیا۔ کانفرنس میں بتایا گیا کہ بائیو ماس سے کس طرح مختلف اقسام کی فصل سے صاف توانائی حاصل کی جاسکتی ہے جو تیل کے کم ہوتے ذخائر اور موسمی تبدیلی دونوں کے حوالے سے بہتر حل ہے۔ (ڈان، 27 اگست، صفحہ 2)

- ہوائی توانائی

6 جون: پاکستان میں ڈنمارک کے سفیر جیسپر مولر سورینسن (Jasper Moler Sorensen) اور ڈنمارک کی ونڈ مل کمپنی وسٹاس (Vestas) کے سربراہ نے وزیر اعظم کے مشیر مصدق ملک کے ہمراہ پریس کانفرنس میں کہا کہ پاکستان کو جن مسائل کا سامنا ہے ڈنمارک کو ان میں مہارت حاصل ہے۔ ڈنمارک کی حکومت پاکستان کے مضافاتی علاقوں میں ونڈ ٹربائن کی تنصیب کے لیے اپنی خدمات کو وسیع کرے گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 7 جون، صفحہ 11)

X۔ قدرتی بحران

خشک سالی

11 مئی: 1.1 ملین ایکڑ پر مشتمل تھر پارکر میں 145 گاؤں کے لیے صرف ایک ڈاکٹر اور دو پرائمری اسکول موجود ہیں۔ اس علاقے کے باسیوں کی گزر بسر کا بنیادی ذریعہ مال مویشی ہیں۔ مگر پچھلے تین مہینوں میں خشک سالی کے سبب 10,000 سے زائد مویشی ہلاک ہوگئے۔ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ بھوک اور پیاس کے سبب جانور دودھ دینا بند کردیتے ہیں جس کی وجہ سے چھوٹے بچوں کو بھی دودھ نہیں ملتا۔ (دی نیوز، 12 مئی، صفحہ 16)

19 جون: تھرپارکر میں مفت فراہم کی گئی گندم کی 9,000 بوریوں کی خردبرد کی اطلاعات پر تھر پارکر

ریلیف انسپیکٹنگ جج میاں فیاض ربانی نے مختیار کار آفس چھاچھرو اور ڈاھلی پر چھاپہ مارا لیکن دفتر سے عملہ پہلے ہی غائب ہوگیا۔ مختیارکار نے گندم کی تقسیم کے دوسرے مرحلے کے مکمل ہونے کی رپورٹ جمع کرائی تھی لیکن اکثر خاندانوں نے شکایت کی تھی کہ انہیں اب تک پہلے مرحلے کی ہی گندم فراہم نہیں کی گئی۔ (ڈان، 20 جون، صفحہ 19)

25 جون: چیف میٹرولوجسٹ توصیف عالم کے مطابق ضلع تھرپارکر میں آئندہ آنے والے مون سون میں بارشیں معمول سے کم ہونگی جس سے ایک بار پھر تھر میں خشک سالی پیدا ہوسکتی ہے۔ مٹھی میں مون سون 2014 پر تفصیلی جائزہ پیش کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ زرعی ضروریات کے لیے پانی کا موثر انتظام کیا جائے۔ مارچ اور اپریل کی حالیہ خشک سالی کی لہر نے صحرا میں رہنے والوں کو خوف میں مبتلا کردیا ہے جس میں تقریباً300 بچے اور دس لاکھ جانور پانی، غذا اور چارے کی کمی کی وجہ سے مرگئے تھے۔ (دی نیوز، 26 جون، صفحہ 15)

16 جولائی: تھرپارکر میں بحالی کے کاموں کے نگراں جج میاں فیاض ربانی نے حکومت سے اپیل کی ہے کہ وہ ضلع میں خطرناک ہوتی ہوئی صورتحال پر توجہ دے۔ ضلع میں بڑھتی ہوئی خشک سالی مزید انسانی جانیں لے سکتی ہے۔ ہزاروں لوگ بھوک سے مررہے ہیں جبکہ ان کی ضرورت کی امدادی اشیاء بڑے پیمانے پر خوردبرد کی جارہی ہیں۔ میاں فیاض نے بتایا کہ انہوں نے متعلقہ حکام کو لاکھوں روپے کی امدادی اشیاء کی خردبرد میں ملوث افراد کی نشاندہی کی مگر اس مسئلہ کے حل کے لیے کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ (ڈان، 17 جولائی، صفحہ 19)

23 جولائی: تھرپارکر میں بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے جاری بے رحم خشک سالی سے 24 گھنٹوں میں مزید چار نومولود بچے ہلاک ہوگئے جس کے بعد عمرکوٹ اور تھرپارکر اضلاع میں 45 دنوں میں مرنے والے بچوں کی تعداد 57 ہوگئی ہے۔ سرکاری ہسپتال کے ایک ڈاکٹر نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ بچوں

کی ہلاکت جاری ہے کیونکہ تھر کی حاملہ عورتیں متوازن خوراک نہیں لے پارہی ہیں جس سے وہ خون کی کمی کا شکار ہوگئی ہیں اور کمزور بچوں کو جنم دے رہی ہیں۔ مائیں خود بچوں کو دودھ پلانے کے قابل نہیں ہیں جس سے بچے مہلک بیماریوں کا شکار ہورہے ہیں اور آخرکار مرجاتے ہیں۔ (ڈان،24 جولائی،صفحہ19)

طوفان

14 جون: صوبائی وزیر لائیو اسٹاک اینڈ فشری جام خان شورو نے ڈپٹی کمشنر ملیر کے ہمراہ ریڑھی گوٹھ اور دیگر ساحلی علاقوں کا دورہ کیا جہاں 300 خاندانوں کے تقریباً ایک لاکھ افراد سمندری طوفان ''نانوک'' (Nanauk) سے متاثر ہوئے ہیں۔ دورے کے دوران متاثرین کو کھانا اور پانی فراہم کیا گیا جبکہ دوسری طرف وزیر اعلیٰ سندھ نے ٹھٹھہ کے دورے کے دوران ایک ہزار شامیانے اور بیس ملین روپے چارسو خاندانوں کی آبادکاری کے لیے فراہم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ (دی نیوز،15 جون،صفحہ20)

17 جون: بحیرہ عرب میں آنے والے طوفان سے اٹھنے والی اونچی لہروں نے گوادر اور اس سے ملحقہ سمندری علاقوں میں تباہی مچادی جس سے 33 کشتیاں اور متعدد سرکاری عمارتیں بشمول اسکول اور مساجد کو نقصان پہنچا ہے۔ ڈپٹی کمشنر نے کہا ہے کہ نقصانات کا اندازہ لگانے کے بعد حکومت متاثرہ لوگوں کو امداد فراہم کرے گی۔ (ڈان،18 جون،صفحہ5)

17 جون: 12 جون سے شروع ہوئے سمندری طوفان نے ٹھٹھہ، سجاول اور کراچی کے ساحلی علاقوں میں کیکڑوں کے چھوٹے چھوٹے سینکڑوں فارم تباہ کردیے۔ (دی نیوز،18 جون،صفحہ15)

سیلاب

4 جولائی: انڈس ریور کمیشن (IRC) نے وزیر اعلیٰ قائم علی شاہ کی صدارت میں سیلاب سے بچاؤ کے

منصوبوں کی تکنیکی طور سے منظوری دے دی ہے۔ اس کے علاوہ 13 مزید منصوبوں کا کم سے کم وقت میں جائزہ لینے کے لیے کمیشن نے ایک سب کمیٹی کو ہدایت جاری کردی ہیں تاکہ دریا کے کناروں کو سیلاب سے پہلے مضبوط کیا جاسکے۔ (دی نیوز، 5 جولائی، صفحہ 20)

6 جولائی: حیدرآباد میں سندھ آبادگار بورڈ کے صدر عبدالمجید نظامانی کی زیرِ صدارت اجلاس میں مقررین نے کہا کہ سندھ جغرافیائی طور پر جنوب سے طوفان کی زد میں ہے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ واٹر ایکارڈ پر سختی سے عمل کیا جائے، تمام رکاوٹوں اور تجاوزات کو دریائے سندھ کے کچے کے علاقے سے فوری ختم کیا جائے، آبپاشی کے محکمے کو بدعنوانی سے پاک کیا جائے، سمندر کی پیشرفت روکنے کے لیے مینگروز کو بڑھایا جائے اور نارا کنال کے آخری سرے سے پانی حاصل کرنے والوں کو براہ راست پانی حاصل کرنے کی اجازت دینے کی تحقیقات کی جائے۔ (ڈان، 7 جولائی، صفحہ 17)

زلزلہ

11 جون: وفاقی حکومت نے وعدے کے باوجود نو ماہ پہلے زلزلے سے تباہ بلوچستان کے ضلع آوران اور کچھ میں بنیادی ڈھانچے کی دوبارہ تعمیر کے لیے رقم مختص نہیں کی۔ ڈپٹی اسپیکر بلوچستان اسمبلی میر عبدالقدوس بزنجو کے مطابق صوبائی حکومت کی طرف سے اب تک صرف 20 اسکول دوبارہ تعمیر کیے گئے ہیں جبکہ سیکڑوں اسکول اور کالجوں کا دوبارہ تعمیر ہونا باقی ہے۔ (ڈان، 12 جون، صفحہ 5)

XI۔ مزاحمت

زمین

10 جون: گھوٹکی میں درجنوں مظاہرین نے 443 ایکڑ دیہات کی زمین فوجی فرٹیلائزر کو غیرقانونی طور پر الاٹ کیے جانے کے خلاف ڈپٹی کمشنر میرپور ماتھیلو کے دفتر کے باہر علامتی بھوک ہڑتال کی۔ سندھ ترقی

پسند پارٹی کے جام فتح سمجھو کے مطابق فرٹیلائزر کمپنی نے زمین پر تعمیراتی کام شروع کردیا ہے جس کے مضر اثرات سے چھوٹے دیہات متاثر ہونگے حکومت فوری طور پر الاٹمنٹ منسوخ کرکے ریونیو حکام کے خلاف سخت کارروائی کرے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 11 جون، صفحہ 14)

22 جون: خیرپور پریس کلب پر کسانوں نے احتجاج کرتے ہوئے کہا ہے کہ خیرپور کی ساٹھ ہزار ایکڑ سے زیادہ زرعی زمین محکمہ آبپاشی کی لاپروائی سے سیم کا شکار ہے۔ مظاہرین نے بتایا کہ سیم وتھور کی روک تھام کے لیے 750 ٹیوب ویل ہیں جن میں سے 70 فیصد خراب ہیں۔ سالانہ لاکھوں روپے کا فنڈ ان کی مرمت اور کنوؤں کی کھدائی کے لیے خرچ کیا جاتا ہے جس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ ضلع کی ساٹھ فیصد آبادی ان حالات کی وجہ سے خط غربت سے نیچے زندگی گزار رہی ہے۔ (دی نیوز، 23 جون، صفحہ 2)

6 جولائی: ایک مضمون میں بتایا گیا ہے کہ اوکاڑہ ملٹری فارمز کو سیراب کرنے والی نہر کو ہاریوں نے احتجاجاً ایک ہفتے تک بند رکھا۔ ہاری فارم انتظامیہ کے خلاف زمین کا کرایہ 17,000 روپے فی ایکڑ سے 22,000 روپے فی ایکڑ کرنے کے خلاف مزاحمت کررہے تھے۔ نہر کھولنے کے لیے فوجی بھیجے گئے۔ جنہوں نے مزاحمت ہونے پر فائرنگ کرکے گاؤں والوں کو ان کے گاؤں تک دھکیل دیا۔ فوجیوں کی فائرنگ سے دو افراد موقع پر ہلاک ہوگئے۔ انجمن مزارعین پنجاب 2000 سے ملٹری فارمز کے ہاریوں کی حقوق کے لیے لڑرہی ہے۔ ان کے مطابق ان کی طرف سے کوئی فائرنگ نہیں کی گئی تھی۔ (ڈان، 6 جولائی، صفحہ 16)

9 جولائی: ضلع عمرکوٹ کے زمینداروں کی زیادتیوں کے خلاف کولہی برادری کے افراد نے سول سوسائٹی کی تنظیموں کے ساتھ مل حیدر چوک سے حیدرآباد پریس کلب تک ریلی نکالی۔ حکومت اور پولیس کے خلاف نعرے لگائے۔ (ڈان، 10 جولائی، صفحہ 19)

پانی

2 مئی: آبپاشی اور پینے کے پانی کی شدید کمی کے خلاف ضلع ٹھٹھہ میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے احتجاجی ریلی نکالی اور ٹھٹھہ بدین شاہراہ پر دھرنا دے کر کئی گھنٹوں کے لیے ٹریفک میں رکاوٹ ڈال کر اپنے مسئلے کی طرف توجہ دلائی۔ مظاہرین نے کہا کہ داروشاخ سے دو ہفتے سے پانی آبپاشی کے لیے فراہم نہیں کیا جارہا۔ اس کا ذمہ دار انھوں نے آبپاشی کے محکمے کو قرار دیا۔ (ڈان، 3 مئی، صفحہ 19)

10 جون: گھوٹکی، بدین سمیت سندھ کے مختلف اضلاع میں پانی کی قلت کے خلاف مظاہرے ہوئے۔ گھوٹکی میں آبادگاروں نے پریس کلب جانے والے راستوں کو بند کرکے محکمہ آبپاشی اور حکومت کے خلاف نعرے لگائے جبکہ بدین میں بڑی تعداد میں شہریوں نے پینے کے پانی کی مسلسل فراہمی میں ناکامی پر بلدیہ حکام کے خلاف مظاہرہ کیا۔ (ڈان، 11 جون، صفحہ 19)

29 جون: دادو پریس کلب کے باہر پانی کی قلت کے خلاف چار دن سے جاری احتجاج میں دو کسانوں محمد جمن اور محمد حنیف نے خود پر تیل چھڑک کر خودسوزی کی کوشش کی جس پر وہاں موجود کسانوں نے انہیں بچایا۔ محمد جمن نے بتایا کہ جب کسانوں کا وفد اپنی شکایت لے کر ایگزیکٹو انجینئر، محکمہ آبپاشی کے دفتر گیا وہاں حکام ہماری بات تک سننے کو تیار نہیں تھے۔ محمد حنیف نے بتایا کہ حکام صرف بااثر جاگیرداروں کا تحفظ کرتے ہیں اور بے یار و مددگار کسانوں کو پانی دینے کو تیار نہیں۔ (ڈان، 30 جون، صفحہ 17)

11 جولائی: بدین ضلع میں کئی مہینوں سے پینے اور آبپاشی کے لیے پانی کی شدید قلت کے خلاف ماہی گیروں نے اپنے مظاہروں میں خشک سالی جیسی صورت حال کی شکایت کی ہے۔ (ڈان، 12 جولائی، صفحہ 19)

11 جولائی: نارا کنال کی سب سے بڑی ضلعی پورن شاخ کے اگلے سرے سے پانی حاصل کرنے والے کاشتکاروں نے پانی کی قلت کے خلاف مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ 20,000 ایکڑ پر زمین کاشت کرتے ہیں اور اگر 36 گھنٹوں میں ان کے مسائل حل نہ ہوئے تو وہ قانون اپنے ہاتھ میں لے لیں گے۔ اخباری نمائندوں کے مطابق وہ کاشتکار جو کنال سے پہلے پانی حاصل کرتے ہیں اتنے با اثر ہیں کہ وہ کنال سے باقاعدہ پانی چوری کرتے ہیں اور پولیس کوئی کارروائی نہیں کرتی۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 12 جولائی، صفحہ 12)

6 اگست: ماتلی کے قریب علی پور ریگولیٹر پر پانی کی عدم فراہمی کے خلاف کاشتکاروں کے دھرنے کے بعد چینل کی مرمت اور صفائی کا کام جو کافی سالوں سے نہیں ہوا تھا علاقے کے ایم پی اے اور واٹر بورڈ کے ڈائریکٹر کی آمد کے ساتھ ہی شروع ہوگیا۔ (ڈان، 7 اگست، صفحہ 19)

ماہی گیری

3 اگست: گزری کے ماہی گیروں نے پچھلے تین ہفتوں سے مچھلی پکڑنے پر لگائی گئی پابندی کے خلاف کراچی، سی ویو پر مظاہرہ کیا۔ یہ پابندی سی ویو پر 35 افراد کے ڈوبنے کے بعد لگائی گئی ہے۔ ایک ماہی گیر کے مطابق اس سانحہ سے پہلے بھی انھیں اجازت نہیں دی جارہی تھی۔ 100 کے قریب ماہی گیر سی ویو اور کلفٹن سے پچھلے 40 سالوں سے مچھلی پکڑ رہے ہیں۔ مظاہرین نے کہا کہ دیگر علاقوں کے ماہی گیروں پر اب مچھلی پکڑنے کی موسمی پابندی ہٹالی گئی ہے تو پھر گزری کے ماہی گیر اس پابندی کی زد میں کیوں ہیں (دی ایکسپریس ٹریبون، 4 اگست، صفحہ 13)

6 اگست: پی ایف ایف نے ابراہیم حیدری میں اپنے ایک ہنگامی اجلاس میں فیصلہ کیا کہ ماہی گیری پر عائد پابندی کے خلاف ماہی گیر سی ویو پر بھوک ہڑتال شروع کرینگے۔ گزری، شیرین جناح کالونی اور

کیماڑی کے ماہی گیر مچھلی کے شکار کے لیے کشتیاں استعمال نہیں کرتے بلکہ سائیکل پر سوار ہوکر ساحل پر جاتے ہیں وہاں سے چھوٹے جال استعمال کرتے ہوئے مچھلی پکڑتے ہیں اور روزانہ کی بنیاد پر روزی کماتے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 7 اگست، صفحہ 14)

ماحول

3 مئی: ڈیرہ اسماعیل خان میں مظاہرین نے چشمہ شوگر مل کو آگ لگانے کی کوشش کی ہے۔ گزشتہ روز شوگر مل کے فضلے کی نالی میں پھنسی خواتین کو بچانے کی کوشش میں دیگر آٹھ افراد بھی جاں بحق ہوگئے تھے۔ پولیس نے مظاہرین کو منتشر کرنے کے لیے ہوائی فائرنگ کی اور شوگر مل کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے جنرل منیجر اور پروڈکشن منیجر سمیت آٹھ ملازمین کو گرفتار کرکے مقدمہ درج کرلیا۔ کے پی کے میں کئی شوگر ملز کا فضلہ نامناسب انتظامات کی وجہ سے دریاؤں اور جھیلوں کے پانی کو آلودہ کررہا ہے۔ (ڈان، 4 مئی، صفحہ 1)

4 جولائی: ملتان میں تقریباً 2,000 شہریوں نے ملتان، بہاولپور نیشنل ہائی وے پر مظاہرہ کرکے آمد و رفت معطل کردی۔ مظاہرہ 10 فرٹیلائزر فیکٹریوں کے خلاف تھا جو علاقے میں آلودگی پھیلا رہی ہیں۔ مظاہرین نے ایک فیکٹری کے اندر داخل ہوکر مطالبہ کیا کہ انتظامیہ فیکٹری سیل کردے۔ ملتان کے مضافات میں یہ فیکٹریاں زہریلا دھواں فضاء میں چھوڑ رہی ہیں جس کی وجہ سے لوگ بیماریوں میں مبتلا ہورہے خاص کر پھیپھڑوں کی بیماری عام ہورہی ہے۔ یہ سلسلہ پچھلے دس سالوں سے جاری ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 5 جولائی، صفحہ 15)

زرتلافی

21 جولائی: وفاقی حکومت کی طرف سے کسانوں کو دی جانے والی زرتلافی میں کمی کے فیصلے سے زرعی

زمینوں پر آبپاشی کے لیے استعمال ہونے والے ٹیوب ویل کے لیے بجلی کے نرخ میں دو روپے فی یونٹ اضافے کا امکان ہے۔ ستمبر 2013 میں حکومت نے زرعی شعبے کے لیے یکساں نرخ 10.30 روپے فی یونٹ کا اعلان کیا تھا جس کی مدت اس سال جون تک تھی، اس دوران حکومت نے بجلی کے بلوں پر 23 بلین روپے کی زرتلافی دی۔ کسان حکومت پر موجودہ نرخ برقرار رکھنے کے لیے دباؤ ڈال رہے ہیں۔ کسان اتحاد نے زرتلافی واپس لینے پر احتجاج کرتے ہوئے اس وقت تک بجلی کے بل جمع نہ کرانے کا فیصلہ کیا ہے جب تک حکومت اپنے فیصلے کو واپس نہیں لے لیتی۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 22 جولائی، صفحہ 11)

ب۔ عالمی زرعی خبریں

ا۔ زرعی مواد

زمین

16 اگست: ایک اخباری خبر کے مطابق چین میں قومی سطح پر فروخت کی گئی زمین اور دیگر معاملات کا آڈٹ کرانے کا فیصلہ کرلیا گیا ہے۔ 2008 سے 2013 تک فروخت کی گئی زمین کا اس ہفتے کیے جانے والے آڈٹ میں سختی سے حساب لیا جائے گا۔ یہ زمین کسانوں سے سستے دام پر لے کر مہنگے دام پر تجارتی منصوبوں کے لیے فروخت کی گئی۔ چین کی مقامی حکومتیں اپنے بڑھتے ہوئے قرضے اس آمدنی سے ادا کرتی رہی ہیں اور کسانوں نے اس کے خلاف مستقل مزاحمت کی ہے۔ (ڈان، 17 اگست، صفحہ12)

- جبری مشقت

25 مئی: اقوام متحدہ کے اعداد و شمار کے مطابق پوری دنیا میں 21 ملین مزدوروں بشمول خواتین اور بچوں سے جبری مشقت لی جاتی ہے جس سے سالانہ 150 بلین ڈالرز آمدنی حاصل کی جاتی ہے۔ اقوام متحدہ کی لیبر رپورٹ آن گلوب کے مطابق یہ شرح 2005 سے تین گنا بڑھ گئی ہے۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 26 مئی، صفحہ6)

پانی

- پانی کی قلت

1 جون: ورلڈ اکنامک فورم کی جنوری میں شائع ہوئی سالانہ رپورٹ گلوبل رسک (Global Risk) میں پانی کے بحران کو اگلی دہائی کے استحکام کے لیے تیسرا بڑا خطرہ قرار دیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق موجودہ استعمال کو دیکھتے ہوئے پانی کی طلب 2030 تک اس کی دستیابی کے مقابلے میں 40 فیصد بڑھ جائے

گی۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 2 جون، صفحہ 9)

3 اگست: ایران میں اقوام متحدہ کے مقامی نمائندے گیری لویس کے مطابق ''موجودہ ایران میں انسانی بقاء کے لیے سب سے بڑا خطرہ پانی کی کمی ہے''۔ دریاؤں پر بے تحاشہ ڈیموں کی تعمیر، آبپاشی کے خراب طریقے، خشک سالی اور موسمی تبدیلی نے مل کر وہاں پانی کا بحران پیدا کردیا ہے۔ پچھلے کچھ مہینوں میں 12 ایرانی شہروں میں کہا گیا ہے کہ لوگ خود سے اگر پانی کے استعمال میں کم سے کم 20 سے 30 فیصد تک کمی نہیں لاتے تو پانی کو راشن کیاجائے گا۔ دوسری طرف 2012 سے اقوام متحدہ کی طرف سے ایک پائلٹ پروجیکٹ کے ذریعے کسانوں کو دیسی کھاد بنانے اور پانی کے بہتر طریقوں کو استعمال کرنا سکھایا جارہا ہے جس سے پانی کے استعمال میں 35 فیصد تک کمی آئی ہے۔ اس منصوبے کے تحت جو اب 41 گاؤں تک پھیل گیا ہے اور جس سے 13,000 کسان فائدہ اٹھا رہے ہیں، میں چند فصلوں کے بجائے دیگر فصلیں اگانے کو بھی فروغ دیا جارہا ہے تاکہ زمین دوبارہ زرخیز ہوسکے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 4 اگست، صفحہ 8)

بیج

- جینیاتی بیج

12 جون: یونان کے وزیر زراعت نے یورپی یونین کے حکام سے ملاقات کے بعد کہا ہے کہ یورپی یونین رکن ممالک کو جینیاتی فصلیں اگانے کے معاملے پر اپنا فیصلہ خود کرنے کا اختیار دیدے گا۔ تمام رکن ممالک نے سوائے بیلجیم اور لگزمبرگ کے اس معاہدے پر اتفاق کیا ہے۔ نیوز ایجنسی اے ایف پی کے مطابق معاہدے کا اہم نکتہ یورپی ممالک کو انفرادی طور پر جینیاتی فصلوں پر پابندی کا حق دیتا ہے چاہے وہ یورپی سطح پر پہلے ہی صحت اور حفاظتی معیار پر منظوری حاصل کرچکے ہوں۔ (ڈان، 13 جون، صفحہ 11)

24 جون: پروفیسر گلیس ایرک سرالن (Gillies-Eric Seralin) کی جینیاتی مکئی پر تحقیق جو پہلی بار ستمبر

2012 میں جاری ہوئی جس میں کہا گیا ہے کہ امریکی دیوہیکل کمپنی مونسانٹو کی NK 603 (این کے) مکئی اور جڑی بوٹی زائل کرنے والا راؤنڈ اپ (Roundup) کی چوہوں پر آزمائش سے معلوم ہوا کہ یہ جڑی بوٹی مار زہر گردے، جگر اور میمری گلینڈ (mammarygland) میں بیماریاں پیدا کرنے کے علاوہ جلد میں رسولیاں (skin tumours) جیسے امراض کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ مونسانٹو کے مطابق یہ ریسرچ دنیا کے زیادہ تر سائنسدان مسترد کر چکے ہیں۔ (دی نیوز، 25 جون، صفحہ 8)

7 جولائی: امریکہ، کینیڈا، برازیل، ارجنٹائن اور چین سمیت کئی دیگر ممالک نے جینیاتی طور سے تبدیل کی گئی فصلوں کو پوری طرح اپنا لیا ہے لیکن یورپ میں اس حوالے سے سخت تحفظات ہیں۔ وہاں بحث دو گروہوں کے درمیان ہے۔ یورپی گرین لابی (یعنی ماحول دوست) ایک طرف ہے اور ایگری بزنس لابی دوسری طرف جو کہہ رہی ہے کہ دیہی آمدنی اور زرعی پیداوار بڑھانے کو روکنے سے یورپی زراعت نئے طریقوں کو اپنانے میں اپنی جگہ کھو دے گا۔ صرف پانچ یورپی ممالک (اسپین، پرتگال، چیک ریپبلک، رومانیہ، سلواکیہ) جینیاتی فصلیں اگاتے ہیں مگر یہ ممالک کل ملا کر جینیاتی فصلوں کا صرف 0.1 فیصد کاشت کر رہے ہیں۔ یورپ میں چھوٹے پیمانے کی کاشت کاری کی روایت رہی ہے اس لیے بڑے پیمانے کی تجارتی کھیتی باڑی کے طریقے جو امریکہ اور چین میں اپنائے گئے ہیں یہاں کے لیے نامناسب ہیں۔ یورپ میں صرف ایک طرح کی جینیاتی مکئی کی اجازت دی گئی ہے جب کہ امریکہ میں 1996 سے 96 تجارتی لائسنس مختلف جینیاتی فصلیں اگانے کے لیے دیئے جا چکے ہیں۔ پچھلے مہینے یورپ کے ماحولیات کے وزراء نے نیا قانون منظور کیا ہے جس میں اس حوالے سے کچھ لچک دکھائی گئی ہے۔ قانون کے تحت یورپ میں شامل ہر ملک کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ جینیاتی فصلوں کے حوالے سے اپنے فیصلے خود کرے۔ (دی نیوز، 8 جولائی، صفحہ 8)

II۔ زرعی مداخل

قدرتی اور صنعتی طریقہ زراعت

1 جولائی: انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز کے اداریے کے مطابق کیمیائی ادویات کی ایک قسم نیو نیکوٹائینا ئڈز (Neonicotinoids) پر آج تک ہونے والی سب سے مکمل تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ادویات ماحول پر پہلے لگائے گئے اندازوں سے کہیں زیادہ تباہی کی ذمہ دار ہیں۔ رپورٹ جسے آئی یو سی این 29 جون کو منظر عام پر لائی تھی، میں واضح کیا گیا کہ نیو نیکوٹائینا ئڈز دنیا بھر میں ڈرامائی طور سے زیرگی (پولینیشن) پھیلانے والے کیڑوں جن میں شہد کی مکھی شامل ہے کے خاتمے کی ذمہ دار ہے۔ یورپی یونین نے پچھلے سال مختصر مدت کے لیے تین نیو نیکوٹائینا ئڈز ادویات پر پابندی لگادی تھی جس کے بعد سینجنٹا اور بائیر کروپ سائنس جو یہ ادویات تیار کرتی ہیں، نے یورپین کورٹ آف جسٹس میں اس پابندی کے خلاف درخواست دائر کی تھی۔ (دی انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 1 جولائی، صفحہ 6)

12 اگست: ایک مضمون میں تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ ہم کس طرح پچھلے 45-40 سالوں سے زہر کھا رہے ہیں اور ہمارا ماحول اسے مستقل اپنے اندر جذب بھی کررہا ہے جس کی وجہ سے کئی طرح کی بیماریاں جس میں کینسر جیسی لا علاج بیماری بھی شامل ہے عام ہو چکی ہیں۔ کیمیائی کمپنیوں نے اپنے منافع کی ہوس میں اسے عام کیا اور اب اس کے نتائج سامنے آنے کے باوجود اس طریقہ زراعت کو فروغ دے رہی ہیں۔ امریکہ جہاں سب سے زیادہ زرعی ادویات کا استعمال ہورہا ہے ہر تیسرا شخص کینسر کے مرض کا شکار ہے۔ امریکہ میں چونکہ حکومت کمپنیوں کے ہاتھ میں ہے اس لیے وہاں سے ایسی زراعت کو سب سے زیادہ فروغ مل رہا ہے۔ جینیاتی بیج کی کاشت سے کیمیائی ادویات کا استعمال مزید بڑھ گیا ہے کیونکہ جب کیڑے ان ادویات کے عادی ہوکر زیادہ طاقت ور ہوجاتے ہیں تو انہیں مارنے کے لیے مزید ادویات درکار ہوتی ہیں۔ کھیتوں میں کام کرنے والی چونکہ زیادہ تر عورتیں ہوتی ہیں اس لیے ان کے بچے بھی اس سے براہ راست متاثر ہوتے ہیں اور شہروں میں رہنے والے خوراک کے ذریعے اپنے اندر یہ زہر لیتے

رہتے ہیں۔ (نجمہ صادق، دی نیوز، 12 اگست، صفحہ 1، You)

29 اگست: افریقن یونین کے کمپریہنسیو افریقن ایگریکلچر ڈیولپمنٹ پروگرام (CAADP) کے سربراہ مارٹن بوالیا (Martin Bwalya) نے کینیا میں کہا ہے کہ "افریقہ کی زراعت کو پیٹ کی خوراک سے ہٹ کر معیشت کے لیے دولت اور کسانوں کی جیبوں میں پیسے کا ذریعہ بننا ہے جس کے لیے حکومتوں اور دیگر شعبوں کو زرعی تحقیق میں سرمایہ کاری کرنی چاہیے تاکہ فی ایکڑ زیادہ پیداوار والی فصلوں کو فروغ دیا جائے اور بہتر مارکیٹنگ اور زیادہ قدر والی اشیاء کی پیداوار کے ذریعے پیداوار کو منافع بخش بنایا جاسکے"۔ (دی نیوز، 30 اگست، صفحہ 17)

III۔ غربت اور غذائی تحفظ

غربت

15 جون: انڈونیشیا جہاں کی آدھی آبادی دو ڈالرز یومیہ پر گزارہ کرتی ہے، ڈاکٹر البیناسیڈ (Dr. Albinsaid) نے 2010 میں ایک ٹوٹی پھوٹی کلینک میں مریضوں کا علاج شروع کیا جو کہ علاج کی ادائیگی کے لیے ہفتے میں ایک دن کچرا ساتھ لاتے ہیں۔ اس اسکیم کا رکن بننے کے لیے 10,000 انڈونیشی روپیہ (یعنی تقریباً 90 روپے یا امریکی 90 سینٹ) مالیت کا کچرا ہر ماہ جمع کرانا ہوتا ہے جس سے وہ مہینے میں دوبار اپنا معائنہ کراسکتے ہیں۔ یہ کلینک روزانہ شام میں کھلتے ہیں جہاں دو ڈاکٹر، ایک نرس اور دو فارماسسٹ ہوتے ہیں۔ (دی نیوز، 16 جون، صفحہ 10)

7 جولائی: ایک خبر کے مطابق بھارتی حکومتی ماہرین پر مشتمل پینل کی نئی رپورٹ کے مطابق 2011-12 میں 30 فیصد بھارتی آبادی یا 363 ملین افراد خط غربت کے نیچے زندگی گزار رہے تھے جو غربت پر پچھلے اعداد و شمار سے 100 ملین زیادہ ہے۔ 2011 سے پہلے ان لوگوں کو غریب تصور نہیں کیا جاتا تھا جو 27 روپے یومیہ (45 یو ایس سینٹ)، گاؤں میں اور 33 روپیہ یومیہ (55 یو ایس سینٹ) پر شہروں میں زندگی

گزار رہے ہیں۔ (دی نیوز، 8 جولائی، صفحہ 11)

26 جولائی: اقوام متحدہ کے ذرائع کے مطابق 17 اہداف پر مشتمل پائیدار ترقی کے اہداف 2016 میں جاری کیے جائیں گے جو ملینیم ترقیاتی اہداف کی جگہ لیں گے جس کی میعاد 2015 میں ختم ہوگی۔ (ڈان، 27 جولائی، صفحہ 10)

9 اگست: ایک مضمون کے مطابق امریکہ کی اقتصادی پالیسی پچھلی تین دہائیوں سے امیروں پر زیادہ ٹیکس اور غریبوں کی زیادہ امداد کو اقتصادی ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتی رہی ہے۔ اس پالیسی کی وجہ سے امریکہ میں معاشی ناہمواری اتنی بڑھ گئی ہے کہ اب امیروں پر ٹیکس اور غریبوں کی مدد ہی کو معاشی ترقی کا صحیح طریقہ سمجھا جا رہا ہے۔ (پال کرگ مین، دی انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 9 اگست، صفحہ 9)

15 اگست: بھارتی وزیراعظم نریندرا مودی نے یوم آزادی کے موقع پر اپنی تقریر میں غربت کے خاتمے کے لیے جنوبی ایشیاء میں علاقائی تعاون پر زور دیا ہے۔ (ڈان، 16 اگست، صفحہ 16)

- مائیکرو کریڈٹ

27 اگست: ایک مضمون کے مطابق جنوبی افریقہ کی حکومت نے منڈی پر مبنی سماجی اور معاشی ترقی کی پالیسی اپنا کر مائیکرو کریڈٹ کو بڑی تیزی سے فروغ دیا لیکن سات سال بعد افریقن بینک جو چھوٹے قرضوں کے بڑے خواب دکھا رہا تھا، کو خود نقصان کا سامنا ہے۔ افریقن بینک نے غریب آبادیوں کو بھاری سود پر لمبے عرصے کے لیے قرضے دینے شروع کیے جس کے بعد دیگر بینک اور بڑے ادارے بھی اس کاروبار میں شامل ہوگئے۔ اس مہینے افریقن بینک نے بڑے پیمانے پر نقصان کا انکشاف کیا جس کے بعد جنوبی افریقہ کے مرکزی بینک کو 1.6 بلین ڈالرز فراہم کر کے اس بینک کو بحران سے نکالنا پڑے گا ورنہ پورا مالیاتی نظام غیر مستحکم ہونے کا خطرہ ہے۔ بحران کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ غربت کے خاتمے کے لیے جو

قرضے دیئے جارہے تھے انہیں بھی منافع بخش کاروبار بنادیا گیا تھا۔ قرضے کی شرح 32 فیصد تھی چونکہ انہیں ادا کرنے کا دورانیہ بھی لمبا تھا اس لیے قسط ادا نہ کرنے کی صورت میں جرمانہ اور فیس بھی ادا کرنی پڑتی تھی۔ حکومت سمجھ رہی تھی کہ ان قرضوں سے کم آمدنی والے مزید کاروبار کو فروغ دے پائیں گے جبکہ قرض لینے والے تو قسط بھی ادا نہیں کر پارہے۔ موڈی (Moody) ریٹنگ کمپنی نے جنوبی افریقہ کے چار بڑے کمرشل بینکوں کی ریٹنگ میں کمی کردی ہے جس سے ملک کی معاشی ترقی پر منفی اثرات پڑنے کا اندیشہ ہے۔ (ئی اومولف، انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 27 اگست، صفحہ 6)

زرعی قرضے:

22 جون: بھارت میں تلنگانہ اورساندھرہ کے وزیر اعلیٰ نے مودی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ دونوں ریاستوں کو خصوصی زمرے میں شامل کریں اور خصوصی امداد فراہم کریں جس سے کسانوں کے زرعی قرضے معاف کیے جاسکیں جبکہ ریزرو بینک آف بھارت نے دونوں ریاستی حکومتوں کو کہا ہے کہ ان کا یہ اقدام نہ صرف بینکاری نظام کو متاثر کرے گا بلکہ اس سے معیشت بھی متاثر ہوگی۔ (ڈان، 23 جون، صفحہ 5)

غذائی تحفظ

12 جولائی: ایک مضمون کے مطابق دنیا میں سائنسی تحقیق ایک نئی سوچ کو جنم دے رہی ہے جو یہ سمجھتی ہے کہ دنیا میں 162 ملین غذائی کمی کے شکار بچوں میں یہ کمی کم غذا کی وجہ سے نہیں بلکہ صفائی کے فقدان کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہے کیونکہ گندگی کی وجہ سے بچہ جلدی بیمار پڑتا ہے اور غذا سے حاصل توانائی اس کے دماغ اور جسم کو مضبوط کرنے کے بجائے بیماری سے لڑنے میں لگ جاتی ہے اور بظاہر لگتا ہے کہ بچہ غذائی کمی کا شکار ہے۔ (گاڈنر ہیرس، دی انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 12 جولائی، صفحہ 1)

17 اگست: ایک مضمون میں WTO (ڈبلیو ٹی او) کی بالی کانفرنس (دسمبر 2013) میں نئے تجارتی

معاہدے کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ اسے 31 جولائی، 2014 کو باقاعدہ ڈبلیو ٹی او کا حصہ، رکن ممالک کی توثیق کے بعد بننا تھا لیکن پچھلے مہینے بھارت نے یہ کہہ دیا کہ وہ اس معاہدے کی توثیق نہیں کرے گا جب تک ممبر ممالک غذائی تحفظ پر مستقل بنیادوں پر کوئی معاہدہ نہیں کر لیتے۔ بھارتی وزیر تجارت نرمیلا سیتھا رامن نے کہا ''ڈبلیو ٹی او میں دونوں معاہدے ہوں گے یا پھر کوئی نہیں''۔ (حسین ایچ زیدی، دی نیوز، 17 اگست، صفحہ 7)

IV۔ غذائی اور نقد آور فصلیں

غذائی فصلیں

19 مئی: یورپی یونین کے وزیر برائے زراعت کا کہنا ہے کہ کھانے پینے کی اشیاء مثلاً چاول، کافی، پاستہ وغیرہ پر تاریخ تنسیخ لکھنا موزوں نہیں کیونکہ اس کے سبب ڈھیر ساری اشیاء ضائع ہوجاتی ہیں حالانکہ یہ اشیاء خراب نہیں ہوتیں۔ ایک اندازے کے مطابق یورپ میں سالانہ 89 میٹرک ٹن کھانے پینے کی اشیاء اسی وجہ سے ضائع ہوجاتی ہیں۔ (ڈان، 20 مئی، صفحہ 11)

7 اگست: دنیا میں غذائی اشیاء کی قیمتیں پچھلے چار مہینوں سے مستقل کم ہورہی ہیں ان میں اناج، خوردنی تیل اور ڈیری مصنوعات شامل ہیں۔ ایف اے او کی فوڈ پرائس انڈیکس کے مطابق گوشت کی قیمت بڑھ رہی ہے جبکہ چینی کی قیمت میں استحکام ہے۔ (ڈان، 8 اگست، صفحہ 11)

- چاول

19 جون: تھائی لینڈ کی فوجی حکومت نے متنازعہ سرکاری اسکیم کے تحت خریدے گئے چاول کے 92.4 بلین بھات (2.86 بلین ڈالرز) کے بقایاجات کسانوں کو ادا کردیئے۔ حکومت کے مطابق آٹھ لاکھ کسانوں کو ادائیگیاں کردی گئی ہیں اور حکومت اب چاول خریدنے پر کوئی رقم خرچ نہیں کرے گی۔ دسمبر

میں پارلیمنٹ ٹوٹنے کے بعد کسانوں کو ادائیگیاں روک دی گئیں تھیں۔ (ڈان، 20 جون، صفحہ 12)

نقد آور فصلیں

- کپاس

2 اگست: اب جب کہ کپاس کی قیمت گر کر پولیسٹر کی قیمت کے برابر آ گئی ہے انٹرنیشنل کاٹن ایڈوائزری کمیٹی (ICAC) کے مطابق کپاس کے استعمال میں پانچ فیصد اضافہ متوقع ہے۔ (دی نیوز، 3 اگست، صفحہ 15)

- بائیو فیول

15 جولائی: اقوام متحدہ کی فوڈ اینڈ ایگریکلچر آرگنائزیشن (FAO) اور دی آرگنائزیشن فار اکنامک کوآپریشن اینڈ ڈیولپمنٹ (OECD) کی مشترکہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ امید ہے کہ 2023 تک ایتھنول اور بائیو ڈیزل کی پیداوار بالترتیب 158 بلین لٹرز اور 40 بلین لٹرز تک پہنچ جائے گی۔ (دی نیوز، 16 جولائی، صفحہ 16)

7 اگست: ایک خبر کے مطابق امریکہ کی ہوائی جہاز کمپنی بوئنگ اور ساوتھ افریقن ایئرلائنز تمباکو کے پودے سے جہاز کے لیے تیل بنانے کے منصوبے میں تعاون کر رہی ہیں۔ متبادل ہوائی جہازوں کا ایندھن (جیٹ فیول) بنانے والی کمپنی اسکائی این آر سی (SkyNRC)، ہائبرڈ تمباکو کے پودے سے بائیو فیول بنائے گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 8 اگست، صفحہ 4)

- پوست (Opium)

15 جولائی: ڈائریکٹر جنرل اینٹی نارکوٹکس فورس میجر جنرل خاور حنیف نے سینٹ کی قائمہ کمیٹی برائے داخلہ و منشیات کو بتایا کہ نائن الیون سے پہلے افغانستان میں پوست کی کاشت 6,700 ہیکٹرز پر ہوتی تھی

جواب دو لاکھ ہیکٹرز تک پہنچ گئی ہے۔ (ڈان،16 جولائی،صفحہ 4)

V۔ تجارت

2 مئی: بھارت کے وزیر برائے صنعت وتجارت آنند شرما نے کہا ہے کہ انکا ملک یورپی یونین کی طرف سے آم اور چار مختلف سبزیوں پر پابندی کے معاملے کو عالمی ادارہ تجارت تک لے جائیگا۔ انھوں نے واضع کیا اس معاملے میں بھارت اور یورپی یونین کی تجارت پر نہایت منفی اثر پڑے گا۔ (ڈان، 3 مئی،صفحہ 11)

برآمدات

23 جون: یورپی کمیشن کی عالمی زرعی منڈی پر جاری رپورٹ کے مطابق گزشتہ سال یورپ زرعی اور غذائی اشیاء کی برآمد میں امریکہ کو مات دے کر پہلے نمبر پر آگیا ہے۔ 2013 میں چین اور دیگر منڈیوں میں یورپی یونین کے 28 ممالک نے 120 بلین یوروز (163 بلین ڈالرز) کی زرعی اور غذائی مصنوعات فروخت کیں۔ (ڈان،24 جون،صفحہ 11)

- گوشت

3 جولائی: یورپی یونین کے ساتھ آزاد تجارت کا معاہدہ کرنے کے بعد روس نے مولڈوا (Moldova) سے گوشت کی درآمد پر پابندی عائد کردی ہے۔ (ڈان، 4 جولائی،صفحہ 12)

- چاول

4 جون: تھائی لینڈز رائس ایسوسی ایشن کے مطابق تھائی لینڈ پھر سے چاول برآمد کرنے والا دنیا کا سب سے بڑا ملک بن گیا ہے۔ جنوری سے مئی 2014 تک 3.93 ملین ٹن چاول برآمد کیا گیا جبکہ بھارت نے اسی عرصے کے دوران 3.74 ملین ٹن اور ویت نام نے 2.4 ملین ٹن چاول برآمد کیا۔ (ڈان، 5 جون،صفحہ 11)

• پھل اور سبزی

پیاز:

17 جون: بھارت نے مقامی منڈی میں پیاز کی قیمت کو بڑھنے سے روکنے کے لیے پیاز کی کم سے کم برآمدی قیمت 300 ڈالرز فی ٹن کردی ہے جو مارچ تک 150 ڈالرز فی ٹن تھی۔ بھارتی سالانہ 15 ملین ٹن پیاز استعمال کرتے ہیں اور سالانہ 1.5 ملین ٹن برآمد کی جاتی ہے۔ (ڈان، 18 جون، صفحہ 11)

درآمدات

7 اگست: روس پر مغربی ممالک کی طرف سے عائد کی گئی پابندیوں کے خلاف ماسکو نے امریکہ اور یورپی یونین سے خوراک کی درآمد پر پابندی عائد کردی ہے اور دھمکی دی ہے کہ وہ ان ممالک کی پروازوں کو اپنی فضائی حدود میں داخلے سے بھی روک دے گا۔ (ڈان، 8 اگست، صفحہ 14)

• کپاس

2 جولائی: ICAC (آئی سی اے سی) کے مطابق چین میں کپاس کی درآمد میں کمی اور کپاس کی عالمی پیداوار میں چھ فیصد تک اضافے کی وجہ سے 15-2014 میں کپاس کی قیمت میں کمی برقرار رہنے کا امکان ہے۔ (دی نیوز، 3 جولائی، صفحہ 15)

ایگری بزنس

23 مئی: ایک مضمون کے مطابق ورلڈ بینک کی زرعی ممالک میں دستیاب تجارتی مواقعوں اور مراعات کی بنیاد پر ملکوں کی درجہ بندی شروع کرنے کی حالیہ کوشش نے ترقی پذیر ممالک میں غذائی تحفظ اور چھوٹے کسانوں کے روزگار کو لاحق خطرات میں اضافہ کردیا ہے۔ اس درجہ بندی کی ابتداء 2002 میں عالمی بینک نے ''ڈوئنگ بزنس (Doing Business)'' قائم کرکے کی تھی جو ملکوں میں کاروبار کے لیے فراہم کی گئی مراعات کی بنیاد پر ان کی درجہ بندی کرتا تھا لیکن اب 2013 میں بڑے صنعتی ممالک نے جی-8

کی شکل میں زراعت پر اپنے مکمل اختیار کے لیے مخصوص طریقہ کار وضع کرنے کے لیے عالمی بینک پر اپنا اثر و رسوخ استعمال کیا جس کے نتیجے میں ''بینچ مارکنگ دی بزنس آف ایگریکلچر'' (BBA) منصوبہ گزشتہ سال شروع کیا گیا۔ (سید محمد علی، دی ایکسپریس ٹریبون، 23 مئی، صفحہ 7)

VI۔ کارپوریٹ شعبہ

کھاد کی کمپنیاں

- فاطمہ فرٹیلائزر

21 مئی: فاطمہ فرٹیلائزر (Fatima Fertilizer) کے حصص کنندگان مڈ ویسٹ فرٹیلائزر کارپوریشن (Midwest Fertilizer Corporation) کے اشتراک سے امریکی ریاست انڈیانا میں 300 ملین ڈالرز مالیت کا نائٹروجینس فرٹیلائزر پلانٹ (Nitrogenous Fertilizer Plant) قائم کریں گے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 22 مئی، صفحہ 10)

غذائی کمپنیاں

4 جون: بھارت میں بڑھتی ہوئی ڈیری کی صنعت محفوظ دودھ کی ضمانت فراہم کررہی ہے۔ پرائڈ آف کاؤز (Pride of Cows) جو فارم سے گھروں تک نامیاتی (organic) محفوظ دودھ روایتی بنیادوں پر فراہم کرنے والی بڑی کمپنی ہے روزانہ دس ہزار لٹرز دودھ ممبئی اور پونے میں رکنیت کی بنیاد پر ترسیل کرتی ہے جن میں فائیو اسٹار ہوٹلز بھی شامل ہیں۔ دودھ کی قیمت 75 روپے (1.24 ڈالرز) فی لٹر ہے جو بازار میں قریبی دکانوں پر دستیاب پیسچرائزڈ دودھ سے دگنی قیمت ہے۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 5 جون، صفحہ 1)

- او ایس آئی گروپ

5 اگست: چین میں ہوسی (Husi) فوڈ کمپنی امریکہ میں قائم او ایس آئی گروپ کی ذیلی کمپنی ہے۔

اطلاعات کے مطابق وہاں زائد المیعاد مرغی اور گائے کا گوشت تاریخ بدل کر فروخت کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں گیم (GAM) کارپوریشن پرائیوٹ لمیٹڈ اور سیزا (Siza) فوڈ پرائیوٹ لمیٹڈ مکڈونلڈ کی پیٹنٹ شدہ مرغی سے بنی مصنوعات جن میں نگیٹس بھی شامل ہیں ہوسی فوڈز پرائیوٹ لمیٹڈ چائنا سے درآمد کرتے تھے جن کی مئی اور جون 2014 میں درآمدات بالترتیب 41 ٹن اور 71 ٹن چکن پر مشتمل تھیں۔ دونوں پاکستانی درآمدی کمپنیوں کا کہنا ہے کہ وہ ہوسی فوڈ کمپنی بیجنگ سے غذائی اشیاء منگواتے ہیں نہ کہ ہوسی شنگھائی سے جسے بند کردیا گیا ہے لیکن ہوسی بیجنگ کا وجود او ایس آئی گروپ کی ویب سائٹ پر کہیں نہیں ہے۔ (ڈان، 6 اگست، صفحہ 10)

11 اگست: چین میں فاسٹ فوڈ چینز جن میں مکڈونلڈز، برگر کنگ، ڈائی کوث، کارلز جونیئر (Carl's Jr) اور یم برانڈز (Yum Brands) بھی شامل ہیں سے شنگھائی میونسپل فوڈ اینڈ ڈرگ ایڈمنسٹریشن نے کہا ہے کہ وہ اپنی خوراک سپلائی کرنے والوں کی جو امریکی گروپ او ایس آئی کی کمپنی شنگھائی ہوسی فوڈ سے گوشت خریدتی ہیں کی تمام خفیہ معلومات کی تفصیل چھاپ کر منظرعام پر لائیں۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 12 اگست، صفحہ 12)

• ایچ جے ہائنس (HJ Heines)

19 اگست: امریکی غذائی کمپنی ایچ جے ہائنس نے کہا ہے کہ وہ چین کو سپلائی کی جانے والی اشیاء میں شامل اجزاء کی نگرانی سخت کردے گی۔ چین میں کمپنی کی تیار کردہ بچوں کی غذائی اشیاء میں سیسے کی مقدار بہت زیادہ پائی گئی تھی جس کے بعد کمپنی سے کہا گیا ہے کہ وہ ان اشیاء کو چین سے واپس منگوائے۔ (ڈان، 20 اگست، صفحہ 10)

• برگر کنگ

26 اگست: ایک مضمون میں کہا گیا ہے کہ امریکی فاسٹ فوڈ کمپنی برگر کنگ اپنا کاروبار کینیڈا منتقل

کررہی ہے جہاں کمپنی ٹم ہورٹنز (Tim Hortons)، کینیڈا کی ڈونٹ اور کافی چین خریدنے کے لیے بات چیت کررہی ہے جس کے بعد برگر کنگ دنیا کی سب سے بڑی فاسٹ فوڈ چینز میں شمار ہوگی۔ کمپنی نے اپنا ٹیکس بل کم کرنے کے لیے کاروبار کینیڈا منتقل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ (مائیکل جے ڈی لا مرسڈ .Michael J) (de la Merced، انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 26 اگست، صفحہ 13)

- فونٹیرا (Fonterra)

28 اگست: چین میں فونٹیرا ان بیرونی کمپنیوں کی فہرست میں شامل ہوگئی ہے جو چین میں محفوظ غذا پہنچانے کا نیا وعدہ کررہی ہیں۔ کمپنی چین کی مقامی کمپنی بینگ میٹ بے بی اینڈ چائلڈ فوڈ کمپنی (Beingmate Baby and Child Food Company) کے ساتھ مل کر اس کاروبار میں 500 ملین ڈالرز سرمایہ کاری کرنے کو تیار ہے۔ فونٹیرا کوآپریٹیو گروپ، نیوزی لینڈ، دنیا کی بڑی ڈیری کمپنیوں میں سے ایک ہے۔ کمپنی نے چھ سال پہلے بچوں کی غذائی اشیاء بنانے والی چینی کمپنی سینلو (Sanlu) کی شراکت سے چین میں قدم جمائے۔ کمپنی کے خشک دودھ کے فارمولے میں صنعتی کیمیکل شامل کردیا گیا تھا تاکہ دودھ میں پروٹین کو مصنوعی طریقے سے بڑھا کر دکھایا جاسکے۔ دودھ کے استعمال سے 300,000 چینی بچے بیمار اور چھ ہلاک ہوگئے تھے جس کے بعد سینلو کے چار اعلیٰ عہدیداروں کو قید کی سزا ملی اور کمپنی دیوالیہ ہوگئی اور فونٹیرا کو چین میں اپنی 200 ملین ڈالرز کی سرمایہ کاری سے ہاتھ دھونا پڑا تھا۔ (نیل گوہ (Neil Gough)، انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 28 اگست، صفحہ 1)

- ڈوڈو پیزا (Dodo Pizza)

24 جون: روس کی فاسٹ فوڈ چین ڈوڈو پیزا جو ڈرونز (drones) کے ذریعے پیزا پہنچائے گی، روس کے 18 شہروں تک ڈرون کے ذریعے پیزا ترسیل کی خدمات کو بڑھانے کے لیے پرعزم ہے۔ (دی نیوز، 25 جون، صفحہ 10)

ریٹیل کمپنیاں

- وال مارٹ

9 اگست: صحت عامہ کے اصولوں کی خلاف ورزی کرنے پر چین کے جنوبی شہر شنزن (Shenzhen) میں واقع امریکی وال مارٹ کی ایک شاخ کے خلاف تحقیقی کارروائی شروع کردی گئی ہے۔ کمپنی کی اس شاخ میں کام کرنے والے ایک ملازم نے ویڈیو کے ذریعے یہ دکھایا تھا کہ وہاں پرانا تیل، پرانا گوشت اور کیڑے لگے چاول بکتے ہیں۔ یہ کام کھانے کی اشیاء کے خراب ہونے کی انتہائی تاریخ کو آگے بڑھا کر کیا جاتا ہے۔ امریکی کمپنی نے اپنی تفتیشی کارروائی کے بعد ان الزامات کی تردید کی ہے۔ (دی نیوز، 10 اگست، صفحہ 17)

مشروبات کی کمپنیاں

18 جون: کیلی فورنیا ریاست سینٹ میں پیش کیا جانے والا بل جسے مئی میں پاس کیا گیا تھا کے مطابق میٹھے مشروبات جن کی فروخت امریکہ میں بہت زیادہ ہے، پر چینی کی زیادتی سے ہونے والی بیماریوں سے خبردار کرنے کے لیے لیبل چسپاں کرنا لازمی قرار دیا گیا تھا۔ کیلی فورنیا اسمبلی کے صحت پر کمیشن میں ووٹوں کی کمی کے باعث یہ بل پاس نہ ہوسکا۔ (ڈان، 19 جون، صفحہ 12)

VII۔ مال مویشی، ماہی گیری اور مرغبانی

ماہی گیری

22 جون: ماہی گیری تھائی لینڈ کی بڑی صنعت ہے جس سے 65,000 افراد کا روزگار وابستہ ہے جو ہر سال امریکہ سمیت دنیا بھر کو سات بلین ڈالرز کی سمندری مصنوعات برآمد کرتا ہے۔ اس صنعت کا ایک ہولناک پہلو یہ ہے کہ یہ صنعت جبری مشقت پر انحصار کرتی ہے۔ امریکی اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ کی سالانہ انسانی اسمگلنگ رپورٹ کے مطابق میانمار، کمبوڈیا اور تھائی لینڈ کے لوگوں کو کشتیوں پر اٹھارہ سے بیس گھنٹے

انتہائی کم اجرت پر پورے ہفتے کام کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ کام کے دوران انہیں مارا اور دھمکایا بھی جاتا ہے۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 23 جون، صفحہ 8)

8 جولائی: ایک مضمون کے مطابق کیلیفورنیا میں بڑی تجارتی ماہی گیر کمپنیوں سے تنگ آ کر چھوٹے ماہی گیروں نے مورو بے (Morro Bay) میں اپنا ایک اتحاد قائم کیا ہے جس نے 90 اقسام کی مچھلیوں کو پکڑنے کے لیے دو ملین ڈالرز کا کمیونٹی کوٹہ فنڈ قائم کیا ہے۔ ہر چھوٹا ماہی گیر اس فنڈ سے ماہی گیری کے حقوق ٹھیکے پر حاصل کر کے روایتی طریقوں کو فروغ دیتے ہوئے سائنس دانوں کے اشتراک سے مچھلی کی افزائش میں مدد دے رہا ہے۔ (پیٹریسیا لی براؤن(Patricia Leigh Brown)، انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 8 جولائی، صفحہ 13)

VIII۔ ماحول

زمین

- فضلہ

21 جون: ملٹی نیشنل تیل کمپنی رائل ڈچ شیل نے 2008 میں نائیجریا میں ہونے والے بڑے پیمانے پر تیل کے اخراج پر 30 ملین پاؤنڈز (51 ملین ڈالرز) معاوضے کی پیشکش کی ہے۔ نائیجریا ڈیلٹا کے رہائشی بوڈو قبیلے کے 15 ہزار افراد کی طرف سے ایک قانونی فرم نے لندن کی عدالت میں کمپنی کے خلاف 300 ملین پاؤنڈز معاوضے کی ادائیگی کے لیے اپیل دائر کی تھی۔ درخواست گزار کے مطابق دو واقعات میں تقریباً پانچ لاکھ بیرل تیل بہہ کر پھیل چکا ہے جبکہ کمپنی نے چار ہزار بیرل تیل کے پھیل جانے کا اندازہ لگایا تھا۔ (ڈان، 22 جون، صفحہ 12)

17 جولائی: بھارت کا شہر کانپور روزانہ 500 ملین لٹرز فضلہ خارج کرتا ہے جبکہ فضلے کو صاف کرنے کی

استعداد 160 ملین لٹرز ہے۔ وزارت ماحولیات کے حالیہ نوٹ کے مطابق دریائے گنگا کے ساتھ 50 بڑے قصبوں کی صفائی پلانٹ کی صلاحیت 1.2 ملین لٹرز ہے اور کل انسانی فضلہ 2.7 ملین لٹرز ہے۔ مودی حکومت نے اپنے پہلے بجٹ میں 340 ملین ڈالرز کے ایک اور ''گنگا مشن'' کا اعلان کیا ہے۔ (ڈان، 18 جولائی، صفحہ 13)

30 اگست: ڈیوی ہیوم (Davyhulme) دنیا کا سب سے بڑا فضلہ صاف کرنے والا پلانٹ ہے جو برطانوی شہر مانچسٹر کے 1.2 ملین افراد کے فضلے سے اتنی توانائی پیدا کر رہا ہے جتنی اس ذریعے سے پہلے کبھی پیدا نہیں کی گئی۔ پلانٹ نے ایک ماہ پہلے کام کرنا شروع کیا ہے۔ آئرش سی میں وہ فضلہ جو پہلے پھینکا جاتا تھا اسے استعمال میں لاکر 25,000 گھروں کو بجلی فراہم کی جارہی ہے۔ (ڈان، 31 اگست، صفحہ 12)

● جنگلات

11 جون: ایکواڈور کی وزارت ماحولیات نے یاسونی (Yasuni) نیشنل پارک میں تیل نکالنے کے لیے سرکاری تیل کمپنی پیٹروایمازوناز (Petroamazonas) کا منصوبہ منظور کرلیا ہے جو حکومتی کمپنی پیٹروایکواڈور (Petroecuador) کے ماتحت ہے۔ دنیا میں حیاتیاتی اہمیت کے حامل یاسونی نیشنل پارک (Yasuni National Park) میں تیل نکالنے (ڈرلنگ) سے مقامی لوگوں کو بے حساب نقصان ہوگا۔ 1989 میں یونائیٹڈ نیشنز ایجوکیشنل، سائنٹیفک اینڈ کلچرل آرگنائزیشن (UNESCO) نے یاسونی کو حیاتیات کے لیے محفوظ خطہ قرار دیا تھا جہاں 2010 میں سائنسدانوں نے پودوں کی 2,700 اور مختلف حشرات کی تقریباً ایک لاکھ اقسام اور ان درختوں کی اقسام بھی شمار کیں جو شمالی امریکہ میں نہیں ہیں۔ (نیویارک ٹائمز، 12 جون، صفحہ 8)

پانی

- آلودگی

5 جون: بنگلہ دیش کے وزیرِ خزانہ نے ملک میں ایک فیصد گرین ٹیکس لگانے کی تجویز دی ہے یہ ٹیکس ان صنعتوں پر لاگو کیا جائے گا جو ماحول کو آلودہ کر رہی ہیں۔ ڈھاکہ جو دنیا کا چھٹا آلودہ ترین شہر ہے، میں تقریباً دو سو غیر قانونی پراسیسنگ فیکٹریاں ہیں جن کے پاس فضلہ صفائی کے لیے پلانٹ نہیں ہیں۔ (ڈان، 6 جون، صفحہ 12)

24 جون: اقوام متحدہ کے جاری کردہ پریس نوٹ کے مطابق دنیا میں 748 ملین لوگ اب بھی پینے کے پانی کے بہتر ذرائع سے محروم ہیں جن میں سے تقریباً چوتھائی لوگوں کو اپنی پیاس بجھانے کے لیے سطح زمین پر موجود گندے پانی پر انحصار کرنا پڑتا ہے جو ڈائیریا، ہیپاٹائٹس اے اور ٹائیفائڈ جیسے امراض پھیلانے کا سبب ہیں۔ (دی نیوز، 25 جون، صفحہ 11)

- سمندری حیات

18 جون: امریکی اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ میں عالمی سربراہان اور سائنسدانوں کی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے سیکرٹری آف اسٹیٹ جان کیری نے کہا ہے کہ سائنسدانوں نے خبردار کیا ہے کہ دنیا بھر میں پانچ سو مقامات ایسے ہیں جہاں سمندری حیات زیادہ عرصے قائم نہیں رہ سکتیں۔ سمندروں کا تحفظ غذائی ضروریات کے لیے لازم ہے۔ سمندر دنیا بھر کی بارہ فیصد آبادی کو روزگار فراہم کرتے ہیں اور دنیا کے تین بلین لوگوں کے لیے حیاتین (protein) کے حصول کا اہم ترین ذریعہ مچھلی ہے۔ (دی نیوز، 19 جون، صفحہ 8)

18 جون: امریکی صدر اوبامہ نے اعلان کیا ہے کہ وہ وہیل، ڈولفن، شارک، کچھوے اور دیگر آبی حیات کے تحفظ کے لیے جنوب وسطی بحر اوقیانوس میں دنیا کے سب سے بڑے محفوظ سمندری علاقے کے قیام کے لیے اپنے صوابدیدی اختیارات استعمال کریں گے۔ ریپبلکن پارٹی نے اوبامہ کے اس فیصلے پر تنقید

کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس عمل سے خطے میں تیل اور گیس ڈرلنگ جیسی تجارتی سرگرمیاں بند ہوجائیں گی۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 19 جون، صفحہ 4)

28 جولائی: آسٹریلیا نے بڑے پیمانے پر کوئلے کی کانکنی کی اجازت دے دی ہے جس پر ماحولیاتی کارکنان نے سخت غصے کا اظہار کیا ہے اور حکومت کو تنبیہ کی ہے کہ اس فیصلے سے گریٹ بیریئر ریف (Great Barrier Reef) کو خطرہ ہوسکتا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 29 جولائی، صفحہ 8)

فضا

- آلودگی

7 مئی: WHO (ڈبلیو ایچ او) نے متنبہ کیا ہے کہ دنیا کے اکثر شہروں کی فضا سانس لینے کے لیے نقصاندہ ہے۔ شہری آبادی کا فضائی آلودگی میں بڑا ہاتھ ہے۔ پوری دنیا میں صرف 12 فیصد شہری آبادی ڈبلیو ایچ او کی ہدایات پر عمل کرتی ہے۔ آدھی سے زیادہ شہری آبادی ڈبلیو ایچ او کی سفارشات سے 2.5 فیصد زیادہ فضائی آلودگی پھیلاتی ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق 2012 میں ڈیزل اور کوئلہ جلانے سے پیدا ہونے والی آلودگی کے سبب پوری دنیا میں 3.7 ملین لوگ جان بحق ہوگئے تھے۔ دنیا کے 20 آلودہ ترین شہروں میں سے 13 شہر بھارت میں ہیں۔ (دی نیوز، 8 مئی، صفحہ 16)

26 مئی: ایک خبر کے مطابق صنعتی انقلاب کے بعد فضا میں کاربن ڈائی آکسائڈ کی مقدار میں 40 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ ورلڈ میٹرولوجیکل آرگنائزیشن (WMO) کے مطابق 2016 تک فضا میں کاربن کا اخراج 400 پارٹس پر ملین (ppm) ہو جائے گا۔ (ڈان، 27 مئی، صفحہ 14)

3 جون: اوبامہ انتظامیہ نے کاربن کے اخراج سے ہونے والی ہوائی آلودگی پر نئے قوانین کا اعلان کیا

ہے جو قدرتی گیس کی توانائی اور متبادل توانائی کی قیمتوں میں کمی کے لیے مددگار ہونگے۔ ای پی اے کا ارادہ ہے کہ قومی بجلی گھروں سے ہونے والے کاربن کے اخراج میں 2030 تک 30 فیصد کمی کر کے 2005 کی سطح تک لائے اور کوئلہ پر انحصار کم کرے جو اندازاً ملک میں چالیس فیصد بجلی پیدا کرتا ہے۔ اسٹریٹیجک اینڈ اکنامک ریسرچ کے صدر مائیکل لنچ (Michael Lynch) نے کہا ہے کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے سستی قدرتی گیس کی وجہ سے کاربن کا اخراج پہلے ہی کم ہو رہا ہے یہ اوبامہ انتظامیہ کی کوئلے کے خلاف جنگ نہیں بلکہ منڈی میں کوئلے کے مقابلے میں قدرتی گیس کا استعمال بڑھ رہا ہے۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 4 جون، صفحہ 13)

12 جون: چین کی سرکاری نیوز ایجنسی زن ہوا نیوز (Xinhua News) کے مطابق 200 سے زیادہ افراد کو گرفتار اور 3,500 سے زیادہ کمپنیاں اور کارخانے ماحولیاتی قوانین کی خلاف ورزی پر بند کردیے گئے ہیں۔ چین نے اپریل میں 25 سالوں میں پہلی بار ماحول کی حفاظت کے لیے قوانین میں ترمیم کی ہے جو جنوری 2015 سے نافذ ہوگی۔ (ڈان، 13 جون، صفحہ 14)

24 جون: اگر کرہ ارض کے شمالی حصے میں گرین ہاوس گیسیز کا اخراج اسی طرح جاری رہا تو امریکی ساحلوں پر دس لاکھ سے زیادہ گھر اور کاروبار کئی بار سیلاب کا شکار ہوکر آخر کار ڈوب سکتے ہیں۔ رسکی بزنس رپورٹ (Risky Bussiness Report) کے مطابق 2050 تک دنیا میں سطح سمندر ایک فٹ تک بلند ہوسکتی ہے جو صدی کے آخر تک دو سے تین گناہ مزید بڑھ سکتی ہے۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 25 جون، صفحہ 4)

7 اگست: بیجنگ میونسپل انوائرمینٹل بیورو نے کہا ہے کہ فضائی آلودگی کی وجہ سے کوئلے کے استعمال پر شہر میں 2020 سے پابندی عائد کردی جائے گی۔ (دی نیوز، 8 اگست، صفحہ 9)

IX۔ موسمی تبدیلی

23 جولائی: یورپی یونین ذرائع کے مطابق یورپی کمیشن نے کلائمٹ اینڈ انرجی (موسم اور توانائی) پالیسی پیکج 2030 کے تحت توانائی کی کارکردگی کو 30 فیصد تک بہتر کرنے پر اتفاق کیا ہے۔ فیصلے کی روشنی میں خود یورپی کمیشن کے اراکین نے کلائمٹ اینڈ انرجی پالیسی 2030 پر متفق ہونے کے لیے اکتوبر کی حتمی تاریخ مقرر کی ہے۔ (دی نیوز، 24 جولائی، صفحہ 12)

عالمی حدت

23 مئی: کھٹمنڈو میں قائم انٹرنیشنل سینٹر فار انیٹی گریٹڈ ماؤنٹین ڈیولپمنٹ (ICIMOD) کے مطابق 1977 سے 2010 کے درمیان دنیا کے 24 فیصد گلیشیرز کم ہو چکے ہیں اور عالمی درجہ حرارت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ (دی نیوز، 24 مئی، صفحہ 11)

13 اگست: حالیہ کچھ سالوں میں کرہ ارض پر گرمی کی شدت میں کمی ہوئی ہے۔ یہ کمپیوٹر کی مدد سے معلوم کی گئی کمی موسمی تبدیلی کی پیشن گویوں کے برخلاف ہے۔ گرین ہاؤس گیسوں کے اثرات سے موسم ویسے تبدیل نہیں ہو رہا جیسے متوقع تھا۔ اس کی وجوہات سائنس دان سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ سائنسی مسئلہ سیاسی مسئلہ بنتا جا رہا ہے اور وہ لوگ جو گلوبل وارمنگ (عالمی حدت) پر یقین نہیں رکھتے کہہ رہے ہیں کہ گلوبل وارمنگ 15 سال پہلے رک گئی ہے۔ دراصل گلوبل وارمنگ رکی نہیں ہے، لیکن یہ گرمی زیادہ تر سمندر میں جذب ہو رہی ہے۔ اس گرمی کا پتہ لگانے کے لیے تحقیق کاروں نے سمندر کی اوپری سطح پر 3,000 ربوٹک فلوٹس (robotic floots) ڈالے ہیں جن سے پتہ چل رہا ہے کہ گلوبل وارمنگ مستقل ہو رہی ہے جس سے سمندر کی سطح بلند ہو رہی ہے اور خوفناک طوفان آ رہے ہیں۔ جدید ترین روبوٹس سمندر کی تہہ میں ایک ڈیڑھ میل سے آگے کی خبریں نہیں لا سکتے جس کی وجہ سے معلومات ابھی بھی مکمل نہیں ہیں۔ زمین کی سطح پر بہرحال کسی حد تک کمی ہوئی ہے اور ایسا پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ (جسٹن گلز، انٹرنیشنل

نیویارک ٹائمز،13 اگست،صفحہ 7)

20 اگست: آسٹریلین حکومت نے پچھلے مہینے ملک کی کانکنی، جہاز رانی اور دیگر بڑی کمپنیوں پر لگایا گیا کاربن ٹیکس واپس لے لیا ہے جس پر گرین ہاوس گیسوں میں اضافے کے خلاف سرگرم کارکن، سائنسدان اور جنوبی بحرالکاہل کے جزیرے، جو سمندر کی سطح بلند ہونے کے خطرے سے پریشان ہیں، نے تشویش کا اظہار کیا ہے۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 21 اگست،صفحہ 6)

27 اگست: اقوام متحدہ کی ایک تازہ رپورٹ کے مطابق گرین ہاوس گیسوں کے اخراج سے ہونے والی عالمی حدت سے عالمی سطح پر اناج کی پیداوار میں کمی آئی ہے اور اگر یہ اخراج یوں ہی چلتا رہا تو صورت حال مزید خراب ہوسکتی ہے۔ سمندروں کی بڑھتی ہوئی سطح، تیز گرمی کی لہریں، تیز ہوا کے ساتھ بارش اور دوسری انتہائی موسمی صورتحال دنیا بھر میں محسوس کی جارہی ہے۔ گرین لینڈ میں برف کی تہہ کا ختم ہوجانا ممکن دیکھائی دے رہا ہے۔ اس عمل میں طویل عرصہ ضرور لگے گا مگر ایک دفعہ یہ شروع ہوگیا تو سمندر کی سطح مزید تیزی سے بڑھے گی اور مزید برف اگر انٹارٹیکا میں پگھلنے لگے تو دنیا کے کئی بڑے شہر جو ساحل سمندر پر ہیں سمندر کی نذر ہوجائیں گے۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز،28 اگست،صفحہ 4)

سبز معیشت

- شمسی توانائی

2 جون: سوئٹزرلینڈ کے شہر پیرن (Payerne) میں شمسی توانائی سے چلنے والے پہلے ہوائی جہاز نے کامیابی سے آزمائشی پرواز مکمل کرلی ہے۔ کاربن فائبر سے تیارشدہ 2.3 ٹن وزنی جہاز میں چار بجلی کی موٹریں نصب ہیں جو شمسی توانائی سے چلتی ہیں۔ (ڈان، 3 جون، صفحہ16)

4 جون: امریکی محکمہ تجارت نے چین سے شمسی پینلز کی درآمد پر 18.56 سے 35.21 فیصد بھاری محصول عائد کردیا ہے۔ چین کی شمسی کمپنیوں نے اپنی حکومت کی طرف سے زرتلافی ملنے کے بعد بڑے پیمانے پر امریکی منڈی میں شمسی پینل فروخت کیے تھے جس کے بعد مقامی امریکی شمسی پینل کی صنعت اور سیاستدانوں نے اوبامہ انتظامیہ سے گزارش کی تھی کہ وہ چین کے ساتھ معاملات کو حل کریں۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 5 جون، صفحہ 12)

18 جون: امریکہ میں چھتوں پر شمسی توانائی کا نظام نصب کرنے والی تیزی سے ترقی کرتی ہوئی کمپنی سولر سٹی (Solar City) نیویارک میں دنیا کی سب سے بڑی شمسی پینل فیکٹری لگانے کا منصوبہ بنا رہی ہے۔ کمپنی کے چیئرمین کے مطابق مستقبل میں کاروبار بڑھ جانے پر پینلز کی عدم دستیابی ان کے لیے خطرہ ہے۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 19 جون، صفحہ 15)

- عالمی موسمی معاہدہ

27 اگست: ایک اخباری مضمون کے مطابق امریکہ میں اوبامہ انتظامیہ اگلے سال پیرس کے اجلاس میں عالمی موسمی تبدیلی کے معاہدے کے ہوجانے کے لیے کوششیں کررہی ہے۔ یہ معاہدہ ممالک کو پابند کرے گا کہ وہ ایندھن (فوسل فیول) کے استعمال میں خاطر خواہ کمی لائیں تاکہ کاربن کے اخراج میں کمی سے عالمی حدت میں کمی لائی جاسکے۔ صدر اوبامہ کی اس کوشش کے پیچھے انہیں کانگریس کی حمایت حاصل نہیں۔ امریکی دستور کے مطابق صدر کو ایسے معاہدوں کو پاس کروانے کے لیے سینٹ کی دو تہائی اکثریت سے منظوری حاصل کرنی لازمی ہوتی ہے۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 28 اگست، صفحہ 4)

- گرین کلائمٹ فنڈ

2 جون: یورپی پارلیمنٹ کی موسم پر کمیٹی کی جرمن ممبر جولی لنین (Jo Leinen) نے کہا ہے کہ G-7 ممالک کی ترجیح ہونی چاہئے کہ وہ گرین کلائمٹ فنڈ فراہم کریں جس کا انہوں نے کوپن ہیگن اجلاس میں

وعدہ کیا تھا جس سے غریب ممالک میں کاربن کے اخراج میں کمی لانے میں مدد کی جانی تھی۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 3 جون، صفحہ 10)

کاربن ٹیکس:

25 جولائی: ایک مضمون کے مطابق آسٹریلیا کی تاریخ میں 17 جولائی 2014 ناقابل فراموش دن تھا جب آسٹریلیا وہ پہلا ملک بن گیا جس نے کاربن ٹیکس (carbon tax) کو رد کردیا ہے۔ آسٹریلیا دنیا میں کوئلہ پیدا کرنے والے بڑے ممالک میں سے ایک ہے جہاں کوئلے کی صنعت کا حجم 60 بلین ڈالرز ہے جس سے تقریباً دو لاکھ افراد وابستہ ہیں۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 25 جولائی، صفحہ 9، جولیا ہیرڈ)

X۔ قدرتی بحران

زلزلہ

3 اگست: چین کے جنوب مشرق میں، مشرقی صوبے یونن (Yunnan) میں زلزلے سے 367 افراد جان بحق اور تقریباً 1,881 کے زخمی ہونے کی اطلاعات ہیں۔ زلزلے کا مرکز صرف 6.2 میل کی گہرائی پر تھا اور اس کی شدت ریکٹر اسکیل پر 6.3 تھی۔ زلزلے سے 12,000 گھر تباہ اور 30,000 ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگئے۔ (ڈان، 4 اگست، صفحہ 1)

سیلاب

18 اگست: شمالی بھارت اور نیپال میں سیلاب اور پہاڑی تودے گرنے سے 200 افراد ہلاک اور متعدد لاپتہ ہوگئے ہیں۔ نیپال میں پورے کے پورے گاؤں تباہی کا منظر پیش کررہے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 19 اگست، صفحہ 5)

خشک سالی

14 مئی: ایک خبر کے مطابق خشک سالی کے سبب وسطی ایشیاء اور افریقہ میں خوراک اور پانی کی قلت کا سامنا ہے جو پرتشدد مظاہروں کا سبب بن رہی ہیں۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 15 مئی، صفحہ 1)

XI۔ مزاحمت

کارپوریٹ

15 مئی: امریکہ میں فاسٹ فوڈ چینز کے ملازمین پچھلے اٹھارہ ماہ سے کئی مرتبہ ایک روزہ ہڑتال کرتے رہے ہیں۔ ملازمین کا کہنا ہے کہ پندرہ ڈالرز فی گھنٹہ اجرت غیر حقیقی ہے۔ 150 شہروں میں مظاہروں کے بعد وہ کم اجرت کے خلاف مظاہروں کو بین الاقوامی سطح پر وسعت دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 16 مئی، صفحہ 14)

ماحول

16 جولائی: جاپان کے نیوکلیئر ریگولیشن اتھارٹی کے حکام نے جاپان کے جنوب میں سینڈائی پلانٹ (Sendai Plant) پر چارسو صفحات پر مشتمل حفاظتی رپورٹ جاری کی ہے جس میں تکنیکی طور پر پلانٹ کے دوری ایکٹرز کو دوبارہ چلانے کے لیے محفوظ قرار دیا گیا ہے لیکن تازہ احتجاجی مظاہروں میں الزام لگایا گیا ہے کہ ریگولیٹر طاقتور نیوکلیائی صنعت کے آلہ کار ہیں۔ (ڈان، 17 جولائی، صفحہ 15)

روٹس فار ایکوٹی کا تعارف

روٹس فار ایکوٹی استحصال کا شکار اور پسماندہ آبادیوں کے مسائل کو سامنے لانے میں سرگرداں ہے۔ ان شہری اور دیہی علاقوں میں بسنے والی مذہبی اقلیتیں، عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں۔ ان مسائل کے حل کے لیے روٹس ایسی راہ ہموار کرنے پر یقین رکھتی ہے، جس سے آبادیاں اپنے معاشی، سماجی، اور سیاسی حقوق کو سمجھتے ہوئے بین الاقوامی انسانی حقوق کے معاہدوں کے مطابق بہتر معیار کا مطالبہ کرسکیں۔

روٹس فار ایکوٹی نے ابتداء ہی سے اپنی توجہ اسٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ پروگرام، ڈبلیو ٹی او اور دوسرے آزاد منڈی کے نیولبرل معاہدوں سے دیہی آبادیوں پر مرتب ہونے والے اثرات کو سمجھنے میں کوشاں ہے۔ اس پس منظر میں ادارہ بنیادی طور پر تین سطحوں پر کام کرتا ہے۔

1۔ عالمگیریت کے اثرات اور مسائل پر عملی تحقیق۔

2۔ مقامی، قومی اور عالمی سطح پر باشعور مزاحمت کے لیے مختلف طرح کے لائحہ عمل مثلاً تحقیق، تصانیف اور بین الاقوامی رابطہ کاری سے مقامی آبادیوں کو متحرک کرنا اور اس کے ذریعے مزاحمت کو بڑھانا۔

3۔ وہ آبادیاں جو جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کے معاشی، سیاسی اور سماجی تلخیاں جھیل رہی ہیں ان کو براہ راست مدد فراہم کرنا۔

ان تین طریقوں سے کام کرتے ہوئے روٹس فار ایکوٹی نے کامیابی کے ساتھ مقامی آبادیوں کے ساتھ صحت مندانہ روابط قائم کیے ہیں۔

پاکستان میں تبدیلی کے لیے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ ملک کی معاشی و معاشرتی ترقی عوام کے گرد ہو۔ یہ بنیادی تبدیلی آبادیوں کو متحرک کیے بغیر ممکن نہیں۔ روٹس فار ایکوٹی یہ پختہ یقین رکھتی ہے کہ سماجی شعور اور سیاسی طور پر بیدار آبادیاں ہی اپنے لیے سماجی اور معاشی انصاف حاصل کرسکتی ہیں۔ روٹس مقامی آبادیوں کے ساتھ مل کر سیاسی، معاشرتی اور معاشی انصاف کی جدوجہد پر پختہ یقین رکھتی ہے۔

اشاعت: روٹس فار ایکوٹی

تعاون: میزریور